زباں سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل
دل ونظر جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

# رزم حق وباطل

## روداد مناظرہ بجرڈیہہ بنارس

۲۰/۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ، ۲۳ تا ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۶ء

اہل حدیث مناظر
**مولانا صفی الرحمن مبارکپوری**

رضاخانی مناظر
**مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری**

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل ونظر جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

# رزم حق وباطل

## روداد مناظرہ بجرڈیہہ بنارس

۲۰/۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ، ۲۳ تا ۲۶/ اکتوبر ۱۹۷۸ء


اہل حدیث مناظر
مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

رضاخانی مناظر
مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب: رزم حق و باطل
موٴلف: مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری
صفحات: ۲۱۲
سال اشاعت اول:
سال اشاعت دوم: اپریل ۲۰۰۵ء
قیمت: 86/00 روپئے
طابع و ناشر: عبد اللطیف اثری

ملنے کے پتے:
مکتبہ ترجمان اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی
فہیم بک ڈپو ریحان مارکیٹ صدر چوک مئوناتھ بھنجن
نعیم بک سیلر صدر چوک مئوناتھ بھنجن
عبد اللطیف اثری المکتبۃ الاثریہ شنکر نگر بلرام پور یو۔پی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# عرض ناشر

ہندوستانی کی علمی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اسلام اوراس کی سچی تعلیمات کے خلاف جب بھی کسی گستاخ نے زبان کھولی ہے یا اپنی ہفوات کوتحریر کی شکل دی ہے تو اس کا دندان شکن، مسکت اور تسلی بخش جواب کے لئے علماء اہل حدیث صف اول میں رہے ہیں، اس سلسلے میں آریہ، سناتن دھرمی، قادیانی اور عیسائیوں سے مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ کے مناظرے اور مقدس رسول ،حق پرکاش اور ترک اسلام کو بطور نمونہ پیش کیا جاسکتا ہے، ابھی بہت سارے لوگ زندہ ہوں گے جنھوں نے اپنی آنکھوں سے دورانگریز کے اس منظرکو دیکھا ہوگا جب عیسائی اسٹوڈنٹ چوراہوں پر اسٹول پر کھڑے ہوکر مسلمان بچوں سے برملا کہتے تھے کہ اپنے دین کو چھوڑ دو اس میں کوئی سچائی نہیں ،قرآن ،رسول اوراحکام اسلام کا تمسخر کیا جاتا تھا اور ایسے ایسے اعتراضات کئے جاتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگ جاتی تھی ،اگراس وقت مناظر اسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ اور دوسرے علماء نے میدان مناظرہ نہ سنبھالا ہوتا تو آج کا منظر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوتا ،مگر الحمدللہ ان مناظروں کے مثبت نتائج سامنے آئے اور اسلام کے خلاف اغیار کے فتنوں واعتراضات کا دروازہ ایک حد تک بند ہوگیا۔

لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ مسلمانوں ہی کا ایک مخصوص طبقہ بھی موجود تھا جو اسلام کی عمارت کو بظاہر مضبوط مگر اندر سے کھوکھلی کررہا تھا، عوام الناس چونکہ ان کے اس ''عزم بیدار'' سے ناواقف تھے اس لئے وہ انھیں اسلام کا محافظ ہی سمجھتے رہے تھے، اللہ جزائے خیر دے، علماء اہل حدیث کو انھوں نے اس جانب بھی پیش رفت کی اوران کے اہل قبور سے استمداد و وسیلہ کے دلفریب ومضبوط جال کو کترنا شروع کیا، جب اس طبقہ نے دیکھا کہ اب ہماری شکم پروری کے سامان پر ہی زد پڑرہی ہے تو پہلے سب وشتم کا بازار گرم کیا اور جب اس میں کامیابی نہ ملی تو بوکھلاہٹ میں دعوت مناظرہ دے کر جواب کے لئے للکاردیا ، علماء اہل حدیث نے بخوشی اس چیلنج کو قبول کیا اورایک متعین موضوع پر ۱۹۷۸ء میں بجرڈیہہ بنارس میں مناظرہ کیا۔ یہ کتاب اسی چار روزہ مناظرہ کی مفصل روداد ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مناظروں کی جو رپورٹیں اس سے پہلے شائع ہوئی ہیں اس میں ہر فریق صرف اپنے مناظر کی تحریروں کو شائع کرتا رہا ہے اس مناظرے کے سلسلے میں بھی بریلوی حضرات صرف اپنے مناظر کا ٹیپ سناتے رہے ہیں اور اپنی فتح دکھانے کے لئے اہل حدیث مناظر کی اگر کسی تحریر کو شائع کیا بھی ہے تو اس میں کمال ہوشیاری سے تحریف کر کے اسے اپنے موافق بنالیا ہے اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ فریقین کی تحریروں کو بلا کم وکاست پیش کیا گیا ہے اور بریلوی علماء نے اس سلسلے میں جو غلط فہمی پھیلا دی ہے اس کے ازالہ کے لئے مناسب حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اس مناظرہ میں اہل حدیث مناظر نے فریق مخالف کے نہ صرف تلبیسات وتحریفات کا پردہ چاک کیا ہے بلکہ ایسا اسلوب اختیار کیا ہے کہ کتاب علمی وتاریخی بن گئی ہے اور فن مناظرہ پر مشتمل ایسی باتیں آگئی ہیں، جن سے دوسری کتابیں خالی ہیں، طرز استدلال اتنا ٹھوس ہے کہ بریلوی مناظر کو ماننا ہی پڑا ہے کہ مروجہ نذرونیاز حرام ہے۔

رزم حق وباطل میری پسندیدہ کتابوں میں سے ایک ہے، ممبئی، حیدرآباد، اور اپنے علاقے کے باشعور اہل حدیث نوجوانوں کی شدید خواہش تھی کہ یہ کتاب اچھے انداز میں منظر عام پر آئے، طبع اول کی کتابت وطباعت ناصاف ہونے کی وجہ سے چونکہ عکسی طباعت مشکل تھی، اس لئے میں نے اس کی از سر نو کمپیوٹر کتابت کرائی اور پروف وغیرہ کا کام اپنی نگرانی میں مکمل کرایا، میری دلی خواہش تھی کہ اس جدید طباعت پر مناظر اہل حدیث مولانا صفی الرحمٰن صاحب مبارکپوری حفظہ اللہ سے مقدمہ لکھوایا جاتا، لیکن مولانا بروقت ہندوستان میں نہیں ہیں اس لئے بغیر کسی حذف واضافہ کے کتاب من وعن شائع کی جارہی ہے، اللہ تعالی میرے علاقے کے نوجوانوں اور میرے بعض عزیز وشفیق شاگردوں کو جزائے خیر دے جن کی تحریک وتوجہ کی بدولت یہ علمی اور تحقیقی کتاب دوبارہ منظر عام پر آرہی ہے۔

عبداللطیف اثری

شنکرنگر بلرام پور۔ یو۔ پی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عرض مرتب

**الحمد لله رب العالمين ، والصلوٰة والسلام على افضل الرسل وخاتم النبيين ، محمد سيد الاولين والآخرين وعلىٰ آله و صحبه اجمعين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين . اما بعد**

یہ ۱۷/۱۸؍جون ۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ موضع بجرڈیہہ بنارس میں مدرسہ احیاء السنہ کے عربی شعبہ کی تاسیس اور ایک علمی لائبریری کے افتتاح کے سلسلہ میں وہاں کی مقامی جماعت اہلحدیث نے دوروزہ جلسہ کا اہتمام کیا۔ مقررین نے مختلف اصلاحی موضوعات پر کامیاب تقریریں کیں ۔ دوسرے دن کے جلسہ میں حکیم مولانا عبدالسلام صاحب اسلم کانپوری نے اہل قبور سے مدد مانگنے کی شرعی حیثیت پر سنجیدگی کے ساتھ روشنی ڈالی ، لیکن یہ مسئلہ چونکہ بریلوی علماء کی شکم پروری کے سلسلے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے ، اس لئے انہوں نے ۲۵/۲۶؍جون ۱۹۷۸ء کو جوابی جلسہ منعقد کیا اور فحش گفتاری ، بدکلامی اور یادہ گوئی کا وہ طوفان برپا کیا اور ایسی اودھم مچائی کہ الامان والحفیظ ، انہوں نے خم ٹھونک کر اہلحدیثوں کو مناظرہ کی دعوت دی اور جواب کے لئے للکارا۔

۲۹؍جون ۱۹۷۸ء کو جماعت اہلحدیث نے پھر ایک جلسہ کیا ، جس میں مولانا صفی الرحمٰن صاحب اعظمی اور شیخ الحدیث مولانا شمس الحق صاحب سلفی ( اساتذہ مرکزی دارالعلوم ) نے تقریریں کیں ۔ مولانا اعظمی نے خالص کتاب وسنت کی روشنی میں بریلوی خرافات کا اس طرح بخیہ ادھیڑ کر رکھ دیا کہ ان کے ایوان ضلالت میں زلزلہ برپا ہو گیا اور خود سمجھدار بریلویوں نے مذہب اہلحدیث کی حقانیت اور اپنے مذہب کا باطل ہونا تسلیم کرلیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ تقریر ٹیپ کے ذریعہ سن سن کر نو بریلوی اہلحدیث ہو گئے جن میں سے تین شخص اپنے پورے خاندان سمیت ہوئے۔

## مناظرہ کا چیلنج

۳۰/ جون ۱۹۷۸ء کی صبح بریلویوں کے سربرآوردہ حضرات نے ایک میٹنگ کی۔ چونکہ یہ اپنے علماء کے بلند بانگ دعوؤں سے فریب کھائے ہوئے تھے اس لئے ایک تجویز پاس کر کے اہلحدیثوں کے سربرآوردہ حضرات کو بلایا اور انہیں مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ اہلحدیثوں نے چیلنج منظور کر لیا اور اسی وقت طے پا گیا کہ ۷/ جولائی ۷۸ء کو فریقین کے علماء اکٹھا ہو کر شرائط مناظرہ طے کر لیں اور رمضان سے پہلے مناظرہ ہو جائے، مگر مذکورہ تاریخ کو کوئی بریلوی عالم بجرڈیہہ نہ پہنچ سکا۔ بریلویوں نے مزید ایک ہفتہ کی مہلت لی۔ ۱۴/ جولائی ۱۹۷۸ء کو جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے مدرس مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب تشریف لائے مگر انہوں نے براہ راست گفتگو کرنے کے بجائے بریلوی مناظرہ کمیٹی کو نشیب وفراز سمجھا کر اہلحدیث مناظرہ کمیٹی کے ساتھ شرائط طے کرنے کے لئے بھیج دیا اور ان لوگوں نے سہ پہر تک چند شرطیں طے کیں۔

نزاع چونکہ اہل قبور کو وسیلہ بنانے کے مسئلہ پر شروع ہوئی تھی اس لئے اس مسئلہ کو موضوع مناظرہ قرار دینا بداہۃً ضروری تھا، مگر ان حضرات نے اپنے اراکین مناظرہ کمیٹی کو ایک بالکل ہی غیر متعلق اور مفسدانہ موضوع مناظرہ طے کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ اس پر سخت لے دے کے باوجود جب فریقین کسی متفقہ نتیجہ پر نہ پہنچ سکے تو فریقین کے علماء جمع کئے گئے۔ مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب یہ طے کئے بیٹھے تھے کہ وہ وسیلہ مروجہ کو مناظرہ نہ بننے دیں گے، مگر اہلحدیث عالم مولانا صفی الرحمٰن صاحب اعظمی نے انہیں اس طرح اپنی گرفت میں لیا کہ بھاگنے کی راہیں بند ہو گئیں اور وسیلہ کے مسئلہ پر انہیں مناظرہ منظور کرتے ہی بنی۔ بریلوی مناظر صاحب شرائط کا ایک ایسا پشتارہ بھی لکھ کر لائے تھے جو مناظرہ کے دوران موضوع سے بھاگنے اور عوام کو بھڑکا کر فساد مچانے کا کام دے سکے۔ مگر اہلحدیث عالم کے سامنے ان کی ایک نہ چلی اور یہ پشتارہ انہیں لپیٹ کر واپس لے جانا پڑا۔ چونکہ بریلوی علماء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس صورت حال سے مطمئن نہ تھے اور انہیں دوبارہ گفتگو کرنے کی جرأت بھی نہ تھی اس لئے انہوں نے اپنے اراکین مناظرہ کے ذریعہ ۲۲؍ جولائی کو پھر چند شرطیں طے کرائیں۔ اگلے صفحات میں آپ ان تینوں مجلسوں کے اندر طے کی ہوئی شرطیں اور فریقین کے پیش کردہ اور طے کردہ موضوع مناظرہ ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شرائط مناظرہ

آج بتاریخ ۱۴؍ جولائی ۱۹۷۸ء بروز جمعہ دس بجے دن تشکیل شدہ
مناظرہ کمیٹی کا اجلاس بر مکان جناب حاجی گلشن صاحب منعقد ہوا
جس میں حسب ذیل امور اتفاق رائے سے طے پائے۔

۱۔ یہ کہ کمیٹی میں فریقین کی جانب سے دو دو ممبران کا اضافہ کر دیا جاوے تا کہ معاملات سمجھنے و طے کرنے میں آسانی ہو۔

| نمائندگان اہلسنت | نمائندگان اہلحدیث |
| --- | --- |
| ۱۔ جناب محمد سعید صاحب | ۱۔ جناب حاجی محمد عمر صاحب |
| ۲۔ جناب قاری کمال الدین صاحب | ۲۔ جناب عبدالرحیم صاحب |

۲۔ یہ کہ سوال مناظرہ تحریری ہوگا۔ مناظر اس کو عوام میں خود سنائے گا مگر سنانے والے کو کسی قسم کی تشریح و اضافے کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ جواب مناظرہ بھی تحریری ہوگا اس کو بھی مناظرین عوام کو سنائیں گے۔ سنانے والے کو اس میں بھی کسی قسم کا اضافہ و تشریح کا اختیار نہ ہوگا۔

۴۔ سوال و جواب مناظرہ کا وقت ۴۵ منٹ ہوگا بوقت ضرورت فریقین باجازت صدر ۱۵ منٹ کا وقت مزید حاصل کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ مناظرہ ۱۶/ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹/ اکتوبر ۱۹۷۸ء سے روزانہ صبح آٹھ بجے سے شروع ہوکر بارہ بجے دن تک ہوگا۔ اور دو بجے دن سے شروع ہوکر سوا چار بجے شام تک چلے گا۔

۶۔ جائے مناظرہ کیلئے بجرڈیہہ کا تکیہ کا میدان متعین کیا گیا ہے جو مدرسہ حنفیہ غوثیہ کے پچھّم جانب ہے۔

۷۔ مناظرہ گاہ کے اخراجات مثلاً لاؤڈ اسپیکر و دیگر اخراجات فریقین برداشت کریں گے۔ اور علماء کرام کے بھی اخراجات اپنا اپنا برداشت کریں گے۔

۸۔ مناظرہ گاہ میں دو اسٹیج ہوں گے۔ دونوں اسٹیج کے درمیان بیس فٹ کی جگہ ہوگی۔

۹۔ مناظرہ کا کوئی حکم نہ ہوگا۔ البتہ فریقین (مناظرین) کے جو تحریری سوال و جواب صدر کو موصول ہوں گے ان کو بعد مناظرہ شائع کر دیا جائے گا۔ طباعت کا خرچ فریقین مساوی طور پر برداشت کریں گے۔

☆☆☆☆☆☆

ان شرائط کے طے ہوجانے کے بعد فریقین کے علماء کی مجلس بیٹھی، علماء نے سب سے پہلے مناظرے کیلئے دو موضوعات طے کئے جو حسب ذیل ہیں:

## نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع مناظرہ منجانب فریق اہل حدیث، موضع بجرڈیہہ بنارس

مناظرہ کا موضوع بحث وسیلہ مروجہ ہوگا۔

وسیلہ مروجہ کا مطلب یہ ہے کہ اہل قبور (انبیاء، اولیاء، پیروں اور شہیدوں وغیرہ) کو مشکل کشائی و حاجت روائی کیلئے پکارنا، ان سے مدد چاہنا، مرادیں مانگنا مثلاً اولاد، روزی اور شفا وغیرہ مانگنا، اپنی فتح اور دشمن کی شکست کی التجا کرنا، اپنی بگڑی بنانے کی گذارش کرنا، ان کی نذر ماننا، ان کے نام پر جانور ذبح کرنا، ان کے جلال سے ڈر کر اور ان کو راضی وخوش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے کیلئے ان کی قبروں کے سامنے نہایت ہی تعظیم کیساتھ کھڑا ہونا، جھکنا، سجدہ کرنا، قبروں پر چڑھاوے چڑھانا (مثلاً حلوہ، بتاشہ، چادر، پیسے وغیرہ) چراغ جلانا، اگربتی اور خوشبو جلانا وغیرہ وغیرہ اوران افعال کے ساتھ یہ تصور کرنا کہ ان انبیاء واولیاء اور پیروں وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی غیبی اور اسباب سے بالاتر روحانی قوت دے رکھی ہے کہ یہ لوگ اس قوت کے ذریعہ ہماری مرادیں خود پوری کردیتے ہیں یا اللہ سے منوا کر پوری کرادیتے ہیں۔

......اہلحدیث کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ مذکورہ بالا وسیلہ مجموعی طور پر شرک ہے۔ مذکورہ بالا عقیدے کے تحت اوپر جتنے افعال ذکر کئے گئے ہیں سب شرک ہیں اوراس کا مرتکب مشرک ہے۔

مذکورہ بالا موضوع فریق اہلحدیث کا دعویٰ ہے

صفی الرحمٰن الاعظمی ۱۵/جولائی ۱۹۷۸ء

ہم فریق اہلسنت وجماعت مذکورہ بالا موضوع پر مناظرہ کیلئے تیار ہیں

ضیاء المصطفیٰ قادری

شب ۸/شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نمبر (۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

موضوع مناظرہ منجانب اہلسنت و جماعت برائے مناظرہ درمیان
اہلسنت و جماعت وغیر مقلدین بجرڈیہہ ضلع بنارس

## ''آج کل کے غیر مقلدین گمراہ وگمراہ گراور جہنمی ہیں''

**آج کل کی تشریح:** ۔ طلب کے بعد یہ ذکر رہا ہوں کہ محاورہ اردو میں آج کل جس معنی میں مستعمل ہے وہی معنی مراد ہے ۔یعنی زمانہ حاضرہ اس کے مصداق اسماعیل دہلوی کے زمانے سے ان کے ماننے والے تمام غیر مقلدین مراد ہیں۔

**بعد طلب تشریح:** غیر مقلدین کا معنی یہ ذکر رہا ہوں کہ وہ فرقہ جو آج کل اپنے آپ کو اہلحدیث کا نام دیتا ہے۔

فریق اہل حدیث اس موضوع پر مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہے۔
صفی الرحمٰن الاعظمی نمائندہ اہل حدیث
۱۵ر جولائی ۱۹۷۸ء

یہ موضوع اہلسنت و جماعت کا دعویٰ ہے
دستخط نمائندہ علمائے اہلسنت و جماعت
ضیاء المصطفٰی قادری عفی عنہ
خادم دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور
شب ۸ر شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

---

ان دونوں موضوعات کو طے کر لینے کے بعد فریقین کے علماء نے جو شرائط طے کیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مناظرہ تحریری ہوگا اور پرچوں کی کوئی تعداد مقرر نہ ہوگی تاوقتیکہ مناظرہ کسی نتیجے پر پہنچ جائے، تحریری سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ دلیل صرف قرآن واحادیث صحیحہ وحسان مرفوعہ ثابتہ اور اجماع امت اور ایسے قیاس شرعی سے دینی ہوگی جو قیاس اوپر کی تینوں چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو۔ احادیث میں مرفوع حکمی جو اقوال صحابہ غیر اجتہادیہ ہوتی ہیں حجت ہوں گی۔

۳۔ ضعیف اور غیر مقبول روایات پیش کرنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔

۴۔ ہر حدیث کے ساتھ اس کی سند بھی پیش کرنی ہوگی۔ یا طلب کرنے پر اصل کتاب میں سند فوراً دکھانی ہوگی۔ اسی طرح دیگر حوالے بھی دکھانے ہوں گے۔

۵۔ احادیث کی صحت وحسن وضعف جانچنے کیلئے اصول حدیث کی کتابیں مثلاً نزہۃ النظر اور اس کی شرح، ملا علی قاری کی مقدمہ ابن صلاح، فتح المغیث للسخاوی اور دوسری کتابیں جس پر فریقین متفق ہوں معتبر ہوں گی۔

۶۔ احادیث میں ثبوت تعارض، دفع تعارض کے سلسلے میں اہل حدیث کے خلاف اصول حدیث سے حجت قائم ہوگی۔ اور احناف کے خلاف اصول بزدوی اور محدثین میں امام طحاوی اور علامہ عینی وعلامہ ابن ترکمانی اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی کے وہ اقوال حجت ہوں گے۔ جو انھوں نے اپنی کتابوں میں بطور مذہب بیان کیا ہو نہ کہ الزام خصم کے لئے۔

۷۔ اہلسنت وجماعت پر معتبر کتب احناف مثلاً ھدایہ وشرح وقایہ، بحر الرائق، کنز الدقائق، درمختار، ردمختار، فتاویٰ عالمگیری، فتاوی بزازیہ، فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ متداول کتابوں کے اقوال راجحہ مفتیٰ بہا حجت ہوں گے۔

۸۔ اہلحدیث کے خلاف حجت صرف قرآن مجید، احادیث صحیحہ، حسنہ مرفوعہ ثابتہ اور اجماع امت وقیاس شرعی حسب تشریحات بالا سے قائم کی جا سکتی ہے۔ کسی بھی اہل حدیث عالم کا قول ان کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس قول کی بنا پر جماعت اہلحدیث پر کوئی حکم شرعی لگایا جاسکتا ہے۔

۹۔ یہ کہ ہر تحریر اسٹیج پر ہی ہر فریق کا مناظر لکھے گا یا املا کرائے گا، پھر اپنے اور صدر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دستخط کرا کر فریق ثانی کو دے گا اور اس کے بعد پڑھ کر مجمع کو سنائے گا۔

۱۰۔ ہر مناظر اپنی تحریر کی ایک کاربن کاپی پر فریق ثانی کے مناظر و صدر کے دستخط وصول یابی کرا کے اپنے پاس رکھے گا۔ اور اصل کاپی ان کے حوالے کر دیگا۔

| شمس الحق السلفی | ضیاء المصطفےٰ قادری عفی عنہ |
|---|---|
| صفی الرحمٰن الاعظمی | شب شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ |
| ۱۵/ جولائی ۱۹۷۸ء | رضوان احمد اعظمی شب ۸/ شعبان ۱۳۹۸ھ |

☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کے بعد فریقین کی مناظرہ کمیٹی کے درمیان ۲۲/ جولائی ۱۹۷۸ء
کو حاجی سلامت اللہ صاحب ساکن بجرڈیہہ کے مکان پر
حسب ذیل شرائط طے پائیں

۱۔ فریق اول جماعت اہلحدیث ہوگی۔ فریق دوم سنی حنفی مسلک کے لوگ ہوں گے۔ پہلے فریق اول اپنا طے شدہ دعویٰ مع دلیل پیش کرے گا۔ فریق دوم کو جو بھی اعتراض پیش کرنا ہوگا، کرے گا۔ پھر اسی طرح چلتا رہے گا۔ اس موضوع پر مناظرہ پورا ہونے کے بعد فریق دوم کے طے شدہ دعویٰ پر مذکورہ بالا قاعدے کے مطابق مناظرہ ہوگا۔

۲۔ مناظرہ چار یوم چلے گا۔ دونوں فریق کے موضوع پر دو دو دن مناظرہ ہوگا۔ اگر فریق اول کے موضوع پر مناظرہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے تو وقت کی توسیع کا حق مناظرہ کمیٹی کو ہوگا اور فریق دوئم کے دو دن محفوظ رہیں گے۔ اگر فریق دوئم کے موضوع پر بھی مناظرہ کسی نتیجے پر نہ پہنچے تو وقت کی توسیع کا حق مناظرہ کمیٹی کو ہوگا۔

۳۔ ہر فریق کے ذمہ دار حضرات ایک دوسرے کو امن و امان برقرار رکھنے کیلئے تحریری ضمانت دیں گے۔

۴۔ تاریخ اور وقت مقررہ پر مناظرہ گاہ میں جو فریق اپنے مناظر علماء کے ساتھ ۹/ بجے تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں آئے گا وہ دوسرے فریق کو بطور حرجانہ پانچ ہزار روپیہ (۵۰۰۰) ادا کرے گا۔

۵۔ ہر فریق کے اسٹیج کا ایک صدر ہوگا جو اپنے فریق کے لوگوں پر کنٹرول رکھے گا کہ وہ خلاف شرائط کوئی کام نہ کریں۔ نیز فریق ثانی کے اسٹیج یا جماعت کی طرف سے کوئی بات شرائط مناظرہ کے خلاف سرزد ہوگی تو اس فریق کے صدر سے مواخذہ ہوگا۔

۶۔ ہر فریق کو اختیار ہوگا کہ عین موقع پر اپنے کسی منتخب عالم کو بطور مناظر مناظرہ کیلئے پیش کرے۔

۷۔ ہر مناظر کو اس کی پابندی ضروری ہوگی کہ حکم شرعی کے علاوہ دلآزار الفاظ استعمال نہ کرے۔

۸۔ مناظرہ انہیں طے شدہ موضوع پر ہوگا جو دونوں جماعت کے علماء کرام کے سامنے طے ہو چکا ہے۔

۹۔ کسی جماعت کے شخص واحد کا کسی بات سے اختلاف کرنا یا اپنی ذاتی رائے پیش کرنا مسموع نہ ہوگا۔

۱۰۔ مناظرہ حسب اصول کتب مناظرہ ہوگا۔

۱۱۔ اختتام مناظرہ سے قبل سوائے انعقاد مناظرہ کے مناظرے سے متعلق کوئی اشتہار لگائے گا اور نہ سوائے اعلان مناظرہ کے کوئی اعلان کرے گا۔ اگر کسی فریق نے اس کی خلاف ورزی کی تو اس کو پانچ ہزار روپیہ حرجانہ دینا ہوگا۔

۱۲۔ اگر کسی فریق کا پرچہ وقت مقررہ سے پہلے تیار ہو جائے گا تو وہ وقت مقررہ معینہ کا انتظار نہیں کرے گا بلکہ وہ پرچہ بذریعہ صدر فریق ثانی کے حوالہ کر دے گا۔

۱۳۔ مندرجہ بالا حرجانے کے روپیہ دینے کا ذمہ دار اہل سنت والجماعت کی طرف سے جناب حاجی محمد رمضان صاحب ہوں گے۔ اور اہل حدیث کی طرف سے روپیہ دینے کے ذمہ دار جناب حاجی محمد یعقوب صاحب ہوں گے۔

۱۴۔ مناظرہ کمیٹی کے فریق کے ممبران سٹی مجسٹریٹ یا کلکٹر یا جو اس کے مجاز ہوں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشترکہ درخواست کے ذریعہ مناظرہ کا اجازت نامہ حاصل کریں گے
قوانین مندرجہ بالا کے ہم فریقین پوری طرح سے پابند رہیں گے اور اس میں کسی قسم کی کوئی پہلوتہی یا خلاف ورزی ہوگی تو وہ قابل سماعت نہ ہوگی......

| نمائندگان اہلسنت والجماعت | نمائندگان اہلحدیث |
| --- | --- |
| ۱۔ جناب حاجی محمد رمضان صاحب | ۱۔ جناب حاجی محمد یعقوب صاحب |
| ۲۔ جناب محمد سعید صاحب | ۲۔ جناب حاجی محمد قاسم صاحب |
| ۳۔ جناب عبدالستار صاحب | ۳۔ جناب عبدالوحید صاحب |
| ۴۔ جناب شمس الدین صاحب | ۴۔ جناب حکیم محمد حنیف صاحب |
| ۵۔ جناب دوست محمد صاحب | ۵۔ جناب نورالحسن صاحب |
| ۶۔ جناب محمد حنیف صاحب | ۶۔ جناب عبدالرحیم صاحب |
| ۷۔ جناب قاری کمال الدین صاحب | ۷۔ جناب حاجی محمد عمر صاحب |

# مناظرہ کے چار دن

حسب قرارداد ۱۹/اکتوبر ۷۸ء سے مناظرہ شروع ہونا تھا مگر بریلوی حضرات اسے ڈائنامیٹ کرنے کیلئے مسلسل تگ و دو میں مشغول رہے حتی کہ ۱۹/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو فریقین جمع بھی ہوگئے مگر التواء مناظرہ کا اعلان ہوگیا۔ طرفہ تماشا یہ کہ ان لوگوں نے پہلے ہی سے اپنی فتح کا اشتہار بھی چھپوا رکھا تھا۔ تاکہ مناظرہ درہم برہم ہوتے ہی اپنی فتح کا اعلان کردیں مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ان حضرات کی ریشہ دوانیوں سے انتظامیہ چوکنا ہوگئی اور اس نے پولیس کی سخت نگرانی میں بنارس کارپوریشن ہال کے اندر مناظرہ کا انتظام کیا اور فریقین کے محدود افراد کو داخلہ کی اجازت دی۔

۲۳/تا ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۸ء (دوشنبہ تا جمعرات) کو تحریری مناظرہ ہوا۔ مناظرہ کا وقت ۸/بجے صبح سے دو بجے تک ہوا کرتا تھا۔ اہلحدیث مناظر مولانا صفی الرحمٰن صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعظمی تھے اور بریلوی مناظر ضیاء المصطفیٰ قادری ۔ طے شدہ شرائط کے مطابق پہلے دو دن وسیلہ مروجہ کا موضوع زیر بحث رہا۔ آخری دو دن بریلویوں کے پیش کردہ موضوع پر بحث ہونی تھی لیکن عین وقت پر بریلوی حضرات نے اس موضوع پر مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور پہلے موضوع پر مناظرہ کرنے کے لئے بضد ہو گئے ۔ اس کے نتیجہ میں چار گھنٹہ سے زیادہ وقت رائیگاں چلا گیا۔ اس دوران جو نیا پروگرام طے ہوا۔ اس کے مطابق دوسرے موضوع پر مناظرہ شروع ہوا۔ اور ۲۶/اکتوبر کو ۱۲/بجے ختم ہو گیا۔ ۱۲/بجے سے ۲/بجے تک پھر پہلے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ دو گھنٹے کا یہ پورا وقت بریلوی حضرات نے لے لیا۔

پہلے موضوع پر فریقین کی پانچ پانچ تحریریں پیش ہوئیں ۔ اہلحدیث مناظر کی پانچویں تحریر دوسرے دن ۲۴/اکتوبر ۱۹۷۸ء کو پیش ہوئی تھی جس کا جواب بریلوی مناظر نے دو دن بعد ۲۶/اکتوبر ۷۸ء کو دیا۔ یہ تحریر ابھی بریلوی مناظر نے پوری پڑھی بھی نہ تھی کہ مناظرہ کا وقت ختم ہو گیا۔ اہلحدیث مجلس مناظرہ کے صدر نے پیشکش کی کہ ہم جواب دینا چاہتے ہیں لیکن بریلوی علماء نے اسے منظور نہ کیا اور مجلس مناظرہ ختم ہو گئی۔

دوسرے موضوع پر فریقین کی صرف دو دو تحریریں پیش ہوئیں ۔ آخری تحریر اہلحدیث مناظر کی تھی ۔ اس تحریر کی خواندگی مکمل ہونے سے پہلے ہی اس موضوع پر مناظرہ کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ پھر اس کے جواب کیلئے بریلوی علماء نے نہ کوئی وقت مانگا، نہ جواب کی پیشکش کی ۔ البتہ انہوں نے اس سلسلے میں کچھ پر فریب ہتھکنڈوں سے کام نکالنا چاہا مگر اہل حدیث صدر اور مناظر نے ان کی چال کامیاب نہ ہونے دی۔

تحریروں کے تبادلے کا طریقہ یہ تھا کہ ہر مناظر اپنے اور اپنے صدر کے دستخط سے دو کاپیاں فریق مخالف کے پاس بھیجتا تھا، دوسرا فریق اصل کاپی رکھ لیتا اور اس کی کاربن کاپی پر اپنے مناظر اور صدر کے دستخط وصولیابی ثبت کرا کر واپس کر دیتا تھا۔ اس دوہرے دستخط کے بغیر کوئی بھی تحریر قابل اعتماد نہیں بلکہ جعلی سمجھی جاتی تھی ۔ تحریروں کے اس تبادلہ کے بعد ہر تحریر مناظر خود پڑھ کر سناتا تھا اور ٹیپ کرنے والے ٹیپ کر لیتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مناظرے کی تحریرات کا اجمالی خاکہ:

اہل حدیث مناظر نے اپنی پہلی تحریر ۲۲ رجولائی کی شرط نمبر ا کے مطابق مدلل پیش کی ۔ انہوں نے قرآن مجید کی پچاسوں آیات اور کئی صحیح احادیث سے ثابت کیا کہ وسیلہ مروجہ کے اندر جو عقیدہ درج ہے وہ شرک ہے اور شرعاً باطل ہے۔

بریلوی مناظر نے اس کی تردید کرنے کے بجائے ادھر ادھر فضول سوالات پیش کئے ۔ اور موضوع مناظرہ سے بھاگنے کی راہ ہموار کرنی چاہی، مگر اہلحدیث مناظر نے اپنی جوابی تحریر ۲ میں پھر انہیں موضوع کی طرف موڑا۔ تاہم بریلوی مناظر صاحب نے اپنی دوسری تحریر میں پھر بھاگنے کی راہ پکڑی لیکن اہلحدیث مناظر نے اپنی تحریر ۳ میں پھر انہیں اصل موضوع کی طرف گھسیٹا۔ ان کے طرز عمل کو اصول مناظرہ کے خلاف ثابت کرنے کے بعد قرآن مجید کی تیسیوں آیات اور بعض احادیث کی روشنی میں انبیاء کرام کے دسیوں واقعات کے ذریعہ ثابت کیا کہ بریلوی حضرات اولیاء اللہ کے اندر جو طاقت مان کر ان کے مزاروں پر اپنی مرادیں پوری کرانے جاتے ہیں وہ طاقت انبیاء کرام کو بھی نہیں دی گئی تھی۔

بریلوی مناظر صاحب نے رات بھر کے غور وخوض کے بعد دوسرے دن اپنی تحریر ۳ میں اہل حدیث کے دلائل پر چند مضحکہ خیز سوالات قائم کئے، جنہیں پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ یہ ان کی حواس باختگی کی پیداوار تھے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان سوالوں کے جوابات اہلحدیث مناظر کی تحریر میں پہلے سے موجود تھے ۔ ان سوالوں کے بعد بریلوی مناظر صاحب نے انبیاء کے معجزات کا تفصیلی حوالہ دے کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ انہیں مخلوق کی فطری طاقت سے بالاتر اختیارات حاصل تھے (یعنی جن اختیارات کی بناء پر اہل قبور کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان سے مرادیں مانگی جاتی ہیں ) اس سلسلہ میں بریلوی مناظر صاحب نے معنوی تحریف کے علاوہ ایسی باتیں بھی قرآن اور انبیاء کی طرف منسوب کیں، جن کا قرآن میں کہیں وجود نہیں بلکہ انھوں نے جھوٹ گھڑ لی ہیں۔

اس کے جواب میں اہل حدیث مناظر نے اپنی تحریر ۴ میں محکم قرآنی آیات سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثابت کیا کہ انبیاء کے ہاتھوں پر جو معجزات ظاہر ہوتے ہیں ان معجزات میں انبیاء کے اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ انہوں نے بریلوی مناظر کے کچھ سوالات کا یکجائی اور جامع جواب دیا۔ بعض کا علیحدہ بھی جواب دیا۔ نیز قرآن کی بہت سی آیات، بعض احادیث، احمد رضا خاں کے ترجمہ قرآن، اس پر لگائے ہوئے مولوی نعیم الدین کے حواشی اور حنفی فقہ کی مشہور کتاب درمختار اور ردمحتار کے حوالوں سے ثابت کیا کہ جو دعا، نذر، چڑھاوہ، ذبح، مجاوری اور سجدہ زیر بحث ہے وہ سب عبادت ہے۔ لہذا غیر اللہ کے لئے کیا جائے تو اس کی عبادت ہونے کے سبب یہ سارا کام شرک ہوگا۔

بریلوی مناظر صاحب نے اصل موضوع سے ہٹنے یا وقت کاٹنے کے لئے پھر غیر ضروری سوالات لکھ بھیجے۔ انہوں نے بے محل معجزات اور افعال عباد کی تخلیق کا مسئلہ چھیڑا۔ ردمحتار کی عبارت میں خیانت کا قطعی غلط الزام لگایا۔ اور آیات میں معنوی تحریف کر کے انبیاء کیلئے فوق الفطری قوت ثابت کرنی چاہی۔

اہلحدیث مناظر نے جوابی تحریر ۵ میں ان کے لغو سوالات پر ان کی حیثیت عرفی ظاہر کرتے ہوئے جوابات دیئے۔ یہ بھی دکھلایا کہ معجزات کے خرق عادت حصے کے ظہور میں انبیاء کے اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا انہوں نے معجزات اور افعال عباد کا فرق بھی واضح کیا۔ یہ بھی واضح کیا کہ ردمحتار کی جس عبارت کے چھوڑنے کو خیانت کہا گیا ہے اس کے چھوڑنے سے پچھلی عبارت کے مفہوم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اس لئے اسے خیانت کہنا ایک پرفریب مغالطہ ہے۔

اہلحدیث کی اس تحریر ۵ پر دراصل مناظرہ ختم ہو چکا تھا لیکن بریلوی حضرات کے پیدا کردہ نزاع کے سبب دو دن بعد ۲۶ راکتوبر کو انہیں اس موضوع پر آخری تحریر پیش کرنے کا موقع مل گیا۔ ، انہوں نے تقریباً اپنے ان تمام پچھلے اعتراضات اور دلائل کو دہرایا جن کا جواب اہلحدیث مناظر دے چکے تھے، اور چونکہ انہیں اطمینان تھا کہ اب اہلحدیث مناظر کو جواب کا موقع نہ ملے گا اس لئے انہوں نے اپنے عوام میں اپنی گری ہوئی ساکھ بحال کرنے کیلئے جگہ جگہ یہ ڈینگ ہانکی کہ ہماری فلاں اور فلاں باتوں کا جواب نہیں ملا۔ یا ہم نے یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ثابت کر دیا اور وہ ثابت کر دیا تاہم وہ اہلحدیث مناظر کے دلائل اور گرفتوں سے یہاں تک زچ تھے کہ اپنے کو شرک سے بری ثابت کرنے کیلئے یہاں تک کہہ گئے کہ : ''بتوں کو پکارنا، ان سے مدد مانگنا حرام ہوگا شرک نہ ہوگا۔ گویا ؎

اس نقش پا کے سجدہ نے اتنا کیا ذلیل　　ہم کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل چلے

دوسری طرف انہوں نے ایسے کاموں کے ناجائز ہونے کا بھی سگنل دے دیا جو بریلوی امت کا دن رات کا اوڑھنا بچھونا ہیں اور جن کو وہ مدار نجات سمجھتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اسی طرح ان ''غیر اللہ کے سامنے'' اگر بتی سلگانا ان کے سامنے کھانا رکھنا ، اس پر فاتحہ دینا، کھڑا ہونا، اگرچہ تعظیم کے ساتھ ہو شرک نہیں۔ ان کی عبادت ضرور شرک ہے، خواہ یہ امور ان کے ساتھ کرے یا نہیں۔ یہ امور ناجائز ہوسکتے ہیں مگر شرک نہیں ہوسکتے''

انہوں نے ایک اور مقام پر غیر اللہ کے لئے نذر شرعی کو واضح طور پر حرام تسلیم کیا ہے۔ بلکہ اسی نذر کے سلسلے میں انہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ درمختار اور ردمختار میں اس کے متعلق باطل، حرام، لایجوز کے الفاظ ہیں تو حرام و ناجائز ہونے سے شرک ہونا کیسے لازم آیا۔ (یاد رہے کہ وسیلہ مروجہ میں زیر بحث نذر، نذر شرعی ہے)

شرک کے الزام سے بچنے کیلئے بریلوی مناظر صاحب کی ان نکتہ آفرینیوں نے خود انکے عوام میں اضطرابی لہر دوڑا دی کیونکہ جن کاموں کو وہ لوگ ذریعہ بخشش سمجھ رہے تھے ان کے مناظر صاحب انہیں حرام تسلیم کرتے نظر آ رہے تھے۔

مناظرہ کے دوسرے موضوع پر بریلوی مناظر نے مدعی ہونے کی حیثیت سے پہلی تحریر بھیجی۔ یہ تحریر از اول تا آخر طے شدہ شرائط کے سو فیصدی خلاف تھی۔ انہوں نے اپنے دعوے پر قرآنی آیات پیش کیں نہ حدیث، بلکہ شرائط کے بالکل خلاف شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی عبارتوں کو شہید کر کے، سیاق سباق سے کاٹ کر کے اور اس میں تحریف کر کے گمراہی کے منار۔ ہ تعمیر کئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہلحدیث مناظر نے جوابی تحریر۱ میں بریلوی تحریر کی ایک خیانت بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے اس تحریر کے خلاف شرط ہونے کے سبب اس پر بحث مسترد کر دی۔ اور ایسے سوالات قائم کئے جن کے ذریعہ بحث اصل موضوع کے دائرہ میں آجائے۔ انہوں نے یہ بھی اشارہ دیا کہ اگر شخصیات زیر بحث لائی گئیں تو بریلوی امت کا حال سب سے زیادہ برا ہوگا اور بطور نمونہ احمد رضا خاں کی ایک عبارت کا حوالہ پیش کر دیا جو شان رسالت میں بے باکانہ گستاخی کی حیثیت رکھتی ہے۔

مگر بریلوی مناظر صاحب نے اپنی اوٹ پٹانگ بحث جاری رکھی۔ اپنی جوابی تحریر۲ میں شرائط کی خلاف ورزی کیلئے وجہ جواز فراہم کرنی چاہی۔ احمد رضا خاں کی صفائی پیش کرنے کیلئے ایک نہ شد دو شد والی حرکت کا ارتکاب کیا۔ سوالات کے جوابوں کے لئے ترکی بہ ترکی کا عنوان لگایا، مگر جواب دیتے وقت سارے دم خم جاتے رہے جیسے کوئی طالب علم امتحان پاس کرنے کیلئے ہر سوال کے غلط ہی سہی جواب دینے کی کوشش میں دماغی توازن کھو بیٹھا ہو۔

اہلحدیث مناظر نے اس کے جواب میں ایک مبسوط تحریر پیش کی، بریلوی مناظر کو شرائط کی پامالی اور عبارتوں میں خیانت پر ٹوکنے کے بعد اولیاء، انبیاء وغیرہ کے سلسلے میں تفصیل کے ساتھ اہلحدیث کے عقائد پیش کئے اور یہ بتلایا کہ سنی مذہب میں وہ کیا خامی ہے جس کی وجہ سے سنی حضرات اہلحدیث ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے وہ پس منظر بھی بتلایا جس کی وجہ سے شاہ اسمٰعیل شہید نے اسلام کی ٹھیٹھ تعلیمات پیش کرتے ہوئے کہیں کہیں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انہوں نے تفصیل سے ثابت کیا کہ سنی حضرات جو اہلحدیثوں کو گمراہ کہتے ہیں درحقیقت وہ خود گمراہ ہیں۔ انہوں نے بریلوی حضرات کے گندے مسائل ذکر کئے اور قرآن وحدیث کی واضح دلیلوں سے ثابت کیا کہ یہ حضرات صحابہ کے طریقہ سے الگ ہیں۔ لہذا اپنے اقرار کے مطابق خود گمراہ اور جہنمی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# روداد چھپوانے سے گریز

بریلوی مناظر اور ان کے رفقاء چونکہ سرتوڑ کوشش کے باوجود دونوں موضوع پر کاری زخم کھا چکے تھے اور ان کے مفاد میں کسی طرح یہ بات نہ تھی کہ مناظرہ کی روداد چھپے اس لئے انہوں نے مناظرہ گاہ سے نکلتے ہی مذبوحی حرکتیں شروع کر دیں، جگہ جگہ تابڑ توڑ جلسے منعقد کئے ،مناظرہ کا الٹا خاکہ پیش کیا ، اہلحدیثوں پر جھوٹے الزامات کے طومار باندھے اور اپنی صفائی کیلئے پوری بے باکی سے جھوٹ گھڑے۔ فضا کو مکدر کرنے اور فریقین میں ہیجان اور کشمکش برپا کرنے کی گونا گوں کوششیں کیں تا کہ سنجیدگی کیساتھ غور وفکر کرنے کا ماحول قائم نہ رہ سکے۔ پہلے موضوع کی پانچویں تحریر جسے بریلوی مناظر نے سب سے اخیر میں پڑھا تھا اس کے ساتھ بہت سی دوسری باتیں بھی ٹیپ کر دی گئیں۔ اور صرف یہی ٹیپ عوام کو سنایا جاتا تا کہ وہ سمجھیں کہ اہلحدیث مناظر لاجواب ہو کر رہ گیا۔

تاہم کچھ سنجیدہ اور معقولیت پسند لوگوں نے کوشش کر کے فریقین کی تحریروں کا ٹیپ حاصل کیا اور سنا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۹ آدمیوں نے کھل کر مذہب اہلحدیث قبول کر لیا۔ اور ۵ رنومبر ۱۹۷۸ء کے روزنامہ ''قومی مورچہ'' بنارس اور ۶ رنومبر ۷۸ء کے ہفتہ وار ''تنویر نو'' بنارس میں اس کا باقاعدہ اعلان بھی کر دیا۔ دوسری طرف ''بزم توحید'' بنارس نے بریلوی علماء کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ایک مختصر روئداد مناظرہ شائع کر دی۔

اس صورت حال سے بریلوی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی ،ان کے رؤساء نے روپے خرچ کر کر کے ایک ایسے شخص کو جو نماز جمعہ تک سے قطعی بے تعلق اور شراب و کباب میں غرق رہتا تھا، ۔ایک کاغذ پر نشان انگوٹھا لے کر اور مزید تین چار پرانے بریلویوں سے دستخط لے کر یہ اعلان شائع کر دیا کہ انہوں نے اہلحدیث مذہب چھوڑ کر بریلوی مذہب اختیار کر لیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک چار ورقی ٹریکٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ ''بجرڈیہہ بنارس کے مناظرہ میں غیر مقلدین کی شرمناک شکست'' اس چو ورقے میں دل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کھول کر اہلحدیث مناظر کی تحریروں میں تحریف کی گئی اور غلط فہمی پھیلائی گئی اور بزم توحید کے ذمہ دار کو دھمکی بھی دی گئی اس کے ساتھ ہی الہ آباد سے ایک انعامی چیلنج کا اشتہار بھی نمودار ہوا۔ ان کوششوں کے ساتھ بریلوی رؤساء نے یہ بھی کوشش کی کہ نئے اہلحدیثوں کو دولت کے بل پر پھر بریلوی بنالیں اور کچھ پرانے اہلحدیثوں کا ایمان بھی خرید لیں مگر کامیاب نہ ہوئے۔

ایک طرف تو بریلوی کیمپ لگاتار یہ حرکتیں کرتا رہا دوسری طرف اختتام مناظرہ کے بعد ہی سے اہلحدیث مناظرہ کمیٹی کے اراکین بریلوی مناظرہ کمیٹی کے اراکین سے ایک مجلس منعقد کرنے کا مطالبہ کررہے تھے تاکہ دونوں فریق متفقہ طور پر ایک طریقۂ کار معین کر کے مناظرہ کی روداد چھپوالیں جیسا کہ پہلے سے طے تھا۔ لیکن بریلوی مناظرہ کمیٹی نے مسلسل گریز کے بعد مجبوراً مجلس منعقد کی بھی تو طرح طرح کے روڑے اٹکا کر اس تجویز کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ اور مجلس ملتوی ہوگئی۔

اسی اثناء میں بریلوی کیمپ کے سربرآوردہ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ان کا ایک اور بہت بڑا گروپ اپنے عقائد کی تبدیلی کا اعلان کرنے والا ہے اس صورت حال نے مجموعی طور پر انہیں حواس باختہ کردیا۔ تقریباً پچاس آدمیوں کے اہلحدیث ہوجانے کی وجہ سے اپنی سبکی کا احساس، اہلحدیثوں کی طرف سے روداد چھپوانے کا مسلسل مطالبہ، مزید ایک گروہ کے اہلحدیث ہوجانے کا خطرہ، یہ سب ایسی مصیبتیں تھیں جن سے چھٹکارے کی انہیں ایک ہی راہ نظر آئی۔ چنانچہ انہوں نے ۶/نومبر ۷۸ء کو نئے اہلحدیثوں پر ایک منظم پلان کے تحت حملہ کردیا، جس میں کئی آدمی زخمی ہوگئے۔ فوراً دونوں فریق میں کشمکش کی فضا پیدا ہوگئی۔ داروگیر کا سلسلہ شروع ہوگیا اور بریلوی حضرات کے مذکورہ اندیشے ٹل گئے۔ ادھر پورے ملک میں مناظرہ کی روداد کا بڑی بے چینی سے انتظار کیا جارہا تھا اور گوشے گوشے سے اس کا مطالبہ ہورہا تھا۔ اس لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہا کہ ہم بریلوی حضرات کے اشتراک کے بغیر ہی روداد کی اشاعت کریں۔ الحمد للہ کہ اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمیں اس کار خیر کی توفیق عنایت فرمائی۔

ہم نے فریقین کی تحریریں بلا کم وکاست پوری کی پوری بعینہٖ شائع کر دی ہیں اور کتابت وطباعت کی غلطیوں کی اصلاح کی بھی بھر پور امکانی کوششیں کی ہیں۔ تاہم بتقاضائے بشریت غلطی اور چوک ہو جانے سے انکار نہیں، نیز بریلوی علماء نے غلط فہمی پھیلانے کی اب تک جو بے پناہ اور مسلسل کوششیں کی ہیں اسکے پیش نظر حواشی کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ جن مباحث کے اجمال سے فائدہ اٹھا کر غلط فہمی پیدا ہوتی جارہی تھی ان کا تفصیلی رخ سامنے آجائے۔ کیونکہ عوام کا مقصود یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی صحیح تعلیمات کو سمجھیں اور اپنے دین وایمان اور عقیدہ ونظریہ کی اصلاح کریں۔ یہ نہیں کہ علماء کرام کی دماغی کشتی کا نظارہ کریں اور لطف اندوز ہوں۔

مجھے امید ہے کہ ناظرین اس روداد کو بالکل غیر جانبدار ہو کر پورے غور وفکر کے ساتھ طلب حق کیلئے پڑھیں گے اور کسی قسم کی مصیبت میں مبتلا ہوئے بغیر صحیح اور حق بات کو قبول کر کے اللہ کی رضامندی اور آخرت کی کامیابی کا راستہ اختیار کریں گے۔

**واللہ ولی التوفیق و بیدہ الامور ، اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین۔**

شاکر جلالی

جمعۃ المبارک ۲۹ر ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

یکم دسمبر ۱۹۷۸ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وسیلہ شرعی

عربی زبان میں وسیلہ کا مطلب ہوتا ہے قربت، درجہ، مرتبہ اور کسی چیز کو حاصل کرنے کا ذریعہ۔ قرآن میں اہل ایمان کو اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث سے وسیلہ کے تین طریقے ثابت ہیں جنہیں ساری امت تسلیم کرتی ہے۔

(۱) ایک یہ کہ اللہ کے اسماء حسنیٰ اور صفات کو طلب مقصود کا وسیلہ بنایا جائے۔ حضور ﷺ یہ دعا بکثرت کیا کرتے تھے: **یا حی یا قیوم برحمتک استغیث** (ترمذی) اے حی و قیوم (خدائے پاک) میں تیری رحمت کے وسیلہ سے فریاد کرتا ہوں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل صالح کو وسیلہ بنائے۔ مشہور واقعہ ہے کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک غار میں پھنس گئے انہوں نے اپنے اپنے عمل صالح کے وسیلہ سے نجات کی دعا کی اور ان کی دعا قبول ہوئی۔

(۳) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی نیک اور بزرگ انسان سے دعا کی درخواست کی جائے کہ وہ اللہ سے ہمارے لئے دعا کریں۔ اس دعا کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ بزرگ آدمی کہیں تنہائی میں دعا کرے اور یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ بحیثیت امام دعا کرے اور ہم پیچھے سے آمین کہیں اور اس کی دعا کی قبولیت کی دعا کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط سالی کے موقعہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دعا کیلئے آگے بڑھایا تھا اور اللہ سے ان کی دعا کی قبولیت کیلئے دعا کی تھی۔

(بخاری۔ الانساب لزبیر بن بکار)

لیکن بریلوی امت نے ان تینوں صورتوں سے الگ وسیلہ کی ایک چوتھی صورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایجاد کر لی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حضرات مرے ہوئے اور کبھی کبھی زندہ لوگوں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان سے ایسی مرادیں مانگتے ہیں جو خالص اللہ کے اختیار میں ہیں مثلاً مارنا، جلانا، روزی اور شفا دینا وغیرہ۔ پھر ان بزرگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی قبروں پر چڑھاوے، چادر، گاگر، مرغ، مالیدہ وغیرہ پیش کرتے ہیں اور ان کی نذریں مانتے ہیں اور انہیں سجدہ تک کر ڈالتے ہیں۔

وسیلہ کا یہ مفہوم قطعاً بریلوی حضرات کا خانہ زاد ہے۔ شریعت اسلامی سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ شرک ہے اور اسے شرعی وسیلہ قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے سیڑھی کے بجائے کنویں کو چھت پر چڑھنے کا وسیلہ قرار دیا جائے۔

بریلوی علماء اپنے عوام کو یہ کھلا ہوا دھوکہ دیتے ہیں کہ اپنے اس گھڑے ہوئے وسیلہ کو شرعی وسیلہ بتاتے ہیں۔ اس لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اہلحدیث شرعی وسیلہ کے منکر نہیں ہیں بلکہ اس کی تینوں صورتوں کو برحق مانتے ہیں۔ وہ صرف چوتھی صورت کے منکر ہیں جو شرعاً وسیلہ نہیں ہے، بلکہ اسے بریلوی علماء نے اپنی شکم پروری کے لئے گھڑ رکھا ہے۔ اس مختصر توضیح کو ذہن میں رکھ کر روداد مناظرہ ملاحظہ فرمائیے۔

شاکر جلالی

۲۹/ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

# وسیلہ مروجہ شرک ہے

| منکر | مدعی |
| --- | --- |
| رضا خانی | اہلحدیث |

بت صنم خانوں میں کہتے ہیں مسلمان گئے ۔۔۔ ہے خوشی ان کو کہ کعبہ کے نگہبان گئے
منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے ۔۔۔ اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پہلی تحریر

# منجانب مناظر اہل حدیث

## مولانا صفی الرحمن الاعظمی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك ولم يكن له ولى من الذل ، نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه . ولا ندعو الا اياه ولا نستغيث الا به ولا نركع ولا نسجد الا له ونكبره تكبيرا. والصلوٰة والسلام على افضل المرسلين وسيد الاولين والآخرين محمد خاتم النبيين وقائد الغر المحجلين وعلىٰ اٰله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

اللهم انصر من نصر دين محمد ﷺ واجعلنا منهم واخذل من خذل دين محمد ﷺ ولا تجعلنا منهم . اما بعد

حسب قرارداد شرائط آج کا موضوع بحث وسیلہ مروجہ ہے۔ وسیلہ مروجہ کی تشریح جس پر مناظرہ کرنے کے لئے فریقین کے علماء متفق ہو چکے ہیں۔ یہ ہے۔

وسیلہ مروجہ کا مطلب یہ ہے کہ اہل قبور (انبیاء، اولیاء، پیروں اور شہیدوں وغیرہ) کو مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے پکارنا، ان سے مدد چاہنا، مرادیں مانگنا، مثلاً اولاد، روزی اور شفا وغیرہ مانگنا، اپنی فتح اور دشمن کی شکست کی التجا کرنا، اپنی بگڑی بنانے کی گذارش کرنا، ان کے لئے نذر ماننا، ان کے نام پر ذبح کرنا، ان کے جلال سے ڈر کر اور ان کو راضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور خوش کرنے کیلئے ان کی قبروں کے سامنے نہایت ہی تعظیم کے ساتھ کھڑا ہونا، جھکنا، سجدہ کرنا، قبروں پر چڑھاوے چڑھانا (مثلاً حلوہ، بتاشہ، چادر، پیسے، وغیرہ) چراغ جلانا، اگر بتی اور خوشبو جلانا وغیرہ وغیرہ اور ان افعال کے ساتھ یہ تصور کرنا کہ ان انبیاء، اولیاء اور پیروں وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی غیبی اور اسباب سے بالاتر روحانی قوت دے رکھی ہے کہ یہ لوگ اس قوت کے ذریعہ ہماری مرادیں خود پوری کر دیتے ہیں یا اللہ تعالیٰ سے منوا کر پوری کرا دیتے ہیں۔

اہل حدیث کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مذکورہ بالا وسیلہ مجموعی طور پر شرک ہے۔ مذکورہ عقیدے کے تحت اوپر جتنے افعال ذکر کئے گئے ہیں سب شرک ہیں اور اس شرک کا مرتکب مشرک ہے۔ (اس دعویٰ کی دلیل ملاحظہ فرمائیے)

مشرکین کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**ولئن سالتهم من خلقهم ليقولن الله فانىٰ يؤفكون** (سورة الزخرف: ۸۷) اگر تم ان سے پوچھو (یعنی مشرکین سے) کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، تو کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

**ولئن سالتهم من خلق السمٰوات والارض ليقولن الله** (سورة لقمان: ۲۵) و (سورة الزمر: ۳۸) اور اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔

**ولئن سالتهم من خلق السمٰوات والارض ليقولن خلقهن العزيز العليم** (سورۃ الزخرف: ۹) اور اگر تم ان سے پوچھو (یعنی مشرکین سے) کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے انہیں بنایا اس عزت والے اور علم والے نے۔

**ولئن سالتهم من خلق السمٰوٰت والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله فانىٰ يؤفكون . الله يبسط الرزق لمن يشآء من عباده ويقدر له ، ان الله بكل شئ عليم ، ولئن سالتهم من نزل من السماء ماء فاحيا به**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الارض من بعد موتها لیقولن الله قل الحمد لله بل اکثرھم لا یعقلون سورۃ العنکبوت ۶۱ ۶۳ (اور اگر تم ان سے پوچھو (یعنی کفار مکہ سے ) کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے ۔ اللہ نے ،تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۔ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کیلئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے ،ضرور کہیں گے اللہ نے ۔تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو، بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں ۔

قل من یرزقکم من السمآء والارض امّن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون الله فقل افلا تتقون ( سورہ یونس . ۳۱ )تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ ۔تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ۔

قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون ، سیقولون لله ، قل افلا تذکرون ، قل من رب السمٰوات السبع و رب العرش العظیم ، سیقولون لله قل افلا تتقون ، قل من بیده ملکوت کل شئ وھو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون لله قل فانّٰی تسحرون

( سورہ المومنون : ۸۴ . ۸۹)

تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے کہ اللہ کا ،تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے ۔تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا ،اب کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے ،تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے ،تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سکتا اگر تمہیں علم ہو۔ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار کرتے تھے بلکہ تمام کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر اسی کو مانتے تھے، انہیں اقرار تھا کہ وہ جسے چاہے بچالے، دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور وہ جسے چاہے پکڑ لے، دنیا کی کوئی طاقت اسے بچا نہیں سکتی۔

پھر سوال یہ ہے کہ وہ مشرک کیوں قرار دیئے گئے قرآن میں اس کا صاف صاف جواب دیا گیا ہے کہ وہ لوگ کچھ ہستیوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انہیں اللہ کی طرف سے فوق الفطری قوت دی گئی ہے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہستیاں اللہ سے سفارش کر کے ہماری مرادیں پورا کرادیتی ہیں اور ہمیں اللہ سے قریب کر دیتی ہیں پھر ان کے ساتھ چند مراسم ادا کرتے تھے جسے ان کی عبادت قرار دیا گیا، آیئے پہلے ان ہستیوں کا ذکر سنئے! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**وجعلوا الملٰئكة الذين هم عباد الرحمن اناثا أشهدوا خلقهم .ستكتب شهادتهم ويسئلون .وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدنٰهم مالهم بذٰلك من علم ان هم الا يخرصون.** (الزخرف: ۱۹۔۲۰)

اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا۔ کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے۔ اب لکھوالی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے جواب طلب ہوگا اور بولے، رحمٰن اگر چاہتا تو ہم انہیں نہ پوجتے انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکل دوڑاتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ جن ہستیوں کی عبادت کرتے تھے ان میں فرشتے تھے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

**قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**ولا تحویلا . اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة ایھم اقرب و یرجون رحمته و یخافون عذابه ان عذاب ربک کان محذوراً.**

(بنی اسرائیل:۵۶۔۵۷)

تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا ،وہ مقبول بندے جنہیں کافر پکارتے ہیں وہ خود اللہ کی طرف قربت ڈھونڈ ھتے ہیں۔ان میں جو کوئی زیادہ مقرب ہے اور وہ (اللہ) کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین جن ہستیوں کو پکارتے تھے وہ بارگاہ الٰہی کی مقبول و مقرب ہستیاں تھیں۔

**ویوم تحشرھم وما یعبدون من دون الله فیقول أأنتم اضللتم عبادی ھٰؤلاء ام ھم ضلوا السبیل قالوا سبحانک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء.** (الفرقان : ۱۷،۱۸)

اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں (یعنی مشرکین کو) اور جن کو اللہ کے سوا یہ پوجتے ہیں پھر ان معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیا میرے ان بندوں کو یا یہ خود ہی راہ بھولے، وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ مشرکین جن کی پوجا کرتے تھے وہ اللہ کے موحد بندے تھے ،انہوں نے اللہ ہی کو اپنا مولیٰ بنایا تھا۔

کفار عرب کے معبودوں میں لات کا نام سورہ نجم میں آیا ہوا ہے۔اس کے متعلق صحیح بخاری (ص:۷۲۰ کتاب التفسیر باب قوله افرایتم اللات والعزیٰ) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **کان اللات رجلا یلت سویق الحاج**۔لات ایک آدمی تھا جو حاجی کے ستو گھولتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اس سے معلوم ہوا کہ لات ایک اچھے طرز عمل کا انسان تھا۔

قوم نوح کے لوگ جنہیں پوجتے تھے ان میں وُد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے نام قرآن میں آئے ہیں، ان کی بابت صحیح بخاری (ص:۷۳۲ کتاب التفسیر **باب ودا ولا سواعاًولا یغوث و یعوق ونسراً** ) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ یہ سب بزرگ لوگوں کے نام ہیں۔ان کی وفات کے بعد ان کے بت بنائے گئے۔ بت بنانیوالے گذر گئے تو ان کی پوجا شروع ہوئی۔ بعد میں یہ بت عرب کے مختلف قبائل میں منتقل ہوئے۔

صحیح بخاری (ص:۶۱۳ کتاب **المغازی باب این رکز النبی** ﷺ **الرایة یوم الفتح** کے تحت ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب حرم کعبہ سے بت نکلوائے تو ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی صورت بھی نکالی گئی۔ ان کے ہاتھوں میں پانسے کے تیر تھے۔

یہ بات یاد رہے کہ غیر اللہ کی عبادت مطلقاً ممنوع اور شرک ہے۔**وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ** اور **ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً** ۔اس لئے کسی کی عبادت بت بنا کر کی جائے یا بت بنائے بغیر کی جائے وہ بہر حال شرک ہے۔لہذا یہاں بت بنائے جانے اور نہ بنائے جانے کے فرق کی بحث نہیں اٹھائی جا سکتی۔

بہر حال اوپر پیش کردہ آیات و روایات سے ثابت ہوا کہ مشرکین اللہ کے علاوہ جن ہستیوں کو پوجتے تھے ان میں فرشتے بھی تھے، پیغمبر بھی تھے، اور اللہ کے موحد اور نیکوکار بندے بھی تھے۔

اب آیئے دیکھیں کہ جن ہستیوں کو مشرکین پوجتے تھے ان کے بارے میں ان کا عقیدہ اور تصور کیا تھا۔

**(الف) عــــزّیٰ** کا استھان کہیں تھا مگر مشرکین کو غزوۂ احد میں اس کی طاقت و قوت کی کارفرمائی نظر آ رہی تھی، چنانچہ اختتام جنگ پر ان کے کمانڈر ابوسفیان نے (جو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت کافر تھے) نعرہ لگایا تھا۔ لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم۔ ہمارے لئے عزیٰ ہے تمہارے لئے عزیٰ نہیں۔ (دیکھئے صحیح بخاری ص: ۵۷۹ کتاب المغازی باب غزوۃ احد)

(ب) ہود علیہ السلام سے ان کی مشرک قوم نے دوران گفتگو کہا تھا ان نقول الا اعتراک بعض الهتنا بسوء (ھود: ۵۴) ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ پہونچی۔

مولوی نعیم الدین صاحب ترجمہ قرآن از احمد رضا خاں کے حاشیہ پر اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یعنی تم جو بتوں کو برا بھلا کہتے ہو اس لئے انہوں نے تمہیں دیوانہ کر دیا ہے۔''

(ج) نبی ﷺ کے سلسلے میں قرآن کا بیان ہے الیس الله بکاف عبده یخوفونک بالذین دونه (الزمر: ۳۶) ۔کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے، معلوم ہے کہ یہ ڈراوا اسی قسم کا تھا کہ ہمارے معبود تمہیں ہلاک کر دیں گے یا دیوانہ کر دیں گے یا اور کوئی نقصان پہونچا دیں گے۔

(د) ان امور سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنے معبودوں کو فوق الفطری قوت واختیار سے متصف مانتے تھے، پھر یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کو حاجت روائی ومشکل کشائی کیلئے پکارتے تھے۔ درانحالیکہ بنی نوع انسان کو پیدائشی اور فطری طور پر جو قوت اور اختیار دیا گیا ہے اور جس کے بل پر وہ کائنات کے مسخر کردہ اسباب کے ذریعہ بہت سے کام انجام دیتا ہے اس فطری قوت واختیار کے دائرہ میں مشرکین خود انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کی تکمیل کیلئے دوڑ دھوپ کرتے تھے۔ خود شریعت نے بھی اس فطری قوت واختیار کو معطل کرنے کے بجائے اسی کو انسان کے مکلف کئے جانے کی بنیاد بنایا اور آپس میں تعاون و تناصر علی البر کا حکم دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا (البقرۃ: ۲۸۶) .تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدۃ: ۲). وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر (الانفال: ۷۲) وغیرھا من الآیات ۔پس مخلوقات کا اپنی فطری قوت واختیار کے دائرے میں مدد لینا دینا شرک وتوحید کے مبحث سے سرے سے تعلق ہی نہیں رکھتا ۔لہذا مشرکین جن ہستیوں کو پکارتے تھے انہیں مخلوقات کے فطری اختیار کے دائرے سے بالاتر قوت کے ساتھ متصف سمجھ کر پکارتے تھے۔

(ہ) صحیح مسلم (ج اص:۳۷۶ کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتھا ووقتھا ) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین حالت طواف میں تلبیہ کہتے ہوئے لاشریک لک لبیک کے بعد یہ بھی کہتے تھے الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک ۔یعنی (اے اللہ) تیرا کوئی شریک نہیں، مگر ایسا شریک جو تیرے لئے ہے تو اس شریک کا بھی مالک ہے اور اس چیز کا بھی مالک ہے جو اس شریک کے اختیار میں ہے۔

ایک خاص قسم کے شریک کے علاوہ باقی کسی کے شریک ہونے کی نفی سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کو کسی ایسی طاقت میں اللہ کے ساتھ شریک مانتے تھے جس طاقت میں وہ خود بھی دوسری مخلوقات کو اللہ کا شریک نہیں مانتے تھے۔

صحیح مسلم کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکین اپنے معبودوں میں جو کچھ اور جتنی کچھ قوت واختیار مانتے تھے اسکے بارے میں ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ یہ اختیار انہیں بالذات حاصل نہیں ہے اور نہ وہ از خود اس قوت واختیار کے مالک ہیں بلکہ یہ قوت واختیار سراسر اللہ کا عطا کردہ اور اسی کی ملک ہے یعنی ان معبودوں کی قوت ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے یہی تقاضا ان آیات کا بھی ہے جن میں مشرکین کا یہ کھلا ہوا اقرار ذکر کیا گیا ہے کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یادرہے کہ مشرکین کا یہی عقیدہ (کہ ان کے معبودوں یعنی فرشتوں، پیغمبروں، اللہ کے نیک بندوں اور بتوں وغیرہ کو عطائی طور پر فوق الفطری قوت و اختیار حاصل ہے) وہ عقیدہ ہے جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے پورے زوروشور سے فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:

أیشرکون ما لا یخلق شیئاً وھم یخلقون ، ولا یستطیعون لھم نصراً ولا انفسھم ینصرون (الاعراف:۱۹۱۔۱۹۲)

کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہونچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں۔

والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون (الاعراف:۱۹۷)

اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں۔

حضورﷺ کو حکم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں سے یوں دریافت کریں۔

قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم (المائدۃ:۷۶)

تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو تمہارے نقصان کا مالک، نہ نفع کا، اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے۔

قل اندعو من دون اللہ مالا ینفعنا ولا یضرنا (الانعام:۷۱)

تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا

لہ دعوۃ الحق ، والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعآء الکفرین الا فی ضلال۔ (الرعد:۱۴)

اسی کا پکارنا سچا ہے اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہونچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہونچے گا اور کافروں کی دعا بھٹکتی پھرتی ہے۔

**افاتخذتم من دونه اولیاء لا یملکون لانفسهم نفعا ولا ضراً.** (الرعد:۱۶)

کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالئے ہیں جو اپنا برا بھلا نہیں کر سکتے ہیں۔

**.واتخذوا من دونه آلهة لایخلقون شیئا وهم یخلقون ولا یملکون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیاة ولا نشوراً۔** (الفرقان:۳)

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا نہ اٹھنے کا۔

**ویعبدون من دون الله ما لا ینفعهم ولا یضرهم وکان الکافر علی ربه ظهیرا.** (الفرقان:۵۵)

اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ نہ کریں اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے۔

**ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیٰمة وهم عن دعائهم غافلون .واذا حشر الناس کانوا لهم اعدآء وکانوا بعبادتهم کافرین۔** (الاحقاف۵،۶)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔

**والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئا وهم یخلقون .اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون** (النحل:۲۰،۲۱)

اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں، مردے ہیں، زندہ نہیں، اورانہیں خبرنہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

**ویعبدون من دون الله لا یملک لهم رزقا من السمٰوات والارض شیئا ولا یستطیعون۔(النحل:۷۳)**

اور اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے، نہ کچھ کر سکتے ہیں۔

**قل ادعوا الذین زعمتم من دون الله لا یملکون مثقال ذرة فی السمٰوات ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرک وماله منهم من ظهیر (السبا:۲۲)**

تم فرماؤ پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو اور وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں ، آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار۔

**قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ۔(بنی اسرائیل:۵۶)**

تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے کا اور نہ پھیر دینے کا۔

**ان الذین تدعون من دون الله عباد امثالکم فادعوهم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صادقین (الاعراف:۱۹۴)**

بے شک اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو، پھر وہ تمہیں جواب دیں، اگر تم سچے ہو۔

**والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر ان تدعوهم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیٰمة یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر (فاطر:۱۳،۱۴)**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اس (اللہ) کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روائی نہ کرسکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے۔ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح۔

چونکہ یہ آیات مشرکین کے عقیدے کی تردید کرلی ہیں اور وہ اپنے معبودوں میں عطائی طور پر فوق الفطری قوت و اختیار مانتے تھے اسلئے ثابت ہوا کہ عطائی طور پر بھی کسی کو اس فوق الفطری قوت و اختیار کا ایک چھلکا اور ایک ذرہ بھی حاصل نہیں ہے۔ یہ قوت و اختیار اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے اور اللہ کے علاوہ کسی بھی ہستی میں اس قوت و اختیار کا ماننا شرک ہے۔ یہی شرک فی التصرف اصل شرک ہے اور دیگر مظاہر شرک کی بنیاد ہے۔

یہاں تک وسیلہ مروجہ کی بنیاد پر ایک پہلو سے بحث مکمل ہوگئی، اگر آپ کو اس سے اتفاق ہے تو صاد کر دیجئے ورنہ اعتراض پیش کیجئے۔

صفی الرحمٰن الاعظمی

۲۳/اکتوبر ۱۹۷۸ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پہلی تحریر

## منجانب بریلوی مناظر

### مولوی ضیاء المصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان علمه البیان و اعطاه سمعاً وبصراً وعلماً فزان. وجعله مظهر صفات الرحمان ولم یجعله معدوما بفناء الابدان ، الصلوٰة و السلام الاتمان الاکملان ، علی السمیع البصیر العلیم الخبیر المستعان المولی الکریم الرؤف الرحیم العظیم الشان سیدنا ومولانا محمداً النافذ حکمه فی عالم الامکان باذن اللہ الرحمن و علیٰ اٰله وصحبه اجمعین .

واشهد ان لا اله الا اللہ واشهدان محمداً عبده و رسوله ﷺ

رب اعوذبک من همزات الشیاطین و اعوذبک رب ان یحضرون ۔ اما بعد

جناب کی پہلی تحریر وصول ہوئی یہ تحریر اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔عند الضرورۃ تشریح دعویٰ مبادی مناظرہ میں سے ہے جس کا دلیل سے پہلے ہونا لازم ہے اور آپ نے اس کا موقعہ ہمیں نہیں دیا (۱) اور اب حسب قواعد مناظرہ میں تشریح دعویٰ کا مطالبہ کرتا ہوں

(۱) یہ شکایت قطعی بے جا ہے۔ ۲۲ / جولائی کی طے شدہ شرائط کی دفعہ۱ میں لکھا ہے ''فریق اول (یعنی اہلحدیث) اپنا طے شدہ دعویٰ مع دلیل پیش کرے گا اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں :۱۔ ایک یہ کہ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تشریح دعویٰ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہم ثابت کریں گے کہ آپ کے پیش کردہ دلائل کسی طرح دعویٰ پر منطبق نہیں ہیں۔

تشریح: طلب امور حسب ذیل ہیں:

۱۔ شرک ومشرک کی جامع ومانع تعریف کریں یعنی ان دونوں الفاظ کی ایسی تشریح کریں کہ شرک اور مشرک کے سوا ہر چیز سے ان کا مکمل فرق ہو جائے اور شرک و مشرک کے تمام افراد کو شامل بھی رہے۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں شرک ومشرک سے متعلق متعدد ابواب قائم کئے ہیں اور شرک کی کئی قسمیں بیان کی ہیں۔ کیا آپ ان اقسام کو تسلیم کرتے ہیں یا کچھ کم وبیش ترمیم کے قائل ہیں جو بھی ہو مفصل لکھیں۔

۳۔ تفصیل کے ساتھ لکھئے کہ شرک ومشرک کے احکام شرعی کیا ہیں؟ احکام دنیاوی اور احکام اخروی دونوں کی تفصیل مطلوب ہے، ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیں کہ کسی کام پر شرک کا اور کسی شخص پر مشرک کا حکم لگانے کے لئے کس قوت ووزن کی دلیل ضروری ہے۔(۱)

---

=اہلحدیث کا دعویٰ طے شدہ ہے۔ جب وہ طے شدہ ہے تو اس کی تشریح طلب کرنا چہ معنی دارد۔ ۲۔ دوسرے یہ کہ مناظرہ شروع ہی اس طرح ہوگا کہ اہلحدیث اپنا دعویٰ مع دلیل پیش کرے گا۔ اس پر یہ شکایت کہ دلیل سے پہلے تشریح طلب کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ بریلوی مناظر کے بدعہد ہونے کی علامت ہے۔ درحقیقت یہ سارا بکھیڑا بریلوی مناظر نے اپنے موقف کی کمزوری چھپانے اور مناظرہ کو اصل لائن سے ہٹا کر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ختم کرنے کیلئے کیا تھا، اسی لئے ان کی اس حرکت بے جا پر بحث ومباحثہ کرنے کے بجائے اہل حدیث مناظر نے سنت ابراہیمی کے مطابق گاڑی آگے بڑھادی

(۱) اولاً اس سوال سے پہلے ہی اہلحدیث مناظر کی طرف سے آپ کی خدمت میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں وہ خالص قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ پر مشتمل ہیں۔ کیا قرآن وحدیث سے بھی زیادہ کوئی قوی اور وزنی دلیل ہے جو آپ کو مطلوب ہے۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر آپ نے یہ سوال کیوں اٹھایا ہے؟ ثانیاً آپ کو یہ سوال اٹھانے سے پہلے ۱۵ر جولائی ۱۹۷۸ء کی شرائط کی دفعہ ۲ دیکھ لینی چاہئے تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ تعظیم اور عبادت کی پوری تعریف وتشریح کیجئے اور یہ بتایئے کہ دونوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ اگر فرق ہے تو بیان کیجئے۔

۵۔ نہایت تعظیم کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

۶۔ کسی غیر اللہ کی تعظیم کیلئے اس طرح پر کھڑا ہونا کہ نہایت تعظیم کی نیت نہ ہو تو شرک ہے یا نہیں؟

۷۔ سجدہ کی تعریف وتشریح کیجئے اور جھکنے کی بھی شرعی تشریح کریں اور یہ بھی بتائیں کہ کسی کے آگے جھکنا یا اس کا سجدہ کرنا مطلقاً شرک ہے یا کسی قید وشرط کے ساتھ؟

۸۔ کیا کوئی شرک ایسا بھی ہے جو کسی موقعہ پر یا کسی زمانہ میں شرک نہ رہا ہو اور کسی دوسرے موقعہ پر یا کسی اور زمانہ میں شرک ہوا اور یہ کہ شرک منسوخ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

۹۔ آپ کے دعویٰ میں چند اور چیزیں تشریح طلب ہیں۔

نبی، ولی، پیر، شہید، نذر، چڑھاوے چڑھانا۔ ان تمام الفاظ کی واضح تشریح کیجئے

۱۰۔ شریعت میں وسیلہ کی کیا حقیقت ہے؟

۱۱۔ قبور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وقبور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ اور بتوں کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں؟

نوٹ: جملہ تشریحات واحکام مطلوبہ آیات قرآن حکیم یا احادیث مرفوعہ صحیحہ یا حسنہ کی تائیدات کے ساتھ مطلوب ہیں۔

ضیاء المصطفیٰ قادری عفی عنہ

مورخہ ۲۰/ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دوسری تحریر

# منجانب اہل حدیث مناظر

## مولانا صفی الرحمن الاعظمی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین صلوٰۃً وسلاماً علی خاتم النبین وآله واصحابه اجمعین . امابعد!

۱۔ تشریح دعویٰ منکر کی طلب پر کی جاتی ہے، دعویٰ کے کسی حصہ کی تشریح اگر چاہے مدعی سے طلب کر سکتا ہے، دعویٰ کی وضاحت اور ثبوت سے پہلے اس کا موقع دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔ اللہ کی ذات میں یا صفات میں یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے اور اس کا کرنے والا مشرک ہے۔

۳۔ مولانا اسمٰعیل دہلوی یا کسی بھی اہلحدیث عالم کی کسی تحریر کے متعلق کوئی سوال اٹھانا مقررہ شرائط کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ سوال مسترد کیا جاتا ہے۔

۴۔ شرک ومشرک کے احکام دنیوی واخروی موضوع مناظرہ سے خارج ہیں اس لئے یہ سوال بھی مسترد کیا جاتا ہے۔

۵۔ کسی کو فوق الفطری قوت واختیار کا مالک سمجھ کر اس کے تقرب کیلئے کوئی عمل کرنا شرک ہے۔

۶۔ آپ نے نمبر ۶ میں تعظیم کس معنی میں استعمال کیا ہے اس کو بتایئے تب ہم بتائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گے کہ وہ غیر اللہ کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

۷۔ سجدہ اور جھکنا کا وہی معنی مراد ہے جو اصطلاح عام میں معروف ہے اور اس شرط کے ساتھ شرک ہے جس شرط کے ساتھ دعویٰ میں مشروط ہے۔

۸۔ سوال نمبر آٹھ موضوع بحث سے خارج ہے اس لئے مسترد کیا جاتا ہے۔

۹۔ نمبر ۹ میں جو الفاظ درج ہیں وہ ہمارے آپ کے مسلمات میں سے ہیں اس لئے تشریح کا مطالبہ مسترد کیا جاتا ہے تشریح غیر واضح۔

۱۰۔ وسیلہ مروجہ سے باہر کسی چیز کی تشریح کا مطالبہ موضوع سے باہر ہے اس لئے مسترد کیا جاتا ہے اور وسیلہ مروجہ کی تشریح کی جا چکی ہے۔

۱۱۔ جو کام بتوں کے ساتھ کیئے جاتے ہیں وہی کام اگر قبور، انبیاء، اولیاء رحمہم اللہ کے ساتھ کیئے جائیں تو حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔

۱۲۔ ہم اپنی پچھلی تحریر میں کسی قدر دلائل پیش کر چکے ہیں باقی آئندہ پیش کریں گے۔

۱۳۔ آپ نے ہماری پچھلی تحریر پر توجہ نہیں دی۔ آپ ہماری تحریر کی روشنی میں یہ بتائیے کہ آپ کے عقیدے میں اور مشرکین مکہ کے عقیدے میں کیا فرق ہے؟

۱۴۔ آپ نے جو تشریحات طلب کی ہیں ان کی ضروری تشریح کردی گئی۔ دلائل کا ایک حصہ آپ کے پاس پہونچ چکا ہے۔ ان کا جواب دیجئے۔ (۱)

صفی الرحمٰن الاعظمی

۲۳/ اکتوبر ۱۹۷۸ء

---

(۱) بریلوی مناظر کی تحریر میں ۱۱ نمبرات ہیں اور اہل حدیث مناظر کی جوابی تحریر میں ۱۴۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اہل حدیث مناظر نے اجزائے بحث کے حساب سے نمبرات قائم کئے ہیں۔ بریلوی مناظر کے نمبرات کے حساب سے نہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ۱ کا جواب ۲ میں دیا گیا ہے۔ ۲ کا ۳ میں اور ۳ کا ۴ میں اسے ملحوظ رکھئے اور آئندہ بریلوی مناظر کی حیرانی کا لطف اٹھائیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دوسری تحریر

# منجانب بریلوی مناظر

مولوی ضیاء المصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین! امابعد

۱۔ رشیدیہ صفحہ ۳۳ پر ہے۔ثم للبحث ثلاث اجزاء مباد. وھی تعیین المدعی پھر چند سطروں کے بعد اسی میں ہے اعلم ان الواجب علی السائل ان یطالب اولا ما امکنہ من تعریف مفردات المدعی وتعیین البحث و تمییزہ عن سائر الاحوال

اس عبارت کی روشنی میں ہم کو یہ حق حاصل ہے کہ ہم دعویٰ کے ہر لفظ کی تشریح تام مع احکام آپ سے پوچھیں اور آپ بتانے پر مجبور ہیں۔موضوع مناظرہ سے خارج کہہ کر آپ دامن نہیں بچا سکتے۔

۲۔ آپ نے شرک ومشرک کی تعریف تو کی مگر اس کو قرآن وحدیث سے مبرہن نہیں کیا ۔پھر نمبر ۵ پر بھی آپ نے شرک کی تعریف دہرائی ہے۔سوال یہ ہے کہ ان دونوں تعریفوں میں نسبت اربعہ میں سے کونسی نسبت ہے۔(۱)

---

(۱) اس نسبت کی تعیین اصول مناظرہ کی رو سے تو مناظر پر عائد نہیں ہوتی البتہ ناظرین کی تفریح طبع کیلئے اتنا بتلا دیا جاتا ہے کہ شرک کے مذکورہ دونوں مفہوم میں وہی نسبت ہے جو بریلوی کی نوع اور گدھے کی جنس میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ ہم نے آپ سے مولوی اسماعیل دہلوی کی کسی عبارت کی تردید یا تصحیح نہیں چاہی ہے بلکہ ان کی ذکر کردہ اقسام شرک کے بارے میں رائے دریافت کی ہے تاکہ موضوع میں ذکر کئے ہوئے لفظ شرک کی کماحقہ وضاحت ہو سکے۔

۴۔ ہم نے نمبر ۱ میں یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ ساری باتیں تشریح دعویٰ کے ضمن میں آتی ہیں جن کا ہم نے سوال کیا ہے۔ جیسا کہ رشیدیہ کی عبارت میں عن سائر الاحوال سے ظاہر ہے۔(۱)

۵۔ ہم نے لفظ تعظیم کو خود کسی معنی میں استعمال نہیں کیا ہے آپ کے دعویٰ میں یہ لفظ آیا ہوا ہے اس کی تشریح ہم نے چاہی ہے۔

۶۔ تعظیم اور نہایت تعظیم کا فرق آپ کو واضح کرنا ہی پڑے گا آپ اس سے پہلو تہی نہ کریں کیونکہ یہ بات شرائط مناظرہ میں طے ہے کہ مناظرہ حسب کتب اصول مناظرہ ہوگا۔

۷۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ سجدہ اور جھکنے کے وہی اصطلاح عام والے معنی بیان کریں تاکہ آئندہ بحث میں سہولت ہو۔

۸۔ تحریر اول میں ہمارا سوال نمبر ۸ ہرگز موضوع بحث سے خارج نہیں، رشیدیہ کی عبارت عن سائر الاحوال اس کی شاہد عادل ہے، بلکہ شرک کا مفہوم متعین کرنے میں یہ وضاحت کلیدی درجہ رکھتی ہے(۲)

۹۔ ہمیں حیرت ہے کہ آپ ایک ہی سانس میں ان چیزوں کو اپنے دعویٰ میں ذکر بھی کرتے ہیں اور پھر اس کی تشریح طلب کرنے پر گریز بھی کرتے ہیں، صاحب رشیدیہ نے تو وضو میں نیت شرط ہونے کا دعویٰ کرنے والے کے لئے وضو اور نیت کی تعریف بھی تشریح مدعی کے مثال میں ذکر کی ہے۔ لہذا آپ ہماری تحریر اول کے

(۱) آپ کو اس کی بھی خبر نہیں کہ عن سائر الاحوال کا تعلق کس سے ہے کسی طالب علم سے اس عبارت کو حل کرا لیجئے۔ ساری اچھل کود جاتی رہے گی۔

(۲) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفہوم کا مطلب بھی نہیں جانتے۔ حیرت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سوال نمبر ۹ میں ذکر کی ہوئی چیزوں کی تشریح کیجئے، اسی طرح اس کے سوال ۱۰ کا بھی جواب دیں۔

۱۰۔ قبور صالحین اور بتوں کے پاس کیئے گئے افعال میں فرق ہم نے پوچھا اور آپ نے اس کے حکم کے متعلق جواب دیا ہے۔ اس لئے سوال سمجھ کر جواب دیا کیجئے۔ (۱)

۱۱۔ آپ کے دلائل کی حقیقت سامنے آتی ہے لیکن آپ پہلے اپنا دعویٰ تو واضح کریں اور آپ ابھی مدعی ہیں اس لئے اصولاً آپ کو ہم سے سوال کرنے کا کوئی حق نہیں۔

۱۲۔ یہ کہنے سے کہ ہم نے تشریح کر دی۔ تشریح نہیں ہوتی، ہمارے سوالات آپ پر مسلط ہیں۔

ضیاء المصطفیٰ قادری عفی عنہ

۲۰/ذی قعدہ ۹۸ھ

---

(۱) آپ خود الٹے پلٹے سوال کرتے ہیں۔ آپ کے سوال کے الفاظ یہ ہیں؟ قبور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وقبور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ اور بتوں کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں ہے؟ بتایئے اس عبارت کے کس جملے یا لفظ سے آپ نے قبور صالحین اور بتوں کے پاس کیئے گئے افعال کا فرق پوچھا ہے؟ آپ خود سمجھ کر سوال کیا کیجئے اور اگر مافی الضمیر ادا کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو اس قصور کا الزام اپنے آپ کو دیجئے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تیسری تحریر

# منجانب اہل حدیث مناظر

## مولانا صفی الرحمن الاعظمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ محمد افضل المرسلین وخاتم النبیین و
علی الہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین .اما بعد

عرض ہے کہ آپ کی پہلی اور دوسری تحریر کا مقصد تقریباً ایک ہے یعنی ہمارے پیش کردہ دلائل کے جواب سے گریز کرتے ہوئے بے موقع ومحل ایسی تشریحات کا طلب کرنا جو بعد از وقت ہونے کے ساتھ غیر ضروری بھی ہیں۔

مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ عندالضرورۃ تشریح دعویٰ مبادی مناظرہ میں سے ہے جس کا دلیل سے پہلے ہونا لازم ہے اور آپ نے اس کا موقع ہمیں نہیں دیا۔

جواباً عرض ہے کہ دعویٰ اور اس کی تشریح تو شرائط مناظرہ کے وقت ہی کر دی گئی تھی، اور نہایت ہی واضح الفاظ میں لکھ کر دیدیا گیا تھا کہ وسیلہ مروجہ کا مطلب یہ ہے اور اہلحدیث کا نقطۂ نظر اس بارے میں یہ ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اس دعویٰ میں کوئی ابہام تھا تو آپ کو اسی وقت اس کی توضیح طلب کر لینی چاہئے تھے، لیکن بالفرض اگر آپ کو اس وقت یہ بات نہیں سوجھی تھی تو کیا تقریباً اس ساڑھے تین مہینہ کے عرصہ میں بھی نہیں سوجھی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


سوجھی تو اس وقت سوجھی جبکہ حسب قرار داد شرائط ہمارے ثبوت اور دلائل قرآن اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں مناظرہ شروع ہونے کے بعد آپ کے خلاف پیش کر دیئے گئے اور آپ پر لازم ہوگیا کہ جن تفاصیل اور ادلہ قویہ ثابتہ کے ساتھ بات پیش کی گئی ہے آپ انہیں تفصیلات کے ساتھ ترکی بہ ترکی جواب دیں، اور اپنے موقف کے خلاف ثابت شدہ دلائل کا توڑ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں پیش کریں۔

تعجب اور حیرت ہے کہ آج آپ بے موقع اور بے محل لکھ رہے ہیں کہ ہمیں اس کا موقع نہیں دیا گیا اور اوپر سے ہمیں کو الزام بھی دے رہے ہیں کہ آپ کی یہ تحریر اصول مناظرہ کے خلاف ہے یعنی اصول مناظرہ کی خلاف ورزی تو آپ نے کی اور الزام ہم کو دیا۔

پھر آپ کے مطالبۂ بیجا پر بھی شرک کی جامع مانع تعریف پیش کر دی گئی اور بعض دوسرے اجزاء کی تشریح بھی کر دی گئی تاکہ اصل موضوع پر بحث شروع ہو، مگر آپ مرغی کی ایک ٹانگ کی طرح اپنی روش پر اڑے رہے اور رشیدیہ کی ادھوری بحث پیش کر کے اسے مدلل بھی کرنے لگے کہ ہمیں قواعد مناظرہ کے مطابق ان سوالات کے حل کرانے کا حق ہے۔ حالانکہ آپ نے خود رشیدیہ کی اس عبارت سے تجاہل عارفانہ کیا جس میں دعویٰ اور تشریح کی مثال دی گئی ہے مثلاً کوئی دعویٰ کرے کہ نیت وضو کیلئے شرط ہے تو سائل پوچھ سکتا ہے کہ نیت کیا ہے؟ وضو کیا ہے؟ اور شرط کیا ہے۔ دیکھئے ص: ۳۳

پس اسی طرح آپ ہمارے اس دعویٰ کے بارے میں کہ ''وسیلہ مروجہ شرک ہے'' صرف اتنا پوچھ سکتے تھے کہ وسیلہ مروجہ کیا ہے اور شرک کیا ہے۔ بشرطیکہ آپ اسے نہ جانتے ہوں ۔لیکن معلوم ہوتے ہوئے ایسے سوالات کرنے کو مجادلہ اور مکابرہ کہتے ہیں۔ یعنی ہٹ دھرمی اور کٹھ حجتی جیسا کہ اسی بحث میں آگے چل کر ص: ۳۴ میں صاحب رشیدیہ نے یہ بیان کیا ہے۔

**اعلم ان وجوب الطلب انما هو اذالم يكن معلوما للسائل لان الطلب مع العلم مجادلة ومكابرة كما سبق** ۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: **مع انه**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**فی التعبیر عنه اشـــارة الی ما ستعرف من انه ینبغی ان لا یکون احد المتخاصمین فی غایة الرداء ة لان هذه الاشیاء ظاهرة لاتکون مجهولة الا لمن کان اسوء الحال ۔**

پس وسیلہ مروجہ اور لفظ شرک کی تشریح کے بعد کسی دوسری تشریح کے پوچھنے کا آپ کو اصولی طور پر کوئی حق نہیں۔

یادر ہے کہ مسلمان قوم نے ہم کو اور آپ کو بے ضرورت سوال و جواب کیلئے اکٹھا نہیں کیا ہے، مسلمان قوم یہ جاننا چاہتی ہے کہ مزارات اولیاء پر جو کچھ اس مروجہ وسیلہ کے نام پر ہو رہا ہے جس کی تشریح ہو چکی ہے، وہ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ لہذا جو کچھ باتیں ہوں وہ اسی بحث سے متعلق ہوں۔ کیونکہ عوام معاملہ کو صاف کرنا چاہتے ہیں، الجھانا نہیں، لیکن اگر آپ ان کی آرزوؤں کو پامال کرنا اور ان کے وقت اور پیسے کا خون کر کے صرف الجھاوے کی باتیں کرنا چاہتے ہیں تو تشریف لائیے۔ پہلے اپنے سوال میں استعمال کئے ہوئے الفاظ کو واضح کیجئے تاکہ آپ کا سوال بالکل صاف ہو جائے۔ اور ہم اسی کے مطابق آپ کا جواب دیں، آپ کے موصولہ دونوں پرچوں میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

تشریح، دعویٰ، منطبق، جامع و مانع، تعریف، دلائل، نسب اربعہ مناظرہ، اصول، مبادی، لازم، ابواب، ایمان، افراد، نہایت، شریعت، موضوع، شرائط۔

پہلے ان الفاظ کا صحیح اردو ترجمہ کیجئے۔ اس کے بعد ہر ایک کی پوری وضاحت کیجئے۔ تشریح عبارت اور تشریح جسم میں کیا فرق ہے؟ دلائل کے اقسام مع دلیل حصر لکھئے۔ اصول کے لغوی و عرفی معنی بتائیے۔ شریعت اور دین کا فرق لکھئے، دین کی وحدت اور شریعت کے اختلاف کی حکمت لکھئے۔ ایمان کا لغوی و شرعی معنی لکھ کر اس کے بسیط اور مرکب ہونے کے دلائل دیجئے۔ ابواب کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھئے، ابواب و فصول کا فرق بتلائیے۔ لازم کا اصطلاحی معنی لکھتے ہوئے اس کے اقسام مع دلیل حصر بیان کیجئے، شرائط کے لغوی اور اصطلاحی معنی لکھئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب تک آپ ان باتوں کی وضاحت نہیں کریں گے جواب کے ہرگز مستحق نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد ہم اصل موضوع پر آتے ہیں، ہم نے اپنی تحریر میں کتاب و سنت سے ثابت کیا ہے کہ کسی بھی ہستی کو فوق الفطری قوت واختیار کے ساتھ متصف ماننا شرک ہے۔ اس قوت واختیار کا ایک چھلکا اور ایک ذرہ بھی کسی کو نہیں ملا ہے۔ اس کے بعد آیئے بعض اور پہلوؤں سے یہ دیکھ لیجئے کہ انبیاء واولیاء وغیرہ کو تصوف یا فوق الفطری قوت واختیار حاصل نہیں تھا۔

۱۔ انبیاء جس خاص مقصد کیلئے بھیجے گئے تھے وہ تھا خلق خدا کو ہدایت کرنا۔ اس مشن کے سلسلے میں انبیاء کرام یہ کام تو کرتے تھے کہ لوگوں کو حق کی طرف بلاتے اور حق بات سناتے تھے لیکن انہیں یہ قوت واختیار نہیں تھا کہ جس کے دل میں چاہیں یہ ہدایت اتار دیں حالانکہ اگر انہیں فوق الفطری قوت واختیارات دیئے جاتے تو سب سے پہلے اس مشن کے سلسلے میں دیئے جاتے جس کے لئے وہ بھیجے گئے تھے مگر خدا کا ارشاد ہے:

**انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء** (القصص:۵۶)

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے چاہو ہدایت کردو، ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔
یہ معلوم ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے ایمان لائے بغیر وفات پا جانے پر اتری اگر آنحضورﷺ کو اختیار حاصل ہوتا تو کسی قیمت پر ابو طالب کو کفر پر مرنے نہ دیتے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

**لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین . ان نشأ ننزل علیھم من السماء اٰیة فظلت اعناقھم لھا خاضعین۔**(الشعرا:۳،۴)

کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ ان کی گردنیں اس کے حضور جھکی رہ جائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دینے کی قوت اور اختیار ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کیوں کہتا اگر ہم چاہیں تو ان پر کوئی نشانی اتار دیں تو ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو سیدھے سیدھے یوں کہنا چاہیے تھا کہ تم اپنے آپ کو ان کی ہدایت کے چکر میں ہلاک کیوں کیئے دے رہے ہو اپنی قوت واختیار سے کام لو اور انہیں ہدایت دے کر سکون قلب حاصل کرو۔

**وما انت بھٰدی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الا من یؤمن باٰیٰتنا**

(النمل،۸۱،الروم:۵۳)

اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو اس معاملہ میں بھی کوئی فوق الفطری قوت حاصل نہ تھی جو ان کا خاص مشن تھا۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنے مخالفین کے ساتھ پیش آنے والے مختلف واقعات کے دوران جس طرح کی باتیں کہی ہیں یا جو طرز عمل اختیار کیا ہے اس سے بالکل صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہیں تصرف کا اختیار نہیں تھا۔

(الف) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر جب ان کی تبلیغ گراں گذری تو کیا ہوا۔ ارشاد ہے **قالوا لئن لم تنته یا نوح لتکونن من المرجومین** (الشعراء:۱۱۶)

بولے اے نوح! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگ سار کیئے جاؤ گے۔

اس دھمکی پر حضرت نوح علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ آجاؤ مقابلہ کرلو، بلکہ اللہ سے اپنی اور مومنین کی نجات مانگنے لگے۔

**قال رب ان قومی کذبون .فافتح بینی و بینھم فتحاو نجنی و من معی من المؤمنین** (الشعرا:۱۱۷،۱۱۸) عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھ والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


مسلمانوں کو نجات دے۔

بلکہ یہاں تک پکار اٹھے کہ انی مغلوب فانتصر (القمر:۱۰) ''کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے (۱) یہ ساری دعائیں اور فریادیں کن کے مقابل میں کی جا رہی ہیں اور نوح علیہ السلام جیسے پیغمبر اپنے آپ کو کن کے مقابلہ میں مغلوب قرار دے رہے ہیں ان کفار کے مقابل میں جنہیں فطری قوت سے زائد کچھ نہیں ملا تھا اگر نوح علیہ السلام کو فوق الفطری قوت ملی تھی تو اپنے آپ کو ان کے مقابل میں مغلوب کیوں محسوس کرر ہے تھے۔

(ب) حضرت ہود علیہ السلام نے دوران گفتگو اپنی قوم سے کہا انی اشهد الله واشهدوا انی بریٔ مما تشرکون من دونه فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون ، انی توکلت علی الله ربی و ربکم مامن دابة الا هو اخذبناصیتها ان ربی علی صراط مستقیم (هود:۵۴،۵۵،۵۶)

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا برا چاہو پھر مجھے مہلت نہ دو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے، اور تمہارا رب ہے، نہیں ہے کوئی چلنے والا جس کی چوٹی اس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔

غور فرمایئے حضرت ھود علیہ السلام یہ نہیں کہتے کہ تمہاری فطری طاقت کے مقابلے میں مجھے ایسی بالاتر طاقت دی گئی ہے کہ میں تمہارا مقابلہ کرلوں گا، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے ہر جاندار کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراهیم . (الانبیاء: ۶۹ ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔ مزید ارشاد ہے۔ وارادوا به کیداً

---

(۱) یہ بات یاد رکھئے کہ یہ ترجمہ احمد رضا خاں صاحب کا کیا ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فجعلنٰهم الاخسرين ونجيناه و لوطاً الى الارض التى باركنا فيها للعٰلمين (الانبیاء:۷۰۔۷۱) اور انہوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا اور ہم نے اسے اور لوط علیہ السلام کو نجات بخشی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے جہاں والوں کے لئے برکت رکھی ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی ایسی طاقت نہیں ملی تھی کہ آگ ٹھنڈی کر سکتے اور اپنے کو کفار سے بچا سکتے۔

(د) حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ سے تنگ آ کر ان کی قوم نے چیلنج کیا۔ قالوا لئن لم تنته يالوط لتكونن من المخرجين ۔(الشعراء:۱۶۷) بولے اے لوط! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔

اس چیلنج کے جواب میں حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: رب نجنى واهلى مما يعملون (الشعراء:۱۶۹) اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اتنے اختیارات بھی نہیں دیئے گئے تھے کہ وہ اپنی قوم کے بدمعاشوں سے اپنی اور اپنے اہل کی حفاظت کر سکتے۔

اس سے بھی زیادہ صریح الفاظ میں سنئے کہ جب ان کی قوم کی ہلاکت کیلئے فرشتے آئے تو جان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں۔ قوم ان کے ساتھ بدفعلی کیلئے دوڑی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے زچ ہو کر آرزو کی۔ لو ان لى بكم قوة اواوى الى ركن شديد ۔(ہود: ۸۰) اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا۔

مولوی نعیم الدین اس آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''یعنی اگر مجھے تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا ایسا قبیلہ رکھتا جو میری مدد کرتا تو تم سے مقابلہ اور مقاتلہ کرتا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے گھر کے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے یہ گفتگو فرما رہے تھے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو فوق الفطری طاقت تو در کنار فطری طاقت بھی اتنی نہیں تھی کہ ان کا مقابلہ کر سکتے بلکہ مجبوری کا یہ عالم تھا کہ چند لچوں لفنگوں کے مقابلہ میں ایک لٹھ باز اور شہ زور قبیلہ کی آرزو کر رہے تھے جس کو اس کائنات میں تصرف کی طاقت ہو وہ ایسی معمولی طاقت کی آرزو کرے گا؟

پھر لوط علیہ السلام کی اس آرزو پر فرشتوں نے کیا کہا: **قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل** " (ھود:۸۱) فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تم تک نہیں پہونچ سکتے، تم اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ۔

اس سے مزید معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو اتنی طاقت نہیں ملی تھی کہ اس کے بل پر وہ اپنی حفاظت کر سکتے اس لئے ان کی حفاظت فرشتوں کے ذریعہ کی گئی (۱)

(ھ) اب حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ سنئے ان کی دعوت وتبلیغ پر ان کی قوم کا رد عمل یوں بیان کیا گیا ہے۔ **قالوا یا شعیب ما نفقہ کثیراً مما تقول وانا لنراک فینا ضعیفا ولولا رھطک لرجمناک وما انت علینا بعزیز** (ھود:۹۱) بولے اے شعیب! ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں تمہاری بہت سی باتیں اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں، اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہاری عزت نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے قبیلے کے لٹھ بازوں کا تو ضرور خوف تھا مگر انہیں حضرت شعیب میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جس سے وہ دب جائیں، بلکہ وہ تو کھلم کھلا انہیں کہتے تھے کہ ہم تمہیں کمزور سمجھتے ہیں پھر ان

---

(۱) واضح رہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے سلسلے کی تمام آیات کے ترجمہ احمد رضا خاں صاحب سے لئے گئے ہیں اس لئے اگر ان کے واقعہ سے اہانت انبیاء کا کوئی پہلو نکلتا ہے تو اس کا الزام یا تو (نعوذ باللہ) قرآن بھیجنے والے پر لگایئے یا قرآن کے مترجم ومحشی احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب پر لگایئے۔ اہل حدیث مناظر تو صرف ناقل اور نتیجہ بتلانے والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام آج کل کے سرمست پیروں فقیروں کی طرح اس بات کا ادنیٰ اشارہ تک نہیں کرتے تھے کہ مجھے تم لوگوں سے بڑھ چڑھ کر کوئی ایسی طاقت دی گئی ہے کہ میں تمہیں بھسم کر سکتا ہوں بلکہ سیدھے سیدھے فرماتے ہیں:

**یا قوم ارھطی اعز علیکم من اللہ واتخذ تموہ ورآء کم ظھریا**

(ھود:۹۲) اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے۔

اس جواب سے معلوم ہوا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو کوئی فوق الفطری طاقت نہیں دی گئی تھی اس لئے انہوں نے کنبہ کے مقابلہ میں اللہ کی طاقت کا حوالہ دیا اور جواب کے اخیر میں یہ فرمایا: **وارتقبوا انی معکم رقیب** ۔(ھود:۹۳) اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں یعنی مجھے کوئی طاقت نہیں دی گئی ہے کہ انتظار کے بجائے اسے استعمال کروں۔

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر حضرت شعیب علیہ السلام کو فوق الفطری طاقت دی گئی ہوتی تو وہ انتظار کس چیز کا کرتے اور کیونکر کرتے۔

(و) حضرت ایوب علیہ السلام نے شیطان کے مقابلہ میں یوں دعا کی۔ **انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم معھم رحمۃ منا و ذکریٰ لاولی الالباب** (ص:۴۱۔۴۲۔۴۳)

شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے (ہم نے حکم دیا) اپنا پاؤں زمین پر مار، یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے کیلئے اور پینے کیلئے۔ ہم نے اسے اس کے اہل وعیال واپس دیئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور، اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور عقل وفکر رکھنے والوں کیلئے درس کے طور پر۔

اگر حضرت ایوب علیہ السلام کو فوق الفطری قوت اور اختیار دیا گیا تھا تو وہ شیطان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا مقابلہ کیوں نہیں کر سکے؟ (۱) اور اللہ کو کیوں پکارنا پڑا اس میں درس کیا ہے؟ یہی تو کہ جو چیزیں مزاروں پر جا کر تم انبیاء و اولیاء سے مانگتے ہو ان چیزوں کے عطا کرنے کی طاقت سے وہ اس حد تک محروم ہیں کہ خود اپنی ہی مشکل دور نہیں کر سکتے۔

(ز) اور سنئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دے دی گئی عصا اور ید بیضا کے معجزے دکھلا دیئے گئے اور اس کے بعد کہا گیا کہ فرعون کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے تائید کے لئے کئی چیزیں مانگیں، سب مان لی گئیں، یہ بھی یاد دلا دیا گیا کہ پیدائش سے لیکر اب تک قدم قدم پر کس طرح تمہاری حفاظت کی گئی ہے۔ ان سب کے بعد جب کہا گیا کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ فرعون کے پاس چلے جاؤ تو عرض کرتے ہیں:

**قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغیٰ** (طٰہٰ:۴۵) دونوں نے کہا ہمیں ڈر لگتا ہے کہ ہم پر کوئی زیادتی کر بیٹھے یا پل پڑے اور یہ خوف بھی اتنا زبردست کہ جان کا خطرہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ باری تعالیٰ:

**ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون** (الشعراء: ۱۴) **قال رب انی قتلت منھم نفسا فاخاف ان یقتلون** (قصص:۳۳) خلاصہ یہ کہ میں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔

اس پر یہ جواب نہیں دیا گیا کہ تمہیں تو فوق الفطری قوت و اختیار دے دیا گیا ہے

---

(۱) واضح رہے کہ احمد رضا خاں صاحب نے **انی مسنی الشیطان بنصب عذاب** کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگا دی" جس پر حاشیہ یہ ہے: جسم اور مال میں، اس سے آپ کا مرض اور اس کے شدائد مراد ہیں۔ (ص:۵۴۱) اور مرض اور شدائد کی تفصیل کے دوران یہ لکھا ہے کہ "تمام جسم شریف میں آبلے پڑے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا" (ص:۳۹۲) اس سے ثابت ہوا کہ احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اور مال میں ایذا لگانے میں کامیاب رہا یعنی جو بات اہلحدیث مناظر نے کہی ہے، وہی بات الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب نے بھی کہی ہے۔ لہٰذا اہلحدیث مناظر کے مذکورہ بالا جملے سے اگر کسی قسم کی اہانت انبیاء کا پہلو نکلتا ہے تو اس کا الزام سب سے پہلے احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب پر عائد ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب تم اس بدمعاش سے کیا ڈرتے ہو جس کے پاس لے دے کے انسان کی فطری قوت کے سوا کچھ نہیں بلکہ یہ کہا گیا کہ **لا تخافا اننی معکما اسمع و اری** (طٰہٰ :۴۶) ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں، سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

(ح) حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں سامری نے بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے اس کی پوجا کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر ہارون سے سختی سے باز پرس کی تو حضرت ہارون نے عذر بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا **وکادوا یقتلوننی** (الاعراف:۱۵۰) اور قریب تھا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیتے اگر انبیاء علیہم السلام کو تصرف کا اختیار ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تمہیں قتل کا ڈر کیسا۔ تمہیں تو ایک ایسی فوق الفطری قوت حاصل ہے جس سے یہ سب محروم ہیں۔

(ط) حضورﷺ غزوۂ احد میں زخمی ہوئے تو آپ کی زبان سے یہ نکل گیا'' **کیف یفلح قوم شجوا نبیھم** ﷺ **وکسروا رباعیته**'' وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا اگلا دانت توڑ دیا۔ حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا تھا تو اللہ نے یہ آیت اتاری'' **لیس لک من الامر شیء** (آل عمران:۱۲۸) آپ کو اختیار نہیں

سوال یہ ہے کہ اگر حضورﷺ کو فوق الفطری طاقت عطا کی گئی تھی تو آپ کفار کے ہاتھوں زخمی کیسے ہو گئے؟ اور اگر آپ نے قوت رکھتے ہوئے قصداً اس کا استعمال نہیں کیا تو آپ نے ایسے جذبات کا اظہار کیوں کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل کی۔ اگر حضور کو فوق الفطری قوت واختیار تھا تو آپ کی تائید کیلئے جنگ بدر میں فرشتے کیوں اتارے گئے اور واقعہ طائف کے سلسلے میں فرشتے کی تائید کی پیش کش کیوں کی گئی؟ کیا آپ فوق الفطری قوت رکھتے ہوئے بھی کفار ومشرکین کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے؟

صفی الرحمٰن الاعظمی ۲۴/ اکتوبر ۱۹۷۸ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تیسری تحریر

# منجانب بریلوی مناظر

مولوی ضیاء المصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

ہم نے اپنے پہلے پرچہ میں تشریح دعویٰ سے متعلق آپ سے گیارہ سوالات کئے لیکن آپ نے اس میں سے صرف سوال نمبرا کا نامکمل اور مبہم جواب دیا۔ بقیہ تمام تشریحات آپ کے ذمہ رہ گئیں (۱) کل آپ نے تحریر نمبر۲ میں یہ اقرار کیا کہ طلب کے بعد تشریح کی جاسکتی ہے لیکن آج آپ سجدہ سہو کر رہے ہیں کہ ہم کو تشریحات طلب کرنے کا میدان مناظرہ میں حق نہیں۔ اقرار کر کے مکرنا آپ نے کس سے سیکھا ہے۔ (۲)

---

(۱) چہ دلاور است دزدکہ بکف چراغ دارد

ناظرین، اہل حدیث مناظر کی دوسری تحریر دیکھ لیں جس میں بریلوی مناظر کے ۱۱ نمبرات کے مقابل میں ۱۴ نمبرات ہیں اور خود فیصلہ کریں کہ بریلوی مناظر کے اس دعویٰ میں کتنی صداقت ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں اگر کسی قسم کا نقص یا ابہام تھا تو اس پہلو کی نشان دہی کرنی تھی جس پہلو سے نقص یا ابہام تھا۔ محض یہ کہہ دینے سے کہ "نامکمل اور مبہم جواب دیا" نقص اور ابہام ثابت نہیں ہوتا۔

(۲) ابھی آپ نیچے کے بدر رو میں ہیں۔ پہلے آپ کے ساتھ رعایت اس لئے برتی گئی تھی تاکہ مناظرہ اپنی لائن پر آجائے مگر جب آپ کی روش نے ثابت کردیا کہ آپ محض الجھاوے کے چکر میں ہیں تو آپ کی چالبازی آپ پر پلٹ دی گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ رشید یہ کے حوالے سے یہ بھی اقرار کر رہے ہیں کہ وضو میں نیت شرط ہے اس کا دعویٰ کرنیوالے سے وضو، نیت اور شرط کی تعریف پوچھی جا سکتی ہے۔سوال یہ ہے کہ وضو کس کو معلوم نہیں ۔نیت کو کون نہیں جانتا۔ بات اصل یہ ہے کہ اشیاء بعض حیثیت سے لوگوں کو معلوم ہوتی ہیں اور بعض وجہیں خفی ہوتی ہیں تو خفی وجہ کو سائل کو پوچھنے کا قطعاً حق ہے، جیسا کہ وضو والی مثال سے ظاہر ہے اس سے گریز کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اپنے دعویٰ میں بیحد کمزور ہیں ۔(۱) اور دعویٰ خود آپ کے نزدیک متعین نہیں ہے۔پس ہمارے سوالات کو مجادلہ اور مکابرہ قرار دینا آپ کی زیادتی اور ہٹ ہے۔(۲)

شرط مناظرہ نمبر ا میں ہے ''مناظرہ حسب کتب اصول مناظرہ ہوگا'' آپ مناظرہ کی کسی کتاب میں یہ دیکھا دیجئے (۳) کہ سائل کی تعیین دعویٰ کے سوال کے بعد الٹا مدعی کو سوال کرنے کا حق ہے آپ نہ دکھا سکے اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو بتایئے کہ کون مجادلہ کر رہا ہے اور کون وقت ٹال کر الجھا رہا ہے۔(۴) بہر حال ہمارے وہ سوالات آپ کے اوپر قرض ہیں اور شاید قیامت تک قرض رہیں۔آئندہ آپ کی اس حرکت سے بحث میں کچھ الجھاؤ ہوا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔(۵)

آج آپ نے متعدد آیتیں ذکر کی ہیں جن سے انبیاء کا مجبور اور بے اختیار ہونا آپ نے ثابت کرنا چاہا ہے۔(۶) اور آپ اس حد تک بڑھ گئے ہیں معاذ اللہ آپ نے یہ

(۱) وضو، نیت اور شرط اجزائے دعویٰ ہیں اور آپ نے اجزائے دعویٰ کے بجائے تشریح دعویٰ کے اجزاء کی تشریح پوچھی ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کا موقف بیحد کمزور ہے۔اور آپ طلب تشریح کا استحقاق ثابت کرنے کیلئے اسی طرح خلط مبحث کا سہارا لیتے ہیں جس طرح ڈوبنے والا تنکے کا سہارا لیتا ہے۔

(۲) مگر رشید یہ نے تو مجادلہ، مکابرہ اور ہٹ دھرمی کا تمغہ آپ کو عطا کیا ہے۔

(۳) اصل تحریر اسی طرح ہے۔

(۴) آپ قرآن و حدیث میں انبیاء کرام کے طریق بحث کا مطالعہ فرما کر اہل حدیث مناظر کے سوال پر غور کیجئے! آپ کو اپنے قافیۂ علم کی ''وسعت'' کا پتہ لگ جائے گا۔

(۵) حالانکہ ابتداء کرنے کے مجرم آپ ہیں۔

(۶) یہاں آپ نے بات کا بتنگڑ بنانے اور جھوٹ گھڑنے میں عجیب مہارت اور کمال کا ثبوت دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی لکھ دیا ہے کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم کے مقابلے میں مجبور تھے۔(۱) حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کے مقابلے میں بے اختیار تھے(۲) بلکہ آپ نے یہاں تک ترقی کی کہ فرعون اور شیطان تک، بلکہ ان انبیاء کے زمانہ کے لچوں اور لفنگوں کی ان سے زیادہ طاقت تھی (۳) کیا آپ کی مذکورہ آیات میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا ہے جس کے یہ معنی ہوں

---

= اہل حدیث مناظر کی تحریر الٹ کر دیکھ لیجئے ، انہوں نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دسیوں واقعات سے جو کچھ ثابت کیا ہے وہ یہ کہ انبیاء کو فوق الفطری قوت واختیار عطا نہیں کیا گیا تھا اور فطری قوت بھی اتنی زیادہ نہیں دی گئی تھی کہ وہ اس قوت کے بل پر تنہا اپنی قوم سے نبرد آزما ہو سکتے۔ اہلحدیث مناظر نے انبیاء کو فطری قوت سے محروم یا مطلقاً مجبور و بے اختیار کہیں نہیں کہا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ عوام کو شک وشبہہ میں ڈال کر اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے جھوٹ اور ہیرا پھیری جیسی گراوٹ پر اتر آئے ہیں۔

(۱) آپ ہر جگہ جھوٹ بولنے کے عادی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو مجبور نہیں مغلوب لکھا گیا ہے اور قرآن سے ان کا یہ قول نقل کر کے لکھا گیا ہے کہ انی مغلوب فانتصر یعنی حضرت نوح نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہوں۔ تو میرا بدلہ لے۔'' افسوس ہے کہ آپ اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ آپ نے خدا کی بیان کی ہوئی ایک بات اور آیت پر جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی اور جسے ساری امت نے بلا چون و چرا تسلیم کیا۔ معاذ اللہ پڑھ دیا، خیر خدا اور رسول کے ساتھ تو آپ لوگ یہ سلوک کرتے ہی ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ نے احمد رضا خاں صاحب کو بھی نہ چھوڑا اور ان کے ترجمہ پر بھی معاذ اللہ پڑھ دیا۔ گویا آپ کے نزدیک خدا، رسول، صحابہ، ائمہ اور خود آپ کے پیشوا سب اسی لائق ہیں کہ ان کی متفقہ بات پر آپ معاذ اللہ پڑھ کر ان سب پر اپنی براءت اختیار کریں۔

(۲) یہاں بھی آپ وہی جھوٹ دہرا رہے ہیں۔ اہلحدیث مناظر کی تحریر پیچھے پلٹ کر ص:۲۴ پر ملاحظہ فرمالیجئے فطری طاقت کے مقابل میں کسی بالاتر طاقت سے حضرت ہود علیہ السلام کے متصف ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ انہیں مطلقاً بے اختیار کہیں نہیں کہا گیا ہے اگر کہا گیا ہو تو دکھلا دیجئے۔

(۳) وہی دیرینہ بیماری وہی ناتکمی دل کی۔

جناب والا! جن آیات میں فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈرنے کا ذکر ہے اور جن آیات میں اللہ کی طرف سے اس طرح کی تسلی دیئے جانے کا ذکر ہے کہ میں دیکھ بھال کروں گا تم ڈرو نہیں، ان قرآنی آیات کو آپ مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہ مانتے ہوں تو صاف صاف اعلان کیجئے کہ قرآن کی کچھ آیتوں کو ہم غلط سمجھتے ہیں اور ان پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ اور اگر قرآن کی ان آیتوں کو آپ مانتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو آپ کی تحریر میں ذکر ہوئے اگر نہیں تو بے مقصد آیتوں پر آیتیں لکھنے سے کیا فائدہ (۱)

= ہیں تو پھر آپ ہی بتایئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے کیوں ڈرتے تھے؟ کیا اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت زیادہ تھی؟ اور جس کے پاس زیادہ طاقت ہو اسے کمزور سے خود ڈرنا چاہئے؟ اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اور مال میں شیطان کی طرف سے ایذا لگائے جانے کی بات قرآن کے ترجمے اور حاشیے میں احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین صاحب تسلیم کر رہے ہیں۔ پس شیطان کے مقابل میں نبی کی اس پوزیشن کے تسلیم کرنے پر دونوں حضرات بھی ملزم ٹھہرے۔ پہلے ان کی صفائی پیش کیجئے اور یہ بھی اعلان کر دیجئے کہ اس بارے میں قرآن کا بیان آپ کے نزدیک معتبر نہیں۔ اس کے بعد اہل حدیث مناظر پر زبان کھولئے۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی بدعمل قوم کو اگر آپ لچا اور لفنگا نہ سمجھتے ہوں تو ان کی شرافت کا اعلان کر دیجئے! اور اگر سمجھتے ہوں تو آپ ہی بتایئے کہ ان کو اپنے گھر کی طرف آتے دیکھ کر حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے گھر کا دروازہ کیوں بند کر لیا تھا جیسا کہ مولوی نعیم الدین نے احمد رضا خاں صاحب کے ترجمۂ قرآن کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام نے یہ کہہ کر کہ **لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید** (اے کاش مجھے تمہارے مقابل قوت ہوتی یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا) آخر ان لچوں اور لفنگوں کے مقابل میں (جنہیں آپ بھی لچا اور لفنگا تسلیم کرتے ہیں) کس قوت کی آرزو کی تھی؟۔

جناب والا! اگر آپ قرآن کے مقابل میں ایک نئی شریعت گھڑ رہے ہیں تو آپ صاف صاف اعلان کر دیجئے کہ آپ کا ایمان قرآن پر نہیں ہے اور نہ آپ کو اس کے بیان کردہ واقعات اور ان کے نتائج سے اتفاق ہے اور اگر آپ قرآن کو ماننے کے مدعی ہیں تو ان صاف، صریح اور واضح آیات و واقعات اور ان کے نتائج کو تسلیم کیجئے۔

(۱) آپ اہلحدیث مناظر کی پچھلی تحریر میں دیکھ چکے ہیں کہ ان کے پیش کردہ ہر واقعہ سے وہ بات ثابت ہوتی ہے جس کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے۔ یہی بات آپ پچھلے حاشیہ میں بھی دیکھ چکے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا قول **انی مغلوب فانتصر** ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا قول **انی مسنی الشیطان الخ** اور حضرت لوط علیہ السلام کا قوم **لو ان لی بکم قوۃ الخ** سب اس بارے میں بالکل دوٹوک اور صریح ہیں۔ اس کے باوجود آپ ان آیات کو بے مقصد کہتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ قرآنی آیات پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اپنے کسی پس پردہ مقصد کی تکمیل کیلئے ان آیات کو اپنے گھڑے ہوئے عقیدے کے گرد طواف کرا کر عوام کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دوٹوک لفظوں میں یا تو قرآنی بیانات کو صحیح تسلیم کیجئے یا ان کے غلط ہونے کا اعلان کر دیجئے، فریب کاری کی راہ اختیار نہ کیجئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہم اس تحریر میں آپ کے دلائل کا ایک ہلکا تجزیہ کر رہے ہیں۔

نوٹ: آپ کی تحریر سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ دھیرے دھیرے اپنا ذہنی توازن کھو رہے ہیں اور قلم پر دماغ کی گرفت ڈھیلی ہوتی جارہی ہے۔(۱) جیسا کہ آپ کے تحریر کردہ الفاظ ''مرغے کی ایک ٹانگ'' وغیرہ سے ظاہر ہے، ہم ان الفاظ کا ترکی بہ ترکی جواب دینا جانتے ہیں لیکن ہم علمی وقار کو مجروح ہونے دینا نہیں چاہتے (۲)

آپ نے اپنی تحریر اول کے ص:۲ پر مشرکین سے متعلق قرآن حکیم کی چھ سورتوں سے چودہ آیتیں نقل کی، ان آیتوں کا مضمون یہ ہے کہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق، بارش اتارنے والا، سمع وبصر کا مالک، مارنے اور جلانے والا، آسمان وزمین کا مالک اور مدبر مانتے تھے اور آپ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

۱۔ سوال یہ ہے کہ ان آیات کا شرک کے معنی سے کیا علاقہ ہے؟ کیا اللہ کو خالق ورازق وغیرہ ماننا شرک ہے اگر نہیں تو ان آیات کا محل استدلال پیش کرنا غلط ہے۔(۳)

۲۔ ان آیات کے بعد آپ نے تین سورتوں سے چند آیات لکھیں اور بخاری سے حضرت ابن عباسؓ کے دو اقوال نقل کئے جن کا مضمون یہ ہے کہ مشرکین جن کو پوجا

---

(۱) مگر آگے آپ نے جو سوالات پیش کئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آپ نے اپنا ذہنی توازن کھو دیا۔

فسوف تری اذاانکشف الغبار        افرس تحت رجلک ام حمار

ابھی غبار چھٹتے ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہیں یا گدھے پر؟

(۲) یعنی آپ غلط روش پر اڑے ہیں تب بھی آپ کا علمی وقار مجروح نہیں لیکن ٹوکنے والا آپ کو اس پر ٹوکتا ہے تو آپ کی نظر میں اس کا علمی وقار مجروح ہوتا ہے، آپ کا انصاف قابل داد ہے۔

(۳) سوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ اہلحدیث مناظر نے جس مقصد کیلئے یہ آیات پیش کی ہیں اس کا ذکر ان آیات کے فوراً بعد کر رہا ہے۔ پیچھے پلٹ کر دیکھ لیجئے ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آپ (بریلوی حضرات) اللہ تعالیٰ کو مذکورہ صفات میں اکیلا مانتے ہیں اسی طرح مشرکین مکہ بھی اللہ تعالیٰ کو ان صفات میں اکیلا مانتے تھے۔ پھر وہ مشرک کیوں تھے اور آپ موحد کیوں ہیں؟ یہی تنقیح قائم کرنے کیلئے یہ آیات ذکر کی گئی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے تھے وہ اللہ کے نیک بندے تھے۔ بندوں میں بھی ایسے تھے کہ فرشتہ تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کا فرشتہ ہونا یا نیک بندہ ہونا شرک ہے۔ اگر نہیں تو ان آیات واحادیث سے شرک کا ثبوت کیسے ممکن ہے۔(۱)

۳۔ آپ نے ص:۶ پر ایک دعویٰ کیا مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے معبودوں کو عطائی طور پر فوق الفطرت واختیار ہے۔ یہ آپ کی ذکر کردہ آیات واحادیث میں سے کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ نشاندہی کیجئے۔ (۲) اور یہ بتائیے کہ یہ ثبوت نصوص کی دلالت اربعہ میں سے کس دلالت سے ہے۔ بالفرض اگر ان کا یہ عقیدہ ہو تو کس آیت یا حدیث میں ہے کہ ان کا یہ عقیدہ شرک ہے؟(۳)

۴۔ مافوق الفطرۃ قوت کس کو کہتے ہیں اس کی وضاحت کریں۔

۵۔ آیات ص:۶ وص:۷ کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین خدا کے سوا ایسوں کو پوجتے تھے جنہیں کچھ اختیار نہیں۔ اس پر بھی یہ سوال ہے کہ کیا کسی کا بے اختیار ہونا، یا اس کو بے اختیار ماننا شرک ہے۔(۴) اگر نہیں تو ان آیات کو شرک کے ثبوت سے کیا علاقہ؟ اور

---

(۱) یہ سوال آپ کے دماغی خلل کا ایک اور ثبوت ہے۔ اہلحدیث مناظر نے ان آیات سے یہ کر دکھایا ہے کہ جس طرح آپ (بریلوی حضرات) اللہ کے مقبول اور مقرب بندوں کو وسیلہ بناتے ہیں اسی طرح مشرکین مکہ بھی اللہ کے مقبول ومقرب بندوں کو وسیلہ بناتے تھے۔ آگے چل کر انہوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ جس عقیدہ وعمل کے ساتھ آپ حضرات اللہ کے نیک بندوں کو وسیلہ بناتے ہیں اس عقیدہ وعمل کے ساتھ وہ لوگ بھی بناتے تھے۔ اور ان کی اسی حرکت کو غیر اللہ کی عبادت کہا گیا تو آپ لوگوں کی اسی حرکت کو غیر اللہ کی عبادت کیوں نہ کہا جائے اور اسی عقیدہ وعمل کی بنا پر وہ لوگ مشرک قرار پائے تو آپ لوگ موحد کیسے تسلیم کئے جائیں؟

(۲) ہر اس آیت وحدیث سے ثابت ہے جو اس سلسلہ میں پیش ہو چکی ہیں۔ آپ اس سے متعلق پہلی تحریر کے ا۔ب۔ج۔د۔ ہ۔ کو ملاحظہ فرمالیں۔

(۳) ان تمام آیات میں جن میں شریک فی الملک کے عقیدے کی اللہ تعالیٰ نے تردید کی ہے۔

(۴) یہ سوال بھی آپ کے دماغی خلل کا آئینہ دار ہے۔ ان کا بے اختیار ہونا تو اللہ نے امر واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس لئے انہیں بے اختیار ماننا جزو ایمان ٹھہرتا ہے۔=

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اگر یہ مطلب ہے کہ بے اختیاروں کو پوجنا شرک ہے تو کیا جو لوگ اسباب کے تحت اختیار رکھتے ہیں ان کی پرستش شرک نہیں۔(۱)

۶۔آپ کی تحریر کے پورے متن سے یہ بات کہ شرک کیا ہے عنقا کی طرح سے غائب ہے۔ڈھونڈھ کر بتایئے کہ مشرکین کی وہ کون سی حرکت تھی جس کو خدا نے شرک قرار دیا ہے۔(۲)

۷۔اور چونکہ آپ نے تحریر نمبر۲ میں شرک کی تعریف کی ہے اس لئے اسی تعریف کی روشنی میں ان آیات واحادیث کا انطباق بھی فرمایئے۔(۳)

۸۔ساتھ ہی شرک کے دنیاوی اور اخروی احکام بھی واضح فرمائیں۔

۹۔آپ نے شرک کی جو تعریف کی ہے اس پر ہمارے حسب ذیل معروضات ہیں۔

---

= البتہ ان آیات میں جو بات شرک بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مشرکین خدا کے مقرب اور نیک بندوں کو با اختیار سمجھتے اور انہیں پوجتے تھے اور اسی سے آپ (بریلوی حضرات) کے عقائد کی قلعی بھی کھلتی ہے کیونکہ فرشتوں، پیغمبروں، ولیوں اور بزرگوں کو جس طرح مشرکین خدا کی طرف سے با اختیار سمجھتے تھے اسی طرح آپ حضرات بھی سمجھتے ہیں اور انہیں پوجنے کے لئے جو اعمال جس عقیدے کے تحت وہ کرتے تھے وہی اعمال آپ حضرات بھی اسی عقیدے کے تحت کرتے ہیں۔

(۱) اب آپ کی سمجھ میں آچکا ہوگا کہ آپ کا اگر اور مگر اور یہ اور وہ سب لغو ہے کیونکہ آپ کی یہ ساری تشقیق اصل لائن سے ادھر ادھر بھٹک رہی ہے۔اہلحدیث مناظر خدا کے سوا کسی میں فوق الفطری اختیار ماننے اور پوجا کرنے دونوں کو شرک کہہ رہے ہیں۔

(۲) آپ نے یہ تحریر اہلحدیث کی پہلی تحریر کے چوبیس گھنٹے بعد دی تھی لیکن آپ کی حواس باختگی اس پورے عرصے میں بھی ختم نہ ہوئی۔اہلحدیث کی پہلی تحریر کے ص:۳ (کتاب ھذا کے ص:۴۷) پر بھی یہ وضاحت ہے کہ شرک کیا ہے اور اخیر میں بھی۔اخیر کے الفاظ یہ ہیں ''اللہ کے سوا کسی بھی ہستی میں اس فوق الفطری قوت واختیار کا ماننا شرک ہے۔یہی شرک فی التصرف اصل شرک ہے اور دیگر مظاہر شرک کی بنیاد ہے''افسوس ہے کہ آپ کو بدحواسی کے عالم میں یہ الفاظ نظر نہ آئے اور آپ کو یہ بات عنقا کی طرح غائب محسوس ہوئی کہ شرک کیا ہے۔

(۳) یہ انطباق تو شرک فی التصرف کے لفظ ہی سے ظاہر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


(الف) تعریف شرک مندرجہ تحریر نمبر۲ شمارہ نمبر۲ حد ہے یا رسم؟ شمارہ نمبر ۵ میں ذکر کی ہوئی تعریف کیا ہے؟ کیا ایک حقیقت کی چند حدیں ہوسکتی ہیں۔(۱)

(ب) ہم نے اپنے پرچہ نمبر ا شمارہ نمبر ۵ میں غایت تعظیم کی حد پوچھی تھی آپ نے جواب میں شرک کی ایک اور تعریف لکھ دی۔ یہ طریقہ کہاں تک درست ہے۔(۲)

(ج) کسی کیلئے ایسی قوت واختیار مان کر جسے آپ فطری کہتے ہیں اس کے تقرب کے لئے کوئی عمل کرنا شرک ہے یا نہیں؟(۳)

(د) تعریف شرک تحریر ص:۲ شمارہ:۲ میں لفظ عبادت بھی آیا ہے۔ اس لئے اس عبادت کی تعریف اور عبادت وتعظیم کا فرق بیان کرنا ضروری ہے۔

۱۰۔ آپ اپنی پہلی تحریر ص:۵ پر کہتے ہیں کہ مشرکین اپنے معبودوں کی قوت و اختیار ذاتی نہیں مانتے تھے بلکہ عطائی تسلیم کرتے تھے۔

(الف) کیا کسی کے بارے میں عطائی قوت واختیار کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔(۴)

(ب) اگر ہے تو قرآن وحدیث کی نص سے ثابت کیجئے۔(۵)

(ج) اور اس وقت یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ یہ بھی واضح کرتے چلئے کہ شرک کے ثبوت کیلئے کس درجہ کی دلیل درکار ہے۔(٦)

---

(۱۔۲) آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، آپ نے نمبر۴۔۵۔٦ میں تعظیم اور عبادت کی تعریف، غایت تعظیم کی حد اور نہایت تعظیم کی نیت کے بغیر کھڑے ہونے کے شرک ہونے یا نہ ہونے کا سوال کیا تھا۔ اہل حدیث مناظر کی جوابی تحریر کے نمبر ۵ میں ان تینوں دفعات کا یکجائی جواب آ گیا ہے۔ یعنی کسی غیر اللہ کو فوق الفطری قوت واختیار سے متصف ماننا یہ غایت تعظیم ہے۔ اس کے تقرب کے لئے کوئی عمل کرنا یہ اس کی عبادت ہے اور یہ دونوں ہی شرک ہیں۔ اسی سے تعظیم، غایت تعظیم اور عبادت کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ غایت تعظیم کی نیت کے بغیر کھڑے ہونے کا مسئلہ شرک کے بجائے جواز وعدم جواز سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لئے نمبر٦ میں غیر اللہ کے لئے اس کا جواز وعدم جواز بتانے کی بات کہی گئی ہے۔(۳) اس کا دارومدار تقرب کے حدود کی تعیین پر ہے۔
(۴) فوق الفطری قید کے ساتھ (۵) جونصوص پیش کی جا چکی ہیں کیا وہ قرآن وحدیث کی نصوص نہیں ہیں۔(٦) کیا قرآن وحدیث سے بھی بلند درجہ کی کوئی دلیل ہوسکتی ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(د) آپ کی تحریر کردہ دلیل درجہ اثبات کو پہونچ رہی ہے۔(۱)

۱۱۔ آپ اپنی تحریر نمبر ۱ کے خاتمہ پر لکھتے ہیں "یہ آیات عقیدۂ مشرکین کی تردید کرتی ہیں اور وہ اپنے معبودوں میں عطائی طور پر فوق الفطری قوت واختیار مانتے تھے۔اس لئے ثابت ہوا کہ عطائی طور پر بھی اس فوق الفطری قوت واختیار کا ایک چھلکا اور ایک ذرہ بھی حاصل نہیں، یہ قوت واختیار اللہ کے لئے مخصوص ہے۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی میں بھی اس کا ماننا شرک ہے اور یہی شرک فی التصرف اصل شرک ہے اور مظاہر شرک کی بنیاد ہے۔

آپ کی دلیل کا مدار اس بات پر ہے کہ انبیاء واولیاء کے لئے فوق الفطری قوت واختیار کا ایک چھلکا اور ذرہ بھی ماننا شرک ہے اگر چہ ان کا یہ وصف عطاء الٰہی سے مانا جائے۔

ہمیں دلیل کے اس جزء پر منعاً اعتراض ہے اور بطور سند منع درج ذیل چند آیات پیش ہیں۔

۱۔ قرآن پاک میں اللہ کا خالق ہونا ثابت ہے اور اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ارشاد فرمایا: **اذ قال الله یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کهلا و اذ علمتک الکتاب و الحکمة و التوراة و الانجیل و اذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی و تبری الاکمه و الابرص باذنی و اذ تخرج الموتیٰ باذنی.** (سورۃ المائدۃ:۱۱۰پ:۷)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا ہے پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت، توراۃ و انجیل اور جب تو مٹی سے پرندہ کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا، تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم

(۱) یقیناً! ورنہ آپ تردید کیجئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے شفا دیتا اور جو تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

۲۔ و یکلم الناس فی المھد و کھلا و من الصالحین (سورۃ آل عمران: ۴۶، پ: ۳)
اور لوگوں سے بات کرے گا گہوارے میں اور پکی عمر میں اور خاصوں میں ہوگا۔

۳۔ انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین (سورۃ آل عمران: ۴۹ پ: ۳)

(حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے، اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عطاء الٰہی سے اس عمر میں گفتگو کی جب بچے گفتگو کے قابل نہیں ہوتے۔ مٹی سے پرند پیدا فرماتے۔ (۱) اور اس میں روح پھونکتے (۲) مادر زاد نابینا اور سفید داغ والوں کو شفا دیتے خدا داد قوت سے مردوں کو زندہ فرماتے۔ لوگ گھر سے جو کھا کر آتے اس کی اور گھر میں جو جمع رکھتے ان سب کو بے دیکھے بتا دیتے۔

یہ آٹھ ما فوق الفطری کارنامے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی خدا داد فوق الفطری قوت و اختیار سے انجام دیتے۔ (۳)

---

(۱) افسوس ہے کہ آپ قرآن پر جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ مٹی سے پرند جیسا ڈھانچہ بناتے تھے جیسا کہ خود آپ کے ترجمے سے ظاہر ہے۔ پرند پیدا نہیں فرماتے تھے۔
(۲) یہ بھی قرآن پر افترا ہے روح کا ثبوت آپ کہیں نہیں دکھا سکتے۔
(۳) یہ آپ کی نری خوش فہمی ہے ان میں سے سب کارنامے فوق الفطری نہیں۔ اور جو فوق الفطری ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب کہئے کیا اللہ تعالیٰ ان کو یہ قوتیں دے کر مشرک ہوا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کارنامے انجام دے کر مشرک ہوئے (۱)؟ **ان فی ذلک لآیة لکم ان کنتم مؤمنین** ۔اور اگر یہ کارنامے فطری قوت واختیار کے دائرے میں ہیں تو کم ازکم اس کی ایک نظیر اپنے اختیار سے ضرور پیش کریں۔

۴۔ آپ نے خود ہی اپنی تحریر نمبر ا کے ص:۲ پر سورہ یونس کی ایک آیت نقل کی ہے جس میں **ومن یدبر الامر فسیقولون الله** کون کام کی تدبیر کرتا ہے تو وہ (مشرکین) کہیں

---

= حضرت عیسیٰ کا فعل ان کے فوق الفطری حصے سے تعلق نہیں رکھتا سنئے!

بولنا انسان کا فطری خاصہ ہے۔محض چند ماہ پہلے عطا کر دیئے جانے سے وہ فوق الفطری کیسے ہوگیا؟ اور اگر بالفرض فوق الفطری تسلیم بھی کر لیا جائے تو آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ ان کی گفتگو ریڈیو کی طرح غیر اختیاری نہیں تھی؟

مٹی سے چڑیا جیسا ڈھانچہ بنانا اور منہ سے پھونکنا یہ دونوں کام انسان کے فطری قوت واختیار کے دائرے میں آتے ہیں اور اتنا ہی کام حضرت عیسیٰؑ نے کیا تھا۔البتہ مٹی کے ڈھانچہ کو چڑیا بنا دینا انسان کی فطری قوت سے بالاتر ہے۔مگر یہ کام حضرت عیسیٰؑ نے کیا بھی نہیں تھا۔قرآن صراحت کرتا ہے کہ وہ ڈھانچہ اللہ کے حکم سے چڑیا ہو جاتا تھا۔اگر حضرت عیسیٰؑ نے اسے چڑیا بنایا ہو تو اس کا ثبوت دیجئے!

مریضوں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کا کارنامہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ایک حصہ ہے مریض پر ہاتھ پھیرنا یا اس کی شفا کیلئے اللہ سے دعا کرنا،اسی طرح مردے کو زندہ کئے جانے کی دعا کرنا یہ کام یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجام دیتے تھے جیسا کہ مولوی نعیم الدین کے حاشیہ قرآن سے ظاہر ہے۔مگر یہ فوق الفطری کام نہیں ہے۔دوسرا حصہ ہے بیماری کا دور کر دینا اور مردے کو جلا دینا۔یہ کام یقیناً فوق الفطری ہے مگر کسی ذریعہ سے ثابت نہیں کہ یہ حصہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں تھا بلکہ باذن اللہ کی قید سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حصے کا اختیار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں تھا۔

اسی طرح نگاہ سے اوجھل چیزوں کو کسی کے بتلانے پر جان جانا انسان کا فطری خاصہ ہے ۔پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بتلانے سے یہ جان جاتے تھے کہ لوگوں نے کیا کھایا اور گھر میں کیا جمع کیا تو فوق الفطری کارنامہ کیسے ہوگیا؟

(۱) آپ ہی فرمائیے کہ آپ کے اس طنطنے کی کیا آبرو ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گے کہ اللہ۔

دوسری جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے: والنزعات غرقا . والنشطت نشطا والسبحت سبحا ،فالسبقت سبقا ،فالمدبرات امرا (سورۃ النازعات:۱-۵پ:۳۰)

قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں اور آسانی سے پیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہونچیں۔ پھر کام کی تدبیر کریں۔

مدبرات جمع کا صیغہ ہے تو کیا اللہ تعالیٰ نے کاموں کے بہت سے مدبر بنا کر اپنے شریک پیدا کئے ہیں یا ان مدبروں نے اللہ کی عطا سے تدبیر کر کے ارتکاب شرک کیا ہے۔(۱)

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے ارشاد فرمایا اذھبوا بقمیصی

---

(۱) آپ کی بے بسی بھی قابل رحم ہے۔ کچھ نہ بن پڑا تو خلط مبحث ہی کا سہارا لے رہے ہیں۔ جناب والا! ایک تدبیر فوق الفطری ہے جو اللہ کا خاصہ ہے۔ ایک تدبیر فطری دائرہ میں ہے جس سے مخلوقات کو نوازا گیا ہے۔ مخلوقات کی فطری تدبیر یہ ہے کہ جن اسباب سے جو مسببات حاصل ہوتے ہیں ان سے وہ مسببات حاصل کریں۔ لیکن اسباب کا موثر ہونا اور نہ ہونا مخلوقات کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ مثلاً انسان جلتے ہوئے کوئلے پر پانی ڈال کر اسے بجھا دیتا ہے۔ یہ اس کی فطری تدبیر ہے۔ اس تدبیر میں مدبر (انسان) کو اس کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ جلتے ہوئے کوئلے پر پانی ڈالنے کے باوجود وہ چاہے تو کوئلہ بجھے ورنہ نہ بجھے بلکہ پانی ڈالنے کے بعد انسان کے نہ چاہنے کے باوجود کوئلہ بجھ جائے گا۔

اس کے برخلاف فوق الفطری تدبیر یہ ہے کہ اسباب کا موثر ہونا اور نہ ہونا بھی مدبر کے ہاتھ میں ہے مثلاً آگ میں جلانے کی خصوصیت ہے مگر اللہ نے چاہا تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلا سکی پس اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا دائرہ مخلوق کی تدبیر کے دائرہ سے بالکل الگ ہوا یعنی اللہ تعالیٰ اسباب کی خصوصیات و تاثیرات کے خالق و مالک اور ان پر بالا دست ہونے اور ان سے مسببات کو وجود بخشنے کی حیثیت سے مدبر ہے، اور مخلوق اسباب کی تاثیرات اور مسببات و نتائج کے تعلق سے فائدہ اٹھانے کے اعتبار سے بدتر ہے یعنی مخلوق کو اللہ کے دائرہ تدبیر کا ذرہ برابر حصہ بھی حاصل نہیں۔ پس لفظ تدبیر کے ساتھ اللہ اور غیر اللہ دونوں کو متصف ہوتے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھنا کہ کسی درجہ میں دونوں کی تدبیر کے درمیان اشتراک ہے نری سطحیت ہے اور جب دونوں کی تدبیر کے درمیان قطعاً اشتراک نہیں تو مخلوق میں ایسی تدبیر ماننے پر شرک کے لزوم کا الزام دینا بے علمی کی دلیل ہے ہاں آپ اگر کسی مخلوق میں فوق الفطری تدبیر کا ثبوت فراہم کر سکتے ہوں تو لائیے......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هـذا فـالقوه علی وجه ابی یأت بصیرا ۔(سورہ یوسف:۹۳پ:۱۳)میرا یہ کرتا لے جاؤ،اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی.فـلـمـا ان جـآء البشیـر القٰه علی وجهه فارتد بصیرا (یوسف:۹۶ پ:۱۳)

پھر جب خوشی سنانیوالا آیا اس نے وہ کرتہ یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

یوسف علیہ السلام نے اپنے پیراہن شریف کے ذریعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں واپس کرنے کا دعویٰ فرمایا(۱) اور واقعۃً آنکھیں واپس بھی آگئیں۔یا کارنامہ مافوق الفطرۃ ہے یا نہیں (۲) اگر ہے تو آپ کے کہنے پر شرک لازم آیا۔ کیا انبیاء کرام بھی معاذ اللہ مشرک تھے اور اگر مافوق الفطرۃ نہیں ہے تو آپ بھی اپنا پیراہن کسی نابینا کی آنکھوں پر لگا کر آزمائیں اور ضرور آزمائیں۔(۳)

۶۔ قـال الـذی عـنـده عـلـم مـن الکتاب انا آتیک به من قبل ان یرتد

---

(۱) آنکھیں واپس کرنے کا نہیں واپس ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا۔آپ قرآن اور انبیاء پر بہتان نہ باندھیے۔واپس کرنے کا دعویٰ فرماتے تو سوال اٹھ سکتا تھا کہ انہیں واپس کرنے کا اختیار تھا یا نہیں؟لیکن انھوں نے آنکھیں واپس کرنے کے بجائے واپس ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا۔اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہیں واپس کرنے کا اختیار تھا۔آپ کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو جائے اور آپ کہیں کہ دس منٹ کے بعد اس بادل سے بارش ہوگی تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے کہ آپ کو بارش برسانے کا اختیار ہے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتا دیا گیا کہ ان کے والد کے چہرے پر ان کا کرتا ڈالنے کے بعد ان کے والد کی آنکھیں واپس آجائیں گی تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آنکھیں واپس کرنے کا اختیار بھی تھا؟

(۲) کارنامہ تو ضرور فوق الفطرۃ ہے مگر اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا حصہ صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کرتا بھیج دیا اور طریقہ اور نتیجہ بتلا دیا اور اتنا کام فوق الفطرۃ بہر حال نہیں ہے۔

(۳) آپ کا یہ مشورہ اس وقت بر محل ہوتا جبکہ اہلحدیث انبیاء کے اس اعزاز کے قائل نہ ہوتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر معجزات ظاہر کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الیک طرفک فلما راٰہ مستقراً عندہ قال ھذا من فضل ربی

(النمل:۴۰ پ:۱۹)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے (ملکۂ سبا کا تخت) حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔ پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کا تخت آناً فاناً اپنے دربار میں حاضر کرنے کی خواہش اپنے درباریوں سے ظاہر کی۔ حالانکہ نہایت قلیل وقفہ میں تخت حاضر کرنے کا کوئی عادی ذریعہ نہیں تھا تو انہوں نے درباریوں سے ایک مافوق الفطرۃ تصرف کی خواہش کر کے شرک کیا یا نہیں؟

کتاب کا علم رکھنے والے درباری نے کہا کہ میں پلک جھپکنے سے پہلے ہی تخت کو حاضر کردوں گا۔ ایک نبی کے حضور میں ایک ذی علم درباری نے پل مارنے سے پہلے ہی تخت حاضر کرنے کا دعویٰ کر کے ایک مافوق الفطرۃ قوت واختیار کا اظہار کیا اور حضرت سلیمان نے اس کا انکار بھی نہ فرمایا کیا یہ دوسرا اعتقاد شرک ہے یا رضا بالشرک ہے(۱)

---

(۱) اولاً۔ مخلوقات کی فطری قوت کے دائرے مختلف اور متفاوت ہیں انسان کی فطری قوت میں کئی ایسی چیزیں شامل ہیں جو جانوروں کو حاصل نہیں مثلاً نطق وعقل وغیرہ، اسی طرح فرشتوں اور جنوں کی فطری قوت میں کئی ایسی چیزیں شامل ہیں جو انسان کو حاصل نہیں مثلاً فضا میں آنا جانا، اور آناً فاناً کہیں سے کہیں پہنچ جانا۔ پس آپ پہلے ثابت کیجئے کہ تخت کو چشم زدن میں لادینا تخت والے کے فطری دائرہ اختیار سے بالاتر کام تھا۔ اس کے بغیر آپ کے "تحلیل وتجزیہ" کی کوئی آبرو نہیں رہتی۔

ثانیاً۔ احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ قرآن کے محشی مولوی نعیم الدین صاحب نے حاشیہ میں بتایا ہے کہ چشم زدن میں تخت لانے کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا نے کہی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: لاؤ، حاضر کرو۔ آصف نے عرض کیا آپ نبی ابن نبی ہیں اور جو رتبہ بارگاہ الٰہی میں آپ کو حاصل ہے، یہاں کسی کو میسر نہیں، آپ دعا کریں تو وہ آپ کے پاس ہی ہوگا، آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور دعا کی۔ اسی وقت زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۷۔ **واوحینا الیٰ موسیٰ اذا ستسقٰہ قومہ ان اضرب بعصاک الحجر فانبجست منہ اثنتا عشرۃ عیناً (اعراف:۱۶۰پ:۹)**

اور جب موسیٰ سے اس کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے اس کو وحی کی کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔

جبکہ پانی کے لئے حضرت موسیٰ کی قوم ترس رہی تھی اور اس کے حاصل ہونے کا کوئی ذریعہ نہ تھا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی طلب کیا۔ کیا یہ آپ کی زبان میں مافوق الفطری چیز کا مطالبہ نہیں ہے۔(۱)

اب کہئے کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل الشان رسول اپنی قوم کے اس شرک پر کیسے راضی رہے اور انہوں نے قوم کو اللہ سے دعا کرنے کی تلقین بھی نہ کی، پھر اللہ کے حکم سے انہوں نے پتھر سے بارہ چشمے بہادیئے (۲) یہ دوسرا شرک ہوا یا نہیں؟ وہ بھی اللہ کے حکم سے، کیا اللہ نے حضرت موسیٰ کو لاٹھی مار کر پتھر سے پانی نکالنے کا طریقہ

---

= السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہوا۔

فرمایئے مولوی نعیم الدین کا یہ بیان صحیح یا غلط؟ اگر غلط ہو تو اس حاشیہ کے غیر معتبر ہونے کا اعلان فرمادیجئے، اگر صحیح ہے تو آپ خود دیکھ لیجئے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے صرف مشورہ دیا ۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی۔ یہ معلوم ہے کہ نہ مشورہ دینے میں فوق الفطری قوت واختیار کی ضرورت پڑتی ہے نہ دعا کرنے میں۔ باقی رہا تخت کا وہاں آجانا تو جس سے دعا کی گئی تھی اس نے بھیجا تھا (یعنی اللہ نے ) کیونکہ دعا کرنے والا خود اپنی دعا قبول نہیں کرتا۔ بلکہ جس سے دعا کی جاتی ہے وہ قبول کرتا ہے (یعنی اللہ ) اب فرمایئے فوق الفطری قوت واختیار ثابت ہوا؟

(۱) قوم کا جو مطالبہ تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عمل سے ظاہر ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پانی کی فراہمی کی دعا کی تھی، **واذا استسقی موسیٰ لقومہ** (بقرۃ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی کی فراہمی کیلئے دعا کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ کیا دعا کا مطالبہ فوق الفطری چیز کا مطالبہ ہے۔ آپ مجازی نسبتوں سے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کریں۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی طرح یہاں بھی آپ نے قرآن پر بہتان باندھا۔ آپ قرآن میں کوئی ایک ایسا لفظ نہیں دکھلا سکتے جس کے معنی یہ ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چشمے بہائے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو صرف اتنا کام کیا تھا کہ پتھر پر ڈنڈا مار دیا تھا جو فطری اختیار کے دائرے میں آتا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ یہ کہ بارہ چشمے پھوٹ گئے۔ یہ چشمے کس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بتا کے نبی کو اسباب سے بالاتر قوت دینے کا اظہار نہیں فرمایا۔ (۱)

۸۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر مصر سے روانہ ہوئے۔ فرعون اپنے لشکر کے ساتھ آپ کا تعاقب کرر ہا تھا۔ راہ میں دریا حائل ہوا آگے بڑھنے کی کوئی سبیل نہ رہی۔

**فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک الحجر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم** ۔(الشعراء:۶۳ پ:۱۹)

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر عصا مارو۔ تو جبھی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ پہاڑ جیسا ہو گیا۔

بیشک اللہ تعالیٰ بے وسیلہ دریا میں راہ بنانے پر قادر ہے لیکن اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دریا پر عصا مار کر راستہ بنانے کا حکم کیوں دیا۔ (۲)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام کے ذریعہ مافوق الفطرۃ کام انجام دلا کر اس کی عطائی قوت واختیار کا اعلان نہیں فرمارہا ہے۔ (۳)

یہ ہمارے منع کے سند کی پہلی اور مختصر فہرست ہے۔ اس کا جواب دیجئے تو مزید شواہد پیش کئے جائیں گے۔

ضیاء المصطفیٰ قادری عفی عنہ

مناظر اہل سنت وجماعت ۲۱رذی قعدہ ۹۸ھ

---

= پھوڑے اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پس اس کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کرنا قرآن پر بہتان ہے۔
ہاں یاد رہے کہ پہلی بار جب اللہ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈا پھینکا تو انہیں یہ علم بھی نہ تھا کہ وہ سانپ بننے والا ہے چنانچہ وہ اسے اچانک سانپ دیکھ کر جھپٹ بھاگے۔ **فلما راٰھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا ولم یعقب** (القصص:۳۱) جب انہیں یہ معلوم تک نہ تھا کہ ڈنڈا سانپ بننے والا ہے تو اس کے سانپ بننے میں ان کے اختیار کے دخل کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ڈنڈے کو پھینکنے یا مارنے کے بعد جو خرق عادت چیزیں ظہور میں آتی تھیں اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوا کرتا تھا۔ **ومن ادعیٰ فعلیه البیان** ۔

(۱) جی نہیں۔ یہ سب محض آپ کی کج فکریاں ہیں۔

(۲) آپ نے یہاں بھی قرآن میں تحریف کی، راستہ بنانے کا حکم کہاں دیا تھا۔ صرف ڈنڈا مارنے کا حکم دیا تھا اس کے بعد راستہ اسی طرح اور اسی ذات کی قوت سے بن گیا تھا جس کی قوت سے ڈنڈا سانپ ہو گیا تھا۔ (۳) جی نہیں یہ آپ کی محض فریب خوردگی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# چوتھی تحریر

## منجانب اہل حدیث مناظر

### مولانا صفی الرحمن الاعظمی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وعلیٰ آله وصحبه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین . اما بعد!

آپ کو جانے ہوئے الفاظ کی تشریح کا حق اگر مناظرہ رشیدیہ کی رو سے ہوتا بھی تو آپ کا یہ حق مسلمانوں کی موجودہ ضرورت سے ٹکرا کر ساقط ہو جاتا۔ آپ جن الفاظ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں عوام روز مرہ اس کا استعمال کرتے ہیں اور اس کا معنی جانتے ہیں، لہذا اس پر وقت ضائع کرنے کے بجائے کتاب وسنت کے روشن دلائل سنئے۔ ہم تمام انبیاء کے حالات قرآن کی روشنی میں پیش کر چکے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کو کسی قسم کی فوق الفطری قوت نہیں دی گئی تھی۔ معجزات کی صورت میں جو کچھ ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوا اس کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے تھا۔ اگر یہ بات آپ کو تسلیم نہیں ہے تو کتاب وسنت کی روشنی میں ان کو معجزات کی قوت دیئے جانے کے دلائل پیش کیجئے۔ یہی معاملہ کرامات کا بھی ہے۔ ہاں معجزات کے سلسلے میں قرآن کا یہ بیان بھی مدنظر رہے۔ حضور ﷺ کو خطاب کر کے اللہ فرماتا ہے۔ **وان کان کبر علیک اعراضهم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیهم بآیة۔** (الانعام:۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگران کا منہ پھیرنا تم پر شاق گذرا ہے تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کرلو یا آسمان میں زینہ۔ پھر ان کیلئے نشانی لے آؤ۔ ذرا آگے ارشاد ہے: **وقالوا لولا نزل علیه اٰیة من ربه ، قل ان الله قادر علی ان ینزل اٰیة ولکن اکثرهم لا یعلمون** ۔(الانعام:۳۷) اور بولے ان پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ کہ اللہ قادر ہے کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

**واقسموا باللہ جهد ایمانهم لئن جاء تهم اٰیة لیومنن بها قل انما الاٰیات عندالله** (الانعام:۱۰۹) اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے۔ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آتی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔ تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل میں بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین نے نبی ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ زمین سے کوئی چشمہ بہادیں یا آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا کوئی ایسا باغ ہو جس کے درمیان نہریں بہہ رہی ہوں، یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرادیں یا آپ اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیں، یا آپ کے پاس طلائی گھر ہو، یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور کوئی ایسی کتاب اتاردیں جسے ہم پڑھیں تو آپ پر ایمان لائیں گے(۱) اس کا جواب آپ یہ دیتے ہیں۔

**سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا** (بنی اسرائیل:۹۳)

میرا رب پاک ہے میں تو محض ایک پیغمبر ہوں اور بشر ہوں۔

اس کا کیا مطلب کہ ان چیزوں کی لانے کی طاقت مجھے نہیں دی گئی ہے۔ یہ خدا کے تصرفات ہیں اور میں ایک انسان کی فطری قوت سے بالاتر قوت نہیں رکھتا۔ اگر ایسا سمجھا

---

(۱) وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا ۔ او تکون لک جنة من نخیل و عنب فتفجر الانهار خلٰلها تفجیراً ۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا او تاتی بالله والملٰئکة قبیلاً او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی ینزل علینا کتاباً نقرؤه (بنی اسرائیل ۹۰۔۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گیا تو یہ اللہ کی سبوحیت کے خلاف ہوگا۔

جو آیات آپ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں پیش کی ہیں ان میں اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کا ڈھانچہ بنایا اور اس میں پھونک دیا پھر اس کے بعد وہ اللہ کے حکم سے چڑیا ہوگئی، دنیا جانتی ہے کہ مٹی کا ڈھانچہ بنانا انسان کی فطری قوت میں داخل ہے اور یہی کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس سے زائد جو کچھ ہوا اس کے متعلق خود قرآن میں کہا گیا ہے کہ فیکون طیراً باذن اللہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسکا چڑیا بن جانا.... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں نہیں تھا۔ یہی حال بقیہ معجزات کا ہے۔ یہی معاملہ ان تمام معجزات کا ہے جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ جسطرح آپ نے انبیاء کے ہاتھ پر ان کے ظہور کو دیکھ کر دھوکہ کھایا اور ان کے سامنے نذر و نیاز کرنے لگے۔ اسی طرح غیر مسلموں نے چاند، سورج، آگ وغیرہ میں جو ظاہری اثرات ہیں، انہیں دیکھ کر دھوکہ کھایا اور ان کی پوجا شروع کر دی۔ اور یہ نہ جانا کہ ان کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے ہے۔، پھر بتلائیے کہ آپ میں اور میں کیا فرق ہے؟

ہم نے مشرکین کے عقائد کے سلسلے میں آپ کو یہ سمجھایا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ان تمام صفات سے متصف مانتے تھے جسے آپ مانتے ہیں لیکن وہ بھی فرشتوں، نبیوں، ولیوں اور بزرگوں وغیرہ میں مافوق الفطری قوت تسلیم کر کے ان کی نذر و نیاز وغیرہ کرتے تھے جس طرح آپ کرتے ہیں۔ ان کے اس عقیدہ و عمل کو کئی جگہ شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے آیات نقل کر دی ہیں۔ ان کے عقیدے کے پورے مجموع سے محض ایک جز لیکر اس کے شرک اور عدم شرک کا سوال اٹھانا سوائے مجادلہ کے اور کیا کہلا سکتا ہے۔

آپ نے رشیدیہ کی عبارت میں جو حرکت کی تھی اس سے یہاں بھی باز نہیں رہے۔

فوق الفطری قوت کا ثبوت ہم نے پہلی تحریر کے ص: ۴ اور ۵ میں پیش کیا ہے اور اسی ثبوت میں استدلال کی نوعیت بھی سامنے آگئی ہے۔ اگر آپ اس کی تردید کر سکتے ہوں تو کیجئے۔ جس طرح انسان اور حیوان کی فطری قوتیں متفاوت ہیں اسی طرح انسانوں، جنوں وغیرہ کی فطری قوتیں مختلف ہیں۔ ہر ایک کا دائرہ کیا ہے اس کے جاننے کے ہم مکلّف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں۔ ہاں ہم اتنا جاننے کے مکلف ہیں کہ انہیں حاجت روائی اور مشکل کشائی کیلئے نہیں پکار سکتے۔ نذر، چڑھاوے وغیرہ افعال عبادت انجام نہیں دے سکتے کیونکہ مشرکین مکہ کے انہیں اعمال کو شرک کہا گیا ہے۔

تمام مخلوقات میں جو نوعی قوتیں الگ الگ موجود ہیں اور جن کے نہ ہونے سے وہ عیب دار ہو جاتی ہیں وہ ہوئی فطری قوت اور اس پر اضافہ فوق الفطرت ہے۔

ہماری تعریف اس نوٹ سے بھی ظاہر ہے جو پہلی تحریر کے ص: ۵ پر درج ہے ایک بار پھر نظر ڈال لیجئے۔

آپ کے بقیہ ضروری سوالات کے جوابات ہماری پہلی تحریر میں موجود ہیں اور جو موجود نہیں ہیں ہماری اس تحریر میں مل جائیں گے۔

ہم اپنی پہلی تحریر میں کتاب وسنت کے نا قابل انکار دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ مشرکین اپنے معبودوں یعنی فرشتوں، پیغمبروں، اللہ کے نیک بندوں اور بتوں وغیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انہیں عطائی طور پر فوق الفطری قوت واختیار حاصل ہے۔

مشرکین کا یہ عقیدہ متعین ہو جانے کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشرکین مذکورہ بالا ہستیوں کیساتھ کیا کیا کرتے تھے جن کی وجہ سے ان کے عابد اور پجاری قرار دیئے گئے۔ اس سلسلے میں قرآن کا بیان حسب ذیل ہے۔

(الف) اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کیلئے پکارتے تھے اور التجائیں کرتے تھے۔

قرآن میں یہ مضمون بہت سارے مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً **قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ** (الانعام:۵۶، المومن:۶۶) تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔

واضح رہے کہ احمد رضا خاں صاحب نے یہاں تدعون کا ترجمہ کیا ہے ''پوجتے ہو'' اس سے معلوم ہوا کہ یہ پکار ان کے نزدیک عین عبادت ہے۔

**قل ارأیتکم ان اتاکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین . بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء و**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**تنسون ما تشرکون** (الانعام:۴۰۔۴۱)

تم فرماؤ، بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو، کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے۔ اگر سچے ہو، بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے جس پر اسے پکارتے ہو اسے اٹھالے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے۔

(ب) کفار کا ایک دوسرا کام یہ تھا کہ وہ اپنے معبودوں کیلئے نذر مانتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ ارشاد ہے:

**ما جعل اللہ من بحیرۃ و لا سائبۃ و لا وصیلۃ و لا حام ۔**

(المائدۃ:۱۰۳)

اللہ نے نہیں مقرر کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ سائبہ، وصیلہ اور نہ حام۔

مولوی احمد رضا خاں کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر مولوی نعیم الدین صاحب لکھتے ہیں:۔

''زمانہ جاہلیت میں کفار کا یہ طریقہ تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچہ جنتی اور آخری مرتبہ اس کے نر ہو تو اس کا کان چیر دیتے تھے پھر نہ اس پر سواری کرتے اور نہ اس کو ذبح کرتے، نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے۔ اس کو بحیرہ کہتے۔ اور جب سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر سفر سے بخیریت واپس آجاؤں یا تندرست ہوجاؤں تو میری اونٹنی سائبہ (بجار) ہے۔'' الخ

''بخاری، مسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کیلئے روکتے تھے کوئی اس جانور کا دودھ نہ دوہتا۔ اور سائبہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑتے تھے جس سے کوئی کام نہ لیتا''

اس بیان سے معلوم ہوا کہ مشرکین سائبہ کو اپنے معبودوں کیلئے بطور نذر چھوڑتے تھے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

**وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث و الانعام نصیبا فقالوا ھٰذا للہ بزعمھم وھذا لشر کائنا** (الانعام:۱۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ مشرکین غلے اور چوپائے اپنے معبودوں کو نذر کرتے تھے اور ان پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔

حافظ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء ج:ا ص:۲۰۳ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

**دخل رجل في الجنة في ذباب ودخل آخر النار في ذباب ، قالوا: وكيف ذاك ؟ قال مر رجلان ممن كان قبلكم على ناس معهم صنم لا يمر بهم احد الا قرب لصنمهم فقالوا : لاحدهم قرب شيئاً قال : ما معي شئ ، قالوا : قرب ولو ذباباً فقرب ذباباً ومضى فدخل النار وقالوا للآخر قرب شيئاً قال ما كنت لأقرب لأحد دون الله فقتلوه فدخل الجنة .**

ایک آدمی ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا اور ایک دوسرا آدمی ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوا۔ لوگوں نے کہا اور یہ کیسے؟ انھوں نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے دو آدمی ایسے لوگوں پر گذرے جن کے پاس ایک بت تھا۔ ان کے پاس کوئی نہیں گذرتا مگر ان کے بت پر چڑھاتا، انہوں نے ان میں سے ایک سے کہا کچھ چڑھاؤ، اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں، لوگوں نے کہا چڑھاؤ اگر چہ ایک مکھی ہی۔ تو اس نے ایک مکھی چڑھادی اور گذر گیا، تو وہ جہنم میں داخل ہوا، لوگوں نے دوسرے سے کہا کہ کوئی چیز چڑھاؤ اس نے کہا میں اللہ کے سوا کسی کیلئے کوئی چیز نہیں چڑھا سکتا پس لوگوں نے اسے قتل کر دیا تو وہ جنت میں داخل ہوا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مکھی جیسی حقیر چیز کا چڑھانا بھی شرک ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آخری ٹکڑے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کے لئے بھی چڑھاوا پیش کرنے کی گنجائش نہیں۔ پس غیر اللہ پر جو چڑھاوا بھی چڑھایا جائے خواہ وہ حلوہ، بتاشہ اور چادر ہو یا چراغ، اگر بتی اور خوشبو ہو یہ سب شرک ہے۔

(ج) مشرکین ایک کام یہ بھی کرتے تھے کہ اپنے معبودوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے اور ان کے استھانوں پر بھی ذبح کرتے تھے۔ سورہ بقرۃ، سورہ نحل، اور سورہ انعام وغیرہ میں ما احل بہ لغیر اللہ (۱) کو حرام کہا گیا ہے جس سے مراد احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک وہ جانور ہے جس کو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو (دیکھئے متعلقہ مقامات کا ترجمہ قرآن از خانصاحب موصوف) سورہ مائدۃ آیت ۳ میں حرام جانوروں کی فہرست میں وما ذبح علی النصب بھی ہے یعنی وہ جانور جو کسی استھان پر ذبح کیا گیا ہو۔

(د) مشرکین اپنے معبودوں کی مجاوری بھی کرتے تھے۔ ارشاد ہے: وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم (الاعراف:۱۳۸) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اتارا تو ان کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے بتوں کے آگے آسن مارے تھے یا بالفاظ دیگر بیٹھے تھے، نیز دیکھئے سورۃ الانبیاء آیت: ۵۲، سورۃ الشعراء آیت: ۷۱۔ (۲)

(ہ) یہ بھی معروف بات ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کو سجدہ کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی کے طور پر رات دن اور سورج چاند کا تذکرہ بھی کیا تو یہ بھی فرمایا:

**لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون** (حم السجدۃ:۳۷) سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۱۷۳، سورۃ النحل: ۱۱۵ (وما اھل بہ لغیر اللہ بہ) سورۃ الانعام: ۱۴۵، (اھل لغیر اللہ (۲) سورۃ الانبیاء آیت: ۵۲. اذا قال لابیہ و قومہ ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون' سورۃ الشعراء آیت: ۷۱، قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عاکفین.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاشیہ پر مولوی نعیم الدین لکھتے ہیں: ''وہی سجدہ اور عبادت کا مستحق ہے''

پچھلی آیات سے ثابت ہوا کہ مشرکین ان ہستیوں کو جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ تصرف کی عطائی قوت سے متصف مان کر اپنی حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے پکارتے تھے، ان کے لئے نذر مانتے تھے، چڑھاوے چڑھاتے تھے، ان کے نام پر اور استھان پر جانور ذبح کرتے تھے، ان کی مجاوری کرتے تھے، انہیں سجدہ کرتے تھے۔ ان کی ان ہی حرکتوں پر ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان ہستیوں کی عبادت اور پوجا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عقیدہ تصرف کے تحت یہ سارے کام عبادت قرار پاتے ہیں۔ لہذا جب یہ کام اس عقیدے کے تحت غیر اللہ کے ساتھ کئے جائیں تو یہ ان کی عبادت ہوگی۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس عبادت کی غرض ان کے نزدیک قرآن کے بیان کے مطابق یہ تھی۔

**ویعبدون من دون اللہ ما لایضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاء نا عنداللہ۔ (یونس:۱۸)**

اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ ان کا بھلا کر سکے، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

چونکہ مشرکین آخرت کے قائل نہ تھے اس لئے مطلب یہ ہوا کہ دنیاوی مرادوں کی تکمیل کیلئے اللہ سے سفارش کر دیتے ہیں۔

یعنی ایک مقصد یہ تھا کہ اپنے معبودوں کو عبادت کر کے خوش رکھیں تو یہ ہماری مراد اللہ سے پوری کرا دیں گے اور دوسرا مقصد یہ تھا۔ **ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ** (الزمر:۳) ہم تو انہیں اس لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نزدیک کریں،۔ یعنی ان کی عبادت سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اب تک کی بحث کا نتیجہ یہ ہے:

مشرکین اللہ کو خالق و رازق اور ساری چیزوں اور سارے اختیارات کا مالک سمجھتے تھے پھر وہ فرشتوں پیغمبروں اور بزرگوں وغیرہ کے سلسلے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ انہیں اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی طرف سے فوق الفطری قوت واختیار ملا ہوا ہے، اس لئے وہ انہیں پکارتے اور التجائیں کرتے تھے۔ ان کی نذریں مانتے تھے، ان پر چڑھاوے چڑھاتے تھے، ان کے نام اور ان کے استھان پر جانور ذبح کرتے تھے مجاور بن کر بیٹھتے تھے، انہیں سجدہ کرتے تھے وغیرہ، یہی سب ان کا شرک تھا۔

چونکہ وسیلہ مروجہ جو موضوع بحث ہے عقیدہ سے لے کر عمل تک اس سے مطابقت رکھتا ہے اس لئے وہ بھی شرک ہے، اور اس کا مرتکب بھی مشرک ہے۔

آیئے ایک دوسری طرح سے بھی ہماری دلیل ملاحظہ فرمایئے۔

یہ بات اپنی جگہ مسلم اور کسی بھی بحث سے بالاتر ہے کہ غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ لہذا وہ کام جو عبادت ہے وہ اللہ کے ساتھ مختص ہوگا اور کسی بھی دوسرے کیلئے اس کا کرنا شرک ہوگا۔ اس کے بعد سنئے کہ وسیلہ مروجہ کی تشریح میں جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب عبادت کے کام ہیں:

ا۔ فوق الفطری قوت واختیار سے متصف سمجھ کر کسی کو حاجت روائی ومشکل کشائی کیلئے پکارنا عبادت ہے۔ جامع ترمذی (کتاب الدعوات ج:۲ ص:۱۷۳ مطبوعہ رشیدیہ دہلی) میں حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: **الدعاء هو العبادة** دعا عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "**وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین**۔ (۱)
اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا۔ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ اس آیت کو اس موقع پر حضور ﷺ نے تلاوت فرما کر یہ بتلایا کہ پہلے فقرے میں جس چیز کو دعا سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کو دوسرے فقرے میں عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یہ روایت ابوداؤد ج:اص:۲۲۴ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء میں مروی ہے۔ (۲)

---

(۱) یہ آیت سورۃ مومن کی ہے آیت نمبر ۶۰۔ (۲) ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: **الدعاء هی العبادة قال ربکم ادعونی استجب لکم**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن مجید میں کہیں کہیں ایک ہی چیز کو ایک دفعہ دعا سے اور ایک دفعہ عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (مثال کے طور پر دیکھئے سورہ مریم ۴۸، ۴۹) خود احمد رضا خاں صاحب نے بھی دعا سے بنے ہوئے فعل کا ترجمہ پوجا کے لفظ سے کیا ہے۔

مولوی نعیم الدین صاحب آیت: **وقال ربکم ادعونی** کی تفسیر کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں۔

> ''آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے'' قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے **الدعاء هو العبادة** (ابوداؤد، ترمذی)

چونکہ دعا عبادت ہے، اس لئے غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہے۔ اسی لئے یہ حکم دیا گیا **وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً** (سورۃ الجن: ۱۸) اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کیلئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ اور حضور سے کہا گیا کہ **قل انما ادعوا ربی ولا اشرک به احدا** (سورۃ الجن: ۲۰) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے ہی رب کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا، اس حکم کا مفاد یہ ہے کہ کسی اور کو پکارا جائے تو یہ اللہ کے ساتھ شرک ہوگا۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے مرادیں مانگنا شرک ہے تو زیر بحث موضوع کا ابتدائی حصہ جو طلب حاجات سے متعلق ہے اس کا شرک ہونا ثابت ہوگیا۔

**۲۔** نذر اور چڑھاوا عبادت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **ولیوفوا نذورهم** (الحج: ۲۹) اور اپنی نذریں پوری کریں۔ درمختار مصری ج: ۲ ص: ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ نذر عبادت ہے۔

چڑھاوے کے متعلق مشرکین کے فعل کا حوالہ قرآن سے گذر چکا ہے۔ پس جب نذر اور چڑھاوا عبادت ہے تو غیر اللہ کے لئے نذر ماننا اور چڑھاوا چڑھانا غیر اللہ کی عبادت ہوئی جو شرک ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حلوہ، بتاشہ، چادر، چراغ، اگربتی وغیرہ قبروں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی نذر کرنا اور چڑھانا شرک ہے۔

۳۔ تقرب کیلئے جانور ذبح کرنا بھی عبادت ہے۔ ارشاد ہے: **فصل لربک وانحر** (تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو) **قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العٰلمین**۔ (الانعام ۱۶۲) تو تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

جب جانور کو اللہ کے تقرب کیلئے ذبح کرنا اللہ کی عبادت ہے تو غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا غیر اللہ کی عبادت ہوئی۔ درمختار میں لکھا ہے: **ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالیٰ**۔ امیر اور اس کے مثل جیسے بڑے لوگوں میں سے کسی کی آمد پر ذبح کیا تو حرام ہے کیونکہ یہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔

اس کے بعد اس کے بارے میں فقہائے احناف کا اختلاف ذکر کیا ہے کہ یہ ذبح کرنیوالا شخص کافر ہوا یا نہیں۔ جمہور کا مذہب یہ بتلایا ہے کہ کافر ہو گیا اور ایک قول یہ ذکر کیا ہے کہ کافر نہیں ہوا۔ جو کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوا وہ یہ وجہ بیان کرتے ہیں **لانا لا نسیٔ الظن بالمسلم انه یتقرب الی الادمی بهذاالنحر** کیونکہ ہم مسلمان کے ساتھ یہ سوءظن نہیں رکھتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کا تقرب چاہتا ہے (دیکھئے درمختار ص: ۵۲۳، ۵۲۴، مطبوعہ نولکشور) اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر تقرب کیلئے ذبح کرے تو کافر ہو جائے گا

۴۔ نماز میں اللہ کے سامنے اس کا خوف کرتے ہوئے اس کی رضا چاہتے ہو اس کی نہایت تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، رکوع کرتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں، یہ سب اللہ کی عبادت ہے اور اس نے ان کاموں کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے: **قوموا لله قانتین** (البقرۃ: ۲۳۸) اللہ کے لئے باادب کھڑے ہو۔ **وانه لما قام عبدالله یدعوہ کادوا یکونون علیه لبداً** (الجن: ۱۹) اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن ان پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔ **قم اللیل الا قلیلا** (المزمل: ۲) رات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں قیام فرماؤ سوا کچھ رات کے۔ وارکعوا مع الراکعین (البقرۃ:۴۳) اور رکوع کرنیو الوں کے ساتھ رکوع کرو۔ واذبوأنا لابراھیم مکان البیت ان لا تشرک بی شیئا و وطھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود (الحج:۲۶) اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بنادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور کھڑے ہونیوالوں اور رکوع وسجود والوں کیلئے۔ واسجد واقترب (العلق:۱۹) اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ۔ صحیح مسلم مطبوعہ رشیدیہ ج:۱ ص:۱۵۱ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثر واالدعاء ۔ بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے قریب تر ہوتا ہے۔ پس کثرت سے دعا کرو: اس آیت کا ذکر گذر چکا ہے کہ واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون (حم السجدۃ:۳۷) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت محمدی میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا خالص اللہ کی عبادت کے منافی ہے۔

جامع ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأۃ ج:۲ ص:۲۰۴ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجھا ۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس سے غیر اللہ کے لئے سجدہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ جب اللہ کے خوف سے اور اس کی تعظیم کیلئے اس کے سامنے کھڑا ہونا، رکوع کرنا، جھکنا اور سجدہ کرنا اس کی عبادت ہے تو یہی سب کام اسی طرح کے خوف وتعظیم کے ساتھ غیر اللہ کے سامنے کرنا غیر اللہ کی عبادت ہے۔ لہذا اہل قبور کے سامنے یہ سب حرکتیں کرنا اہل قبور کی عبادت ہے۔ اس لئے یہ شرک ہے۔

آیئے ذرا آپ کو آپ کے گھر کی بھی سیر کرادی جائے۔ درمختار اور ردمختار کھول لیجئے جو فقہ حنفی کی معروف ترین کتابوں ں میں سے ہیں۔ درمختار میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا ً الیهم فهو بالاجماع باطل و حرام

ردمختار میں تقرباً الیهم پر لکھا ہے کہ کان یقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذهب او الفضة او من الطعام او الشمع او الزیت کذا۔

اور باطل وحرام پر لکھا ہے لوجوه، منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز ، لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق، ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملک ، ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله واعتقاده ذلک کفر (دیکھئے ردمختار مصری ج:۲ ص:۱۳۹)

ان عبارتوں کا مفہوم یہ ہوا کہ جو نذر اکثر عوام کی طرف سے مردوں کیلئے واقع ہوتی ہے اور جو درہم اور شمع اور تیل اور ان کی مانند چیزیں اولیاء کرام کے مزارات کی طرف سے ان کے تقرب کیلئے لی جاتی ہیں، یہ بالاجماع باطل وحرام ہے۔

اولیاء کے تقرب کیلئے ان کاموں کے کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً یوں کہے کہ اے میرے فلاں سید اگر میرا غائب واپس کر دیا جائے یا میرے مریض کو اچھا کر دیا جائے یا میری حاجت پوری کر دی جائے تو آپ کے لئے اتنا سونا یا چاندی یا خوراک یا شمع یا تیل ہے۔

اس کے باطل اور حرام ہونے کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یہ مخلوق کیلئے نذر ہے اور مخلوق کیلئے نذر جائز نہیں۔ کیونکہ یہ عبادت ہے۔ اور عبادت مخلوق کیلئے درست نہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جس کے لئے نذر مانی گئی ہے وہ میت ہے۔ اور میت مالک نہیں ہوتا۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے علاوہ میت امور میں تصرف کرتا ہے تو اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔

ردمختار کے اس فتویٰ کی روشنی میں یہ بھی فرمایئے کہ آپ سمیت وہ تمام احناف جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ردمختار کو قابل حجت تسلیم کرتے ہیں وہ انبیاء کرام کے پیش کردہ معجزات میں ان کا تصرف تسلیم کر کے کافر ہوئے یا نہیں......؟

وسیلہ مروجہ جس کی تشریح شرائط مناظرہ میں کر دی گئی ہے اس کا کوئی تعلق اس وسیلہ سے نہیں جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ (المائدۃ:۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی قربت ڈھونڈھو۔ ہم نے وسیلہ کی تشریح کیلئے تفسیر کی کتابوں میں سے روح المعانی کو چنا ہے کیونکہ یہ ایک حنفی علامہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور احناف میں مشہور بھی ہے اور مقبول بھی۔ علامہ فرماتے ہیں وابتغوا الیہ ای اطلبوا لانفسکم الی ثوابہ والزلفیٰ منہ الوسیلۃ ھی فعیلۃ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب الی اللہ عزوجل من فعل الطاعات و ترک المعاصی (ج:۴ص:۱۱۲)

عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اپنے لئے اس کے ثواب اور قرب حاصل کرنے کا وسیلہ ڈھونڈھو۔ علامہ فرماتے ہیں: وسیلہ نیکیوں کا کرنا اور منکرات کا چھوڑ دینا ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے اللہ کی قربت مل سکتی ہے۔ وسیلہ کا جو مطلب علامہ نے لکھا ہے مروجہ وسیلہ اس کا الٹا ہے۔ کیونکہ مروجہ وسیلہ یہ ہے کہ انسان مردہ بزرگوں کو اس لئے پکارے کہ وہ اپنے اثر ورسوخ سے بلا عمل اللہ سے اس کے کام کرادے اور وہ درجہ دلا دے جو شریعت پر عمل اور سنت نبوی کی پیروی سے ملتا ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مردہ بزرگوں کے نام لے کر نعرے لگائے جائیں اور اپنی اغراض ان کے سامنے پیش کی جائیں۔

اب آیئے عربی کی مشہور ومقبول لغت لسان العرب کی بھی کچھ سیر کریں۔

الوسیلۃ المنزلۃ عندالملک الوسیلۃ الدرجۃ ، الوسیلۃ القربۃ۔

ماحصل یہ ہے کہ وسیلہ وہ بلند مقام ہے جو بادشاہ کے نزدیک کسی کو حاصل ہو۔ وسیلہ نزدیکی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ توسل الیہ بوسیلۃ کا مطلب یہ ہے کہ عمل کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعہ نزدیکی حاصل کی جائے۔ (ج:۱۳:ص:۲۵۰)

اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں یہ لفظ ہے۔ **آت محمدالوسیلة** صاحب روح المعانی نے (ج:۴ص:۱۱۲) پر مسلم کی ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "جو وسیلہ حضور ﷺ کے لئے مانگا جاتا ہے وہ جنت کا ایک بلند مقام ہے" سنی حضرات وسیلہ کا جو مطلب لیتے ہیں وہ ہرگز یہاں صحیح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضور ﷺ کا درجہ اور مقام خدا کے بعد ہے۔ اگر یہاں وسیلہ سے مراد مردہ بزرگ ہوں اور دعاء کا مطلب یہ ہو کہ مردہ بزرگوں کا سہارا حضور ﷺ کو مل جائے تو اس سے بڑھ کر اہانت رسول کیا ہوگی۔ ہم اہلحدیث حضور ﷺ کی شان میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

صفی الرحمٰن الاعظمی

۲۴/اکتوبر ۱۹۷۸ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# چوتھی تحریر

# منجانب بریلوی مناظر

مولوی ضیاء المصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی حبیبہ وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین امابعد:

جب شرائط مناظرہ میں یہ طے ہے کہ مناظرہ کتب مناظرہ کے مطابق ہوگا اگر ان شرائط کی پابندی ضروری نہیں تھی تو پھر آپ نے ان کو تسلیم کیوں کیا؟(۱)

یہ تسلیم کرنا ایک لغو کام ہوا۔ شرائط طے کرتے وقت عوام کی ضرورت کا خیال نہیں آیا (۲) عوام روشنی میں آنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اندھیرے میں رہنے کی ضرورت شاید ہی کسی کو ہو۔

آپ نے ایک دعویٰ کیا ہے اور دعویٰ کے دو جز ہیں۔ ایک مسند دوسرے مسند الیہ جب تک مسند اور مسند الیہ دونوں معلوم نہ ہوں کسی کو کیا پتہ چلے گا کہ آپ کی دلیل نے دعویٰ کو ثابت بھی کیا یا نہیں۔ (۳)

---

(۱) ان شرائط کی خلاف ورزی تو آپ کر رہے ہیں جس پر اہل حدیث مناظر نے آپ کو بار بار تنبیہ بھی کی ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کو کتب مناظرہ کی رو سے بھی سوالات کا حق نہیں۔

(۲) عوام ہی کی ضرورت کے پیش نظر آپ کو وسیلہ مروجہ کے موضوع پر مناظرہ کرنے کیلئے مجبور کیا گیا اور آپ کو ادھر ادھر کی باتوں کے بجائے اس موضوع کے دلائل پر بحث مرکوز کرنے کیلئے متوجہ کیا جا رہا ہے۔

(۳) مسند کی تشریح تو موضوع مناظرہ طے کرتے وقت ہی کر دی گئی تھی مسند الیہ واضح تھا، تاہم آپ کے پہلی =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کے دعویٰ سے متعلق جن الفاظ کی تشریح آپ سے طلب کی گئی، اس کی تشریح ضرور کریں۔

تنقیح دعویٰ کے بغیر دلائل بیان کرنا یہ مناظرہ نہیں صراحۃً مجادلہ ہے۔(۱)

لہذا ہم پھر آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ:

۱۔ آپ نے شرک کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کی۔(۲)

۲۔مولوی اسماعیل کے بیان کردہ اقسام شرک سے آپ کو اتفاق ہے یا نہیں؟ اس کا بھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۳۔ شرک و مشرک کے احکام دنیوی اخروی کیا ہیں آپ نے اس کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔

۴۔تعظیم اور عبادت کی تشریح اور فرق نہیں بیان کیا جبکہ آپ کے سارے دلائل کا محور یہی دونوں الفاظ ہیں۔

۵۔تعظیم اور نہایت تعظیم کی کیا حد ہے اس کو متعین نہیں کیا۔

۶۔کسی غیر اللہ کی تعظیم کیلئے اس طرح پر کھڑا ہونا کہ نہایت تعظیم کی نیت نہ ہو شرک ہے یا نہیں؟ اس کا بھی جواب نہیں ملا۔

۷۔سجدہ کی تعریف و تشریح کے سلسلہ میں جو سوال کیا گیا تھا اس کو بھی ہاتھ نہیں لگایا گیا۔

---

=بار تشریح طلب کرتے ہی اس کی تشریح کر دی گئی۔ دیکھئے اہل حدیث مناظر کی تحریر نمبر۲ شمارہ نمبر ۱۲۔اب آپ جن الفاظ کے پیچھے پڑے ہیں وہ ان دونوں کے علاوہ ہیں۔آپ اگر عوام کو روشنی میں لانا چاہتے تھے تو ساڑھے تین ماہ تک کیا کرتے رہے۔

(۱) اور دعویٰ کے منقح ہو جانے کے بعد بھی اسے منقح نہ ماننا کیا ہے؟

(۲)صرف یہ کہہ دینے سے کہ جامع مانع نہیں ہے جامعیت اور مانعیت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔اگر جامع نہیں ہے تو بتلایئے شرک کی وہ کون سی جزئیات ہیں جن کو یہ تعریف شامل نہیں، اور مانع نہیں ہے تو بتلایئے کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو شرک نہیں ہیں لیکن اس تعریف میں داخل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۸۔ آپ نے اس کا بھی جواب نہیں دیا ''کوئی ایسا بھی شرک ہے جو کسی زمانہ میں نہ رہا ہو اور بعد میں ہو گیا ہو۔''

۹۔ نبی، ولی، پیر، شہید، نذر، چڑھاوے چڑھانا، ان تمام الفاظ کی بھی آپ نے کوئی واضح تشریح نہیں کی۔(۱)

۱۰۔ شریعت میں وسیلہ کی کیا حقیقت ہے اسکو بھی آپ نے بیان نہیں کیا۔

۱۱۔ قبور انبیاء علیہم السلام وقبور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ اور بتوں کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا بھی جواب نہیں دیا۔(۲) جبکہ ان امور کی وضاحت وتشریح آپ کے دعویٰ کا اہم عنصر ہے۔

اسکے علاوہ آپ نے ہمارے پرچہ نمبر۳ پر بھی جولانئ فکر نہیں آزمائی اسی لئے آپ معجزات کے سلسلے میں ایک غیر مربوط بات کہہ گئے (۳) آپ اپنی موجودہ تحریر میں یہ کہتے ہیں کہ معجزات وکرامات کا تعلق ڈائرکٹ اللہ سے ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے چند آیتوں کا حوالہ دیا کہ معجزات انبیاء، اللہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوئے۔ ضروری ہے کہ آپ افعال عباد سے متعلق چند گوشے واضح کریں تاکہ آپ پر بھی اس مسئلہ کی تنقیح واضح ہو جائے۔

(الف) آپ کی ذکر کی ہوئی تمام آیتیں اللہ کے تصرف ذاتی پر دال ہیں۔ لیکن انبیاء کے تصرف عطائی کی ان سے کیونکر نفی ہوئی (۴)

(ب) تمام نصوص اپنے ظواہر پر محمول ہوتے ہیں۔ تخلیق کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف قرآن پاک میں کی گئی۔ جیسا کہ ہمارے پرچہ نمبر۳ میں مذکور ہوا۔(۵)

---

(۱) اشرفیہ کے میلے میں ریوڑی، بتاشہ بیچنے والے سے ان الفاظ کا مطلب پوچھ لینا چاہئے تھا۔

(۲) قطعی جھوٹ! اہلحدیث مناظر کی دوسری تحریر کا شمارہ نمبر۱۱ دیکھئے۔

(۳) معجزات کے بارے میں پیش گئے جامع اصول کو غیر مربوط بات کہنا آپ کی علمی بے بسی کی علامت ہے۔

(۴) کیونکہ انبیاء وغیرہ کے متعلق مشرکین تصرف عطائی کا جو عقیدہ رکھتے تھے اسے غلط بلکہ شرک کہا گیا۔ درانحالیکہ بیان معجزات پر مشتمل کسی آیت سے بھی انبیاء کیلئے تصرف عطائی ثابت نہیں ہوتا۔

(۵) یہ آپ کی غلط بیانی ہے۔ تخلیق کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہیں بھی نہیں کی گئی ہے۔ عربی زبان سمجھنے کی لیاقت پیدا کیجئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح مادر زاد نابینا اور سفید داغ والے کو تندرست کرنے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف صراحۃً ہے۔ یونہی مردہ زندہ کرنے کی نسبت بھی مصرح ہے۔ اور آپ ان الفاظ کی نسبت ان کی طرف تسلیم کرنے سے اعراض کرتے ہیں (۱)

اسی طرح سند منع میں ہم نے جو آٹھ آیتیں پیش کیں ان سب میں فوق الفطرۃ فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہے۔ (۲) اور آپ اس نسبت سے انکار کرتے ہیں۔

(ج) معجزات و کرامات ہوں یا بندوں کے اور افعال۔ کیا ان کی تخلیق سے ڈائرکٹ اللہ کا تعلق نہیں ہے۔ کیا آپ کے نزدیک افعال عباد کا خالق اللہ نہیں ہے؟

عقائد کی تمام کتابوں میں مذکور ہے: **واللہ خالق افعال العباد** ۔ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے: **واللہ خلقکم وما تعملون** اللہ نے تم کو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو اس کو بھی۔

کیا آپ معتزلہ کی طرح بندوں کے عام افعال کا خالق بندوں ہی کو مانتے ہیں کیونکہ آپ معجزہ کی تخلیق اور دیگر افعال عباد کی تخلیق میں فرق کے قائل نظر آتے ہیں (۳)

(د) اور اگر آپ ہر عمل کا خالق اللہ ہی کو مانتے ہیں تو آپ کیوں معجزات کی نسبت انبیاء کی

---

(۱) نصوص سے ایسے معانی مراد نہیں لئے جا سکتے جن کی وجہ سے کوئی آیت کسی دوسری آیت سے ٹکرا جائے، مخلوق سے تصرف عطائی کی نفی یا فوق الفطری قوت و اختیار کی نفی۔ پر دلالت کرنے والی آیات دو ٹوک اور محکم ہیں۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف شفا، اور احیاء کی نسبت مجازی ہے۔ اور اس نسبت کی گنجائش اس لئے نکلتی ہے کہ ان کارناموں کے ابتدائی حصے سے جو فوق الفطری نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فعل کا تعلق ہے۔

(۲) کسی آیت میں بھی فوق الفطری فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف نہیں ہے۔ آپ پلٹ کر حواشی دیکھ لیجئے

(۳) جی نہیں! اہل حدیث مناظر نے یہ کہاں کہا ہے کہ معجزات کی تخلیق کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے ہے، انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ معجزات کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے ہے۔ تخلیق کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ان کے نزدیک انبیاء اپنے معجزات کے نہ خالق ہیں نہ کاسب۔ پس وہ معجزات کی تخلیق اور عام افعال عباد کی تخلیق میں فرق کے قائل نہیں۔ یہ محض آپ کا بہتان ہے، وہ صرف بندوں کے کاسب ہونے اور نہ ہونے کا فرق کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرف کرنے سے گریز کرتے ہیں۔، جبکہ بندوں کے عام افعال کی نسبت بندوں کی طرف کرنے میں آپ کو کوئی عار نہیں۔ حالانکہ ان کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔ اور ڈائرکٹ ان کا تعلق تخلیقی اسی ذات برتر سے ہے(۱)

آپ نے نذر کے سلسلہ میں در مختار کی جو عبارت نقل کی ہے اس کے متعلق بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آدھی عبارت آپ نے نقل کی اور آدھی چھوڑ دی۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا نام دوں۔ " **باطل حرام**" کے بعد **مالم یقصدوا صرفها لفقراء الانام** یہ باطل وحرام اس وقت ہے جبکہ مخلوق کے فقراء پر صرف کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح آپ نے ردالمحتار میں بھی ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے۔ وہیں پر" ذالک کفر" کے بعد ہے۔ **اللهم الا ان قال یا الله انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری حصرا لمساجدهم او زیتا لوقودها او دراهم لمن یقوم بشعائرها الی غیر ذلک مما یکون فیه نفع للفقراء والنذر لله عز وجل ( الی ان قال) فیجوز بحد الاعتبار** (ردالمحتار ص:۱۳۹)......اے اللہ مگر یہ کہ اس نے کہا، اے اللہ میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے کہ اگر تو نے میرے بیمار کو شفا دی، اور یا میرے غائب کو واپس کیا۔ یا میری ضرورت پوری کی کہ میں ان فقراء کو کھلاؤں گا جو سیدہ نفیسہ، یا امام شافعی یا امام لیث کے آستانہ پر ہیں، یا ان کی مسجدوں کیلئے چٹائیاں خریدوں یا جلانے کیلئے تیل یا اس کی خدمت کرنے والوں کے لئے پیسے وغیرہ جس میں فقیروں کیلئے نفع ہو اور نذر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو، اس اعتبار سے جائز ہے۔

کس مصلحت کی بنا پر آپ نے یہ عبارت ذکر نہیں کی، اس کو بتا دیں تو ظاہر ہو جائے

---

(۱) اس لئے کہ معجزات کیساتھ انبیاء کے کسب کا تعلق نہیں جبکہ بندوں کے عام افعال کے ساتھ ان کے کسب کا تعلق ہے اس سے ظاہر ہوا کہ آپ کا اعتراض محض بناء فاسد علی الفاسد ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گا کہ مجادلہ ہم نہیں کر رہے ہیں بلکہ آپ۔ یہی نہیں بلکہ مجادلہ سے آگے بڑھ کر مکابرہ و مغالطہ دینے کے مرتکب ہوئے۔ بالکل وہی مثال ہوئی لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر سکاریٰ چھوڑ دیا جائے۔(۱)

---

(۱) درمختار اور ردالمحتار کی جس عبارت کا تعلق موضوع مناظرہ سے تھا اسے اہل حدیث مناظر نے بلا کم و کاست نقل کر دیا ہے اس سے آگے کی عبارت میں کوئی ایسی بات نہیں بیان کی گئی ہے جس سے اہلحدیث مناظر کی پیش کردہ عبارت کے مفہوم میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا ہوتی ہو، اس لئے اس میں کوئی مصلحت ڈھونڈھنا، اسے مجادلہ یا مکابرہ اور مغالطہ کہنا، آئینہ میں اپنا رخ دیکھنے کے ہم معنیٰ ہے۔ آپ نے البتہ اپنی پیش کردہ عبارت میں ایک ایسا ٹکڑا حذف کر دیا ہے جس سے آپ کے مسلک پر کھلی ضرب پڑ رہی ہے۔ پھر اصل موضوع سے غیر متعلق عبارتوں کا چھوڑ دینا اگر خیانت یا مغالطہ ہے تو اہلحدیث مناظر کے بجائے آپ اس جرم کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔ آیئے ذرا متعلقہ مقام کی بحث پر پوری نظر ڈال لیجئے۔ اہلحدیث مناظر نے جو عبارت نقل کی ہے اس سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ اولیاء کے لئے نذر ماننا یعنی ان سے یہ کہنا کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو آپ کے لئے روپے وغیرہ پیش کروں گا، اور روپے، شمع، تیل وغیرہ ان کے مزاروں پر لیجانا باطل اور حرام ہے۔

۲۔ باطل اور حرام اس لئے ہے کہ نذر عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت جائز نہیں، بلکہ شرک ہے۔

۳۔ پھر یہ اولیاء کرام جن کیلئے نذر مانی جاتی ہے، مردہ ہیں، مالک نہیں ہوسکتے۔

۴۔ اور اگر اللہ کے علاوہ مردے میں تصرف کا عقیدہ رکھا جائے تو یہ کفر ہے۔ اس سے آگے آپ (بریلوی مناظر) نے جو عبارت نقل کی ہے اس میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ: ''اگر کوئی شخص اللہ سے اپنی مراد مانگے اور اللہ ہی کیلئے نذر مانے اور اس میں یہ کہے کہ فلاں بزرگ یا امام کے مزار کے پاس جو فقراء رہتے ہیں ان کو کھانا کھلاؤں گا یا ان کی مسجدوں کیلئے چٹائی خریدوں گا یا مسجد میں روشنی کیلئے تیل خریدوں گا یا اس کی دیکھ بھال کرنے والے کو پیسہ دوں گا'' یعنی نذر بہر حال اللہ کے لئے ہو اور نفع فقیروں کو پہنچانا ہو تو یہ البتہ جائز ہے۔

بتایئے اسکے کسی ٹکڑے سے اہلحدیث مناظر کی پیش کی ہوئی عبارت کے کسی ٹکڑے کے مفہوم میں کوئی تبدیلی آئی؟ اگر آئی ہو تو نشاندہی کیجئے اور نہیں آئی تو اس پر لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر سکاریٰ چھوڑ دینے کی مثل کیسے صحیح ہوئی؟ ہاں آپ نے ہاتھ کی صفائی دکھائی کہ جو عبارت آپ پر کھلی ضرب لگا رہی تھی اسے حذف کر کے (الی ان قال) لکھدیا وہ عبارت یہ ہے:

**و ذکر الشیخ انما هو محل لصرف النذر لمستحقیه القاطنین برباطه او مسجده** الخ یعنی جب فقیروں کو نفع پہنچانا ہو اور نذر اللہ کے لئے مانی گئی ہو اور شیخ (پیر صاحب) کا ذکر صرف اور محض اس حیثیت سے آیا ہو کہ ان کے تکیے یا مسجد میں رہنے والے جن حق داروں پر نذر کا مال خرچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنا ہے وہی ان کا مقام ہے تو یہ نذر جائز ہوگی۔

فرمایئے اس ٹکڑے کو بیچ سے نکال کر آپ نے کس دیانتداری کا ثبوت دیا ہے اور آگے بڑھئے۔ آپ نے جہاں پہنچ کر قلم روک لیا ہے اس کے آگے کی عبارت نقل کی جائے تو زیادہ طول ہوگا اس لئے نمبروار مباحث سنئے۔

۱۔ نذر کا مال کسی مالدار، شریف منصب دار، صاحب نسب اور صاحب علم پر خرچ کرنا جائز نہیں، جب تک کہ وہ فقیر نہ ہو۔

نوٹ: آپ حضرات (بریلوی علماء) بڑی بڑی رقموں کے مالک ہوتے ہوئے بھی نذر کا مال بے دریغ کھاتے ہیں۔

۲۔ شریعت میں نذر کے مال کو مالداروں پر خرچ کرنے کا جواز ثابت نہیں کیونکہ مخلوق کیلئے نذر کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ یہ نذر نہ منعقد ہوگی اور نہ اس کے ساتھ ذمہ مشغول ہوگا (یعنی مخلوق کیلئے نذر ماننے والے پر نذر پوری کرنے کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی) کیونکہ ایسی نذر حرام، بلکہ بہت ہی سخت حرام ہے۔

۳۔ پیر کے خادم کو بھی نذر کا مال لینا جائز نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ خادم فقیر ہو یا اس کے اہل و عیال فقیر و بے بس ہوں، تو ایسی صورت میں صدقے اور خیرات کی حیثیت سے لے سکتے ہیں۔ اور اس کا لینا بھی مکروہ ہے جب تک کہ نذر ماننے والا اللہ کے تقرب اور فقیروں پر خرچ کا ارادہ نہ کرے۔ اور شیخ (پیر صاحب) کی نذر سے قطع نظر نہ کرلے)

۴۔ فقراء انام پر خرچ کا ارادہ کرنے کی صورت میں نذر کے جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نذر کا صیغہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔ اللہ ہی کا تقرب مقصود ہو۔ اور شیخ (پیر) کے ذکر سے مراد وہاں رہنے والے فقراء ہوں جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے تاہم یہاں دوسروں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ جس چیز کی نذر مانی جائے وہ ایسی چیز ہونی چاہئے جس کی نذر صحیح ہوسکتی ہو جیسے روپے پیسے وغیرہ صدقہ کرنا۔

۶۔ اگر یہ نذر مانے کہ شیخ (یعنی پیر صاحب) کے مزار پر منارے میں چراغ جلائے گا (جیسا کہ عورتیں سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کیلئے تیل کی نذر مانتی ہیں اور وہ منارے میں پورب کی طرف جلایا جاتا ہے) تو یہ باطل ہے۔

۷۔ اور اس سے بڑھ کر برا یہ ہے کہ منبروں پر (یا اسٹیج پر) میلاد پڑھنے کی نذر مانی جائے۔ باوجودیکہ وہ راگ اور کھیل پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا ثواب رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔

یہ ساری باتیں ردالمحتار میں اس جملے سے آگے موجود ہیں جس جملے پر بریلوی مناظر صاحب نے قلم روک لیا ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ آپ نے یہ ساری باتیں نقل کیوں نہیں کیں......؟ کیا مصلحت تھی؟ یہ تو آپ ہی نے لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر وانتم سکاریٰ چھوڑ دیا ہے اور عوام کو اندھیرے میں رکھا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انبیاء علیہم السلام کے عدم قوت واختیار کے سلسلہ میں آپ نے آیت ''**انک لا تھدی من احببت ، لعلک باخع نفسک ، ماانت بھاد العمی** پیش کیں جس سے آپ نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ آپ کو ہدایت کا بھی اختیار نہ تھا۔ٹھیک فرمایا ہے قرآن عظیم نے **افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض** ۔اب وہ آیتیں سنئے جس میں ہدایت کا ثبوت انبیاء علیہم السلام کیلئے ہے۔ **انما انت منذر ولکل قوم ھاد** (سورۃ الرعد:۷) اے رسول! جز ایں نیست کہ آپ ڈرانے والے ہیں۔اور ہر قوم کی ہدایت کرنے والے ہیں، فرمایئے کس منہ سے آپ کہہ رہے تھے کہ انبیاء علیہم السلام ہدایت نہیں کر سکتے۔

**جعلنا منھم ائمة یھدون بامرنا** (الانبیاء) ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔آپ نے کس طرح دعویٰ کیا کہ انبیاء کو ہدایت کی قوت نہیں دی جاتی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فاتبعنی اھدک صراطاً سویاً** (مریم) اس آیت مبارکہ میں پیغمبر نے ہدایت کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے اور آپ یہی کہے جا رہے ہیں کہ پیغمبر کو ہدایت کی طاقت نہیں (۱) آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قول **انی مغلوب فانتصر** ذکر کیا۔آپ سے کس نے یہ کہہ دیا کہ انبیاء علیہم السلام کے قوت واختیار کے عطائی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہ بندے اس سے دعا بھی نہ مانگیں (۲) سچ کہا ہے قرآن عظیم نے **افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض** ۔آپ نے حضرت نوح ؑ کا مغلوب ہونا دیکھا اور یہ آیت آپ کو نظر ہی نہ آئی کہ **کتب اللہ لاغلبن**

---

(۱) یہ سب آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔اہلحدیث مناظر نے کہیں یہ نہیں کہا کہ پیغمبر کو ہدایت کی طاقت نہیں۔اہل حدیث مناظر کے الفاظ یہ ہیں ''انبیاء کرام یہ کام تو کرتے تھے کہ لوگوں کو حق کی طرف بلاتے اور حق بات سناتے تھے، انہیں یہ قوت واختیار نہیں تھا کہ جس کے دل میں چاہیں یہ ہدایت اتار دیں'' بلفظہ دیگر ہدایت کے دو معنی ہیں: ا۔حق کو بتلانا، سنانا اور سمجھانا۔۲: حق کو دل میں اتار دینا۔انبیاء کو پہلے معنی کے اعتبار سے ہدایت کی قوت تھی دوسرے معنی کے اعتبار سے نہیں۔ بلکہ یہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کی پیش کردہ کسی بھی آیت میں دوسرے معنی کے اعتبار سے انبیاء کی طاقت ثابت نہیں ہوتی (۲) یہاں بحث دعا مانگنے اور نہ مانگنے کی نہیں ہے بحث یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے آپ کو مغلوب کہا تو سچ کہا یا غلط؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انا ورسلی (پ:۲۸) حضرت اللہ نے یہ طے فرمادیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول غالب ہوں گے(۱)۔

آپ نے حضرت ھود علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے عدم اختیار کو بھی ثابت کرنا چاہا ہے۔ اور آیتیں ایسی ذکر کی ہیں جس میں طاقت یا عدم طاقت کی کچھ تصریح نہیں (۲)۔ یاد رکھئے عدم قول کیلئے عدم شئی لازم نہیں۔ قرآن سنئے جس نے انبیاء علیہم السلام کی طاقت وقوت کی تصیص فرمائی ہے۔ ان خیر من استاجرت القوی الامین (پ:۲۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام قوت والے امین ہیں، بلکہ ایسی قوت کا ثبوت قرآن نے غیر نبی کیلئے بھی ثابت مانا ہے۔ انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی الیہ (۳) لقوی امین (پ:۱۹۔۱۸) میں تخت بلقیس آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے لاسکتا ہوں میں اس پر قوی امین ہوں۔ خیال رہے کہ یہاں بھی قوت وامانت کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو رہی ہے مگر آپ کو ایسی آیتیں نظر نہیں آتیں۔ یا قصداً اغماض فرماتے ہیں۔(۴)

آپ ہر جگہ یہی دہراتے ہیں کہ اگر ان کو فوق الفطرۃ طاقت تھی تو اس کا اظہار

---

(۱) جی ہاں یہ بھی دیکھا، مگر یہ غلبہ حضرت نوح علیہ السلام کو کیسے حاصل ہوا؟ اللہ نے ایک طوفان بھیج کر جس طوفان کو لانے یا روکنے کا کوئی اختیار حضرت نوح علیہ السلام کو نہ تھا۔ سارے دشمنوں کا خاتمہ کر دیا۔ فرمایئے اس غلبے کے حصول سے حضرت نوح علیہ السلام کے لئے فوق الفطری قوت ثابت ہوتی ہے؟ یا وہ اپنی فطری جسمانی قوت میں اپنے دشمنوں سے زیادہ طاقتور ثابت ہوتے ہیں۔؟

(۲) حیرت ہے کہ آپ کو لو ان لی بکم قوۃ میں لفظ قوت نظر نہیں آتا۔

(۳) قرآن میں علیہ ہے لیکن بریلوی مناظر نے الیہ لکھا ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت وامانت کا ذکر بکری چرانے کے سلسلے میں ہے۔ کیا بکری چرانے کیلئے بھی فوق الفطری قوت مطلوب ہوتی ہے؟ تخت بلقیس لانیوالا انسان تھا تو اس کی کل قوت وامانت آپ کے مولوی نعیم الدین صاحب کی تصریح کے مطابق یہ تھی کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی حکمت بتلادی تھی یعنی دعا کرنے کو کہا تھا۔ کیا یہ حکمت بتلانا یا دعا کرنا بھی فوق الفطری قوت کا محتاج ہے۔ یاد رہے کہ اہل حدیث مناظر نے انبیاء سے مطلق قوت کی نہیں فوق الفطری قوت کی نفی کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیوں نہیں فرمایا۔ ہم نے آپ پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم نہیں (۱) جب کہ یہ طاقت عطائی ہو کہ بے اذن الٰہی اس کا استعمال ہی نہیں ہو سکتا (۲) مگر ہمیں تو افسوس ہے کہ آپ قصداً ایسی آیات واحادیث سے اغماض فرماتے ہیں جس میں انبیاء کی طاقت واختیار کا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام شیطان کے مقابلہ میں مجبور تھے۔ حالانکہ قرآن فرماتا ہے: **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** (پ:۱۵) او شیطان لعین! تجھ کو میرے نیک بندوں پر کوئی غلبہ نہیں۔

**عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ ﷺ یصلی فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا و بسط یدہ کأنہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوٰۃ قلنا یا رسول اللہ قد سمعناک تقول فی الصلوٰۃ لم نسمعک تقولہ قبل ذٰلک و رأیناک بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشھاب من نار فی وجھی فقلت اعوذ باللہ العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ، ثم اردت ان آخذہ ، واللہ لو لا دعوۃ اخینا سلیمٰن لا صبح موثقا یلعب بہ صبیان المدینۃ** ۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ ص:۹۲)

یہ دیکھئے اقتدار مصطفیٰ کا جمال! کہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو میں شیطان کو باندھ دیتا۔ (۳)

---

(۱) مگر اہل حدیث مناظر نے تو آیات کے ذریعہ انبیاء میں فوق الفطری قوت کا عدم ذکر نہیں بلکہ عدم وجود ثابت کیا ہے۔ آپ ان آیات سے کیوں اغماض فرمارہے ہیں۔

(۲) اگر بالفرض یہ طاقت ہو لیکن بے اذن الٰہی اس کا استعمال نہ ہو سکتا ہو تو بتایئے کہ مزاروں پر دن رات مرادیں مانگنے والوں کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ اس پیر جی کو مراد پوری کرنے کا اذن اللہ کی طرف سے ہوا ہے۔

(۳) مگر اس سے حضور ﷺ کے لئے فوق الفطری قوت کیسے ثابت ہوئی۔ حضور ﷺ نے تین بار اللہ کی پناہ چاہی۔ اللہ نے شیطان کو بے بس کر دیا۔ لہذا حضور ﷺ اپنی فطری طاقت کے دائرہ ہی میں اس پر قابو پا گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب ہم پھر آپ کی توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ بے موقع محل قرآن مجید کی آیات پڑھ کر عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش نہ کیجئے کہ ہم قرآن مجید کے حافظ ہیں (۱) آپ سے تنقیح دعویٰ کے سلسلے میں جو باتیں پوچھی گئی ہیں ان کی توضیح کیجئے۔ ورنہ ہم یقین کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ آپ یا تو وصول مناظرہ (۲) سے بالکل ناواقف ہیں یا پھر کسی اندیشہ کے تحت تجاہل عارفانہ برت رہے ہیں۔

ہم نے وصولی (۳) طور پر جتنے بھی بنیادی سوالات کئے ہیں ان کے جوابات تو درکنار آپ اسے چھونا بھی نہیں چاہتے۔ آپ کے انداز تحریر سے یہ شک یقین (۴) کی منزل تک پہنچ گیا ہے کہ آپ صرف آیتیں پڑھ پڑھ کر جن کا مدعیٰ سے کوئی تعلق نہ ہو، وقت گذاری کر رہے ہیں۔

سوال (۱) آپ نے اپنی تحریر میں لفظ نذر استعمال کیا ہے۔ لہذا اندر کے معنیٰ بھی بتایئے۔

سوال (۲) آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن میں مذکور لفظ دعا بمعنی عبادت ہے۔ کیا یہ قرآن مجید میں وارد ہر لفظ دعا یا دعا سے مشتقات وافعال سب کے لئے کلی طور پر ہے (۵) اگر نہیں تو بتایئے قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایئے کہ کہاں عبادت کے معنی میں ہے اور کہاں دوسرے معنیٰ میں (۶)

سوال (۳) یہ بتایئے کہ مشرکین عرب کا شرک پکارنے، مدد مانگنے ہی کی بناء پر ہے یا پکارنے اور مدد مانگنے کے ساتھ ان کے پوجنے پر (۷)

ضیاء المصطفیٰ قادری

۲۱/ذوقعدہ ۹۸ھ

---

(۱) اخسأ، فلن تعدو قدرک۔ روداد پڑھنے والے خود فیصلہ کرلیں گے۔ کہ بے موقع ومحل آیات کس نے پیش کی ہیں۔ (۲۔۳) اصل تحریر اسی طرح ہے۔ (۴) اسے یقین نہیں جہل مرکب کہا جائے گا۔ (۵) جی نہیں۔ (۶) کیا آپ کو پچھلی تحریر میں یہ عبارت نہیں ملی کہ ''فوق الفطری قوت واختیار سے متصف سمجھ کر کسی کو حاجت روائی ومشکل کشائی کیلئے پکارنا عبادت ہے'' پس جہاں دعا اس معنی میں نہیں وہاں عبادت بھی نہیں۔ (۷) یہ بھی پچھلی تحریر میں صاف کر دیا گیا ہے کہ ان کے پکارنے اور مدد مانگنے کی جو نوعیت تھی وہ بذات خود عبادت تھی۔ آپ اس قدر بدحواسی کا ثبوت کیوں دے رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


# پانچویں تحریر

# منجانب اہل حدیث مناظر

## مولانا صفی الرحمن الاعظمی

**بسم الله الرحمن الرحيم**

**الحمد لله والصلوٰة والسلام على رسول الله۔**

رشیدیہ کا نام لے کر چونکہ آپ اپنی روش پر اڑے ہوئے ہیں۔اس لئے آیئے اس کی بھی حقیقت کھول دی جائے۔ رشیدیہ کی جس عبارت میں وضوء، نیت، اور شرط کی تعریف پوچھنے کی اجازت دی گئی ہے اس کے متعلق آگے اس ٹکڑے پر **مع انه فی التعبیر به عنه اشارة الی ما ستعرف من انه ینبغی الا یکون احد المتخاصمین فی غایة الرداءة لان هذه الاشیاء ظاهرة لا تکون مجهولة الا لمن کان اسوء الحال** غور کر کے ارشاد فرمایئے کہ کیا آپ علمی لیاقت کے اعتبار سے غایت رداءت اور اسوء حال کا اعتراف اپنے لئے کر رہے ہیں۔ اگر کر رہے ہیں تو آیئے اپنا قیامت تک کا قرض ابھی چکا لیجئے۔

آپ سے آپ کے سوالات کے مبہمات کی توضیح محض آپ کی اس ضد پر طلب کی گئی ہے کہ آپ ایسی معلوم باتوں کو پوچھ کر وقت ضائع کر رہے تھے جو عوام تک کو معلوم ہیں ۔ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جب تک آپ کا سوال متعین اور واضح نہ ہو جائے آپ جواب طلب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

لیکن آپ کی بیجا ضد پر آپ کا جواب حاضر ہے۔البتہ اجزاء سوال کی توضیح آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر قیامت تک کیلئے قرض رہے گی۔

۱۔ ہماری تینوں تحریر پڑھ کر بھی آپ کو شرک کی جامع ومانع تعریف نہ سمجھ میں آئی، تو یہ پوری رامائن پڑھ کر سیتا کے مرد اور عورت ہونے کا پتہ نہ چلنے سے کم نہیں۔

۲۔ مولوی اسماعیل کا درمیان میں لانا خلاف شرط ہے۔ جس کا آپ مسلسل ارتکاب کر رہے ہیں۔ آپ اپنی اس حرکت سے باز آجایئے۔

۳۔ آپ نے مشرک کے احکامات پوچھے تھے اس وقت احکام بتانا قبل از وقت تھا۔ اب آپ کا مشرک ہونا ثابت ہوگیا، اب اس کے احکام غور سے سنئے۔ مشرک شرک پر مرجائے تو اس کی بخشش نہ ہوگی۔ مشرک کے برتنوں میں کھانا کھانے کی مجبوری ہو تو صفائی کی ضرورت ہے۔ یہ دو احکام بتلا دیئے گئے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو پھر دوسرے احکام بتلا دیئے جائیں گے۔

۴ و ۵۔ نہایت تعظیم کی حد دل سے شروع ہوتی ہے، کسی میں فوق الفطری قوت واختیار ماننا نہایت تعظیم ہے جو ہماری پچھلی تحریروں سے واضح ہے۔ اور اس سے تعظیم وعبادت کا فرق بھی واضح ہے۔

۶۔ جی نہیں!

۷۔ سجدہ کی لغوی تعریف **وضع الجبھة علی الارض** ہے اور شرعاً اعضاء سبعہ کا زمین پر رکھنا۔(۱) کسی کو لغوی سجدہ کی بھی اجازت نہیں ہے۔

۸۔ کسی زمانہ میں کوئی شرک جائز نہیں۔

۹۔ یہ بھی مجادلہ ہے۔

۱۰۔ ہمارے بیان سے وسیلہ کی حقیقت کھل چکی ہے۔

۱۱۔ یہ بتا دیا گیا ہے کہ انبیاء کی قبر اور بتوں کی پوجا کا ایک ہی حکم ہے۔

ہاں! اب یہ بتایئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پھونکنے سے مٹی کا ڈھانچہ اللہ

---

(۱) یہ تعریف بریلوی مناظر کی استعداد ملحوظ رکھ کر کی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی قدرت سے چڑیا بنا، یا حضرت عیسیٰ کی، آپ نے اس کی کوئی دلیل نہیں دی۔

جب ثابت ہو چکا کہ مشرکین غیر اللہ میں تصرف عطائی مانتے تھے اور ان کے عقیدے کی تردید میں قرآن کی آیات اتریں تو تصرف عطائی کی نفی کیوں نہیں ہوتی۔۔

اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر کے معنی متفق علیہ ہیں کہ مٹی کا ڈھانچہ یا مورت بنایا۔ دیکھئے احمد رضا خاں کا ترجمہ۔ آپ نے اس سے گریز کیوں کیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ لمبے ہو گئے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لمبا ہونا آپ کے اختیار میں ہے۔ بالکل اسی طرح معجزات کی نسبت پیغمبروں کی طرف کی گئی۔ ورنہ خود قرآن سے قرآن ٹکرا جائے گا۔ یعنی جس عقیدہ پر مشرکین کو مشرک کہا اسی عقیدہ کی تعلیم ہو جائے گی۔ کیا آپ ایسے ٹکراؤ کے قائل ہیں؟

اسی سے آپ کی سند منع میں پیش کی ہوئی ساری آیات کا جواب ہو جاتا ہے۔

اگر بندوں کے افعال کے خالق ہونے کا مطلب وہی ہے جو معجزات میں نسبت کا ہے تو آپ بندوں کی چوری اور زنا وغیرہ افعال کے سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟(۱) یہ خوب آپ نے قرآن کی تشریح کی کہ ''اللہ ہی کو ساری برائیوں کا مجرم قرار دیا''

آپ نے ردمحتار کی جس عبارت کے سلسلے میں اپنی زور بیانی صرف کرنے کی کوشش کی ہے اس میں خود آپ نے بدترین خیانت کی ہے۔(۲) اور غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے مخلوق کیلئے نذر ماننے کا حکم نقل کیا تھا۔ خدا کیلئے نذر ماننے کا حکم نقل نہیں کیا تھا۔ اس میں خیانت کیا ہوئی۔

اس کے بعد یہ بتائیے کہ آپ نے جس عبارت کو پیش کیا ہے اس میں صاف کہا

---

(۱) یعنی جس طرح معجزات کا فاعل اللہ کو قرار دیا جاتا ہے، مثلاً وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی، کیا اسی طرح بریلوی حضرات چوری و بدکاری کا فاعل اللہ کو قرار دیں گے؟ اگر نہیں تو پھر انبیاء کی طرف معجزات کی نسبت اور بندوں کی طرف افعال کی نسبت کو یکساں درجہ کیوں دے رہے ہیں؟

(۲) (الی ان قال) کہہ کر بریلوی مناظر صاحب جس جملے کو کھا گئے ہیں اور آخر میں جس جملے پر قلم روک لیا ہے اس سے آگے کا بیان کتاب ہذا کے ص: ۱۳۲ حاشیہ نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیے اور بریلوی مناظر صاحب کی عبرت ناک خیانت کا تماشہ دیکھئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گیا ہے یا نہیں کہ نذر اللہ کے لئے ہو اور فقیروں پر خرچ کرنا مقصود ہو تو یہ نذر درست ہے۔ پھر آپ کی پیش کردہ عبارت سے قبروں پر نذر چڑھانا جائز ثابت ہوا یا شرک؟ بتایئے کہ بدترین مغالطہ کس نے دیا ہے۔

یہ پہلے ہی صاف کر دیا گیا ہے کہ دعوت حق دینا انبیاء کا کام تھا جو فطری اختیار کے دائرے میں آتا ہے۔ آپ کی پیش کردہ کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ دل میں ہدایت کا اتار دینا انبیاء کے اختیار میں تھا اگر ہے تو ثابت کیجئے۔

دعا مانگنے کے سلسلے میں جواباً عرض ہے کہ کیا آپ کے سامنے اور آپ کے اختیار میں ایک گلاس پانی ہے تو آپ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھے یہ پانی دیدے۔

یہ آپ نے کہاں طے کر لیا کہ پوری تیز رفتاری سے اڑنا جنوں کے فطری اختیار سے بالاتر ہے۔

ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اللہ کے خاص بندوں کو گمراہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ورنہ آپ ہی بتایئے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے معاملے کی توجیہہ کیا ہے؟

آپ کے بقیہ سوالات کا جواب ہماری پچھلی تحریروں میں آچکا ہے۔ آپ انہیں بغور پڑھ لیجئے۔

صفی الرحمٰن الاعظمی

۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# عرض مرتب

پچھلی تحریر مناظرہ کے دوسرے دن یعنی ۲۴؍اکتوبر ۱۹۷۸ کی آخری تحریر تھی۔ شرائط میں طے تھا کہ دونوں موضوعات پر دو دو دن مناظرہ ہوگا۔ اگر پہلے موضوع پر مناظرہ کسی نتیجہ پر نہ پہونچے تو توسیع کا حق مناظرہ کمیٹی کو ہوگا۔ لیکن اس صورت میں دوسرے موضوع کا دو دن محفوظ رہے گا۔ چونکہ انتظامیہ کی طرف سے چار دن کیلئے مناظرہ کی اجازت نہ مل سکی تھی اس لئے تیسرے دن سے بریلوی عالم کے پیش کردہ موضوع پر مناظرہ شروع کرنا تھا۔ ورنہ اس موضوع پر دو دن نہ مل پاتے۔ لیکن تیسرے دن عین صبح کے وقت جب کہ فریقین کی مناظرہ کمیٹی کو اپنے علماء سمیت مناظرہ گاہ میں جانا تھا اچانک بریلوی فرقہ کی مناظرہ کمیٹی نے اپنے علماء کے مشورہ پر یہ جھگڑا کھڑا کر دیا کہ آج ہمارے (یعنی بریلوی فرقہ کے ) مناظر کے پیش کئے ہوئے موضوع پر مناظرہ شروع نہیں ہوگا۔ اس جھگڑے نے اتنا طول کھینچا کہ مناظرہ کا چار گھنٹے سے زیادہ وقت تعطل کی حالت میں رائیگاں چلا گیا۔ اس دوران انھوں نے ایک غیر متعلق لیکن با اثر شخص سے مل کر فریقین کی مناظرہ کمیٹی کے ایک ایک یا دو دو آدمیوں کو نمائندہ بنوالیا۔ اور اس شخص نے ایک بند کمرے میں ان نمائندوں سے یہ فیصلہ منوالیا کہ آج تو بریلوی مناظر کے موضوع پر بحث شروع ہو جائے۔ لیکن کل (۲۶؍اکتوبر ۱۹۷۸ء یعنی مناظرہ کے آخری دن ) ۱۲؍بجے سے دو بجے تک دو گھنٹے پھر وسیلہ مروجہ کے موضوع پر مناظرہ ہو، اور چالاکی یہ کی کہ دونوں فریق کو ایک ایک گھنٹہ دینے کی بات طے نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے دن (۲۶؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ) ۱۲؍بجے کے بعد جب وسیلہ مروجہ کے موضوع پر مناظرہ شروع ہوا تو ایک گھنٹہ بعد بریلوی مناظر نے وہ تحریر پیش کی جسے سینتالیس گھنٹے کے طویل وقفے میں بریلوی علماء نے مل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر تیار کیا تھا۔ تقریباً ۱۵ منٹ کا وقفہ دستخط وغیرہ کے سلسلے میں گزر گیا۔ اسکے بعد بریلوی مناظر نے اس تحریر کو اس طرح ٹھہر ٹھہر کر، دہرا دہرا کر اور کبھی کبھی اٹک اٹک کر پڑھنا شروع کیا کہ مناظرہ کا وقت ختم ہو گیا۔ اور تقریباً ایک چوتھائی تحریر پڑھنی باقی رہ گئی۔ یعنی اس موضوع پر مناظرہ کا دونوں گھنٹہ بریلوی حضرات نے لے لیا، اور اہل حدیث مناظر کو ایک منٹ بھی نہ دیا گیا۔ اخیر میں اہلحدیث مجلس مناظرہ کے صدر نے دریافت کیا کہ کیا ہمیں اس کے جواب کا موقع دیا جائے گا تو بریلوی کیمپ نے صاف اور دوٹوک لفظوں میں جواب کا موقع دینے اور جواب قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس تحریر میں بریلوی مناظر صاحب نے دل کھول کر ڈینگیں ماری ہیں اور اپنے باطل عقیدہ و عمل کو حق ثابت کرنے کیلئے اوٹ پٹانگ دلیلیں پیش کی ہیں، کیونکہ انہیں اپنے در پردہ ساز باز کی وجہ سے اطمینان تھا کہ اہل حدیث مناظر ان کی قلعی کھولنے کا موقع نہیں پاسکیں گے۔ بس اپنی ڈینگوں اور نام نہاد دلیلوں کے ذریعہ اہل علم کو نہ سہی اپنے ارادت مند عوام کو تو مطمئن کر ہی لیں گے، جن کے نذرانوں پر بریلوی علماء کے نان شبینہ کی عمارت کھڑی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت سے سوالات اور نام نہاد ''دلائل'' کو دہرا کر یہ کہہ دیا کہ ہمیں ان کے جوابات نہیں ملے۔ حالانکہ ان کا دندان شکن جواب اجمالاً یا تفصیلاً اہل حدیث مناظر دے چکے تھے۔ بہر حال بریلوی مناظر کی تحریر اگلے صفحات میں پیش کی جا رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ حواشی میں اس کا پوسٹ مارٹم بھی کر دیا گیا ہے تاکہ عام مسلمان اندھیرے میں رہنے کے بجائے اسلام کے صحیح عقیدے ٹھیک ٹھیک سمجھ لیں۔

ان اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

''مرتب''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پانچویں تحریر

# منجانب بریلوی مناظر

## مولوی ضیاءالمصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**الحمد للہ العزیز المجید الامجد العلی الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام علی احمد رضاہ سیدنا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ سفینۃ النجاۃ و صحبہ النجوم الھداۃ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین . اما بعد .**

آپ نے اپنی تحریر پر رامائن کی پھبتی کسی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اپنی حیثیت عرفی ہم پر اور سامعین پر واضح کر دی۔

آپ نے بے موقعہ سیتا اور رامائن کی مثل پیش کر کے بحث کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے۔ اگر اس پر گفتگو شروع ہوگی تو کیا اس میں ایک قوم کی دل آزاری کا سوال نہیں اٹھے گا۔ اور شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کا فتح باب نہ ہوگا۔ اور پھر آخر میں اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہی عائد ہوگی؟ لہذا آئندہ خیال رہے کہ اس قسم کے امثال سے آپ پرہیز برتیں گے۔(۱)

---

(۱) اسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔ آپ نے خود شرائط مناظرہ کو بے محابا پامال کیا جس پر اہلحدیث مناظر نے آپ کو بار بار تنبیہ کی۔ مگر خلاف ورزی کا الزام انہیں کو دینے بیٹھ گئے۔ رامائن پڑھ کر سیتا کی صنف نہ سمجھنے کی پھبتی تو آپ کے فہم وادراک پر چست ہو رہی ہے۔ مگر آپ نے اس پھبتی کو نہ سمجھنے کا =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الحمدللہ آپ نے ہمارے مطالبہ کی قوت اور شوکت سے دب کر ہزار انکار کے بعد ہی سہی، بعض سوالات کی تشریح کردی (۱) چلئے دیر سہی راہ پر آئے تو۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو بھولا نہیں کہتے ہیں۔ اس وقت ہمیں ایک شعر یاد آ رہا ہے ؎

لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے (۲)

آپ نے ہم کو جاہل اسوء الحال بنایا (۳) چلئے ہم نے معاف کیا۔ (۴) مثل مشہور ہے: بازار کی گالی ہنس کر ٹالی۔ حافظ شیرازی کے الفاظ میں ؎

بدم گفتی وخرسندم نیکو گفتی ہداک اللہ
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا (۵)

آپ نے اپنی پانچویں تحریر میں بڑی تعلی کی ہے کہ ہم نے وسیلہ مروجہ کو شرک ثابت کر دیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پیچھے پلٹ کر اپنی زخمی دلیلوں کا حال دیکھ لیں (۶)

---

= مظاہرہ کر کے اپنی حیثیت عرفی پر ایک بار پھر مہر تصدیق ثبت کردی۔ یہ مثل ہندوؤں اور مسلمانوں میں یکساں طور پر رائج ہے۔ اسے ان کی دل آزاری کا سبب قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ آپ بات کا بتنگڑ بنا کر فتنے کھڑے کرنے میں بڑے ماہر ہیں۔ خدا آپ کو ہدایت دے۔

(۱) آپ کے سوالات کی تشریح آپ کی علمی لیاقت کے اعتبار سے انتہائی ردی اور چوپٹ مان کر کی گئی ہے، پچھلی تحریر دیکھ لیجئے۔ مگر لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کو اپنے مطالبہ میں قوت اور شوکت نظر آ رہی ہے۔ خیر ۔ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

(۲) خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۳) اہل حدیث مناظر نے نہیں بلکہ رشیدیہ نے بنایا جسے آپ سپر کی حیثیت سے استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ (۴) مجبوری کا نام شکریہ

(۵) ماشاءاللہ! آپ ''بازاریت'' اور ''شرافت'' کے دوہرے کردار کے حامل ہیں۔ اسی لئے مناظرے کے بعد مبارکپور و اطراف مبارکپور میں آپ کی تقریریں سن کر عوام آپ کی بازاریت کے قائل ہو گئے ہیں۔ سچ ہے ع ہر ہوسناکے نداند جام وسنداں باختند

(۶) ۱۹ / اکتوبر ۱۹۷۸ء سے آپ اس طرح زخمی چلے آ رہے ہیں کہ آپ کو یرقان کے مریض کی طرح ہر چیز زخمی نظر آ رہی ہے۔ علاج کرا لیجئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے اپنی تحریر اول میں جو غالباً مہینوں کی محنت کا ثمرہ ہے(۱) کئی گروپ کی آیتیں پیش کی ہیں، جس میں پہلے اس مضمون کی آیتیں تھیں کہ مشرکین عرب اللہ کو خالق ،رازق، بارش اتارنے والا، سمیع وبصیر مانتے تھے، آسمان وزمین کا مالک اور مدبر بھی تسلیم کرتے تھے۔

دوسری نوع کی آیتوں اور آثار سے آپ نے ثابت کیا ہے کہ مشرکین عرب جن لوگوں کی پوجا کرتے تھے وہ اللہ کے نیک بندے تھے۔

ہم نے ان آیتوں پر آپ سے سوال کیا تھا کہ ان آیتوں سے شرک کا ثبوت کس طرح ہوتا ہے اور نہیں ہوتا تو آپ نے انہیں بے کار ہی تحریر کیا۔ اس کے بعد سے آپ کی دو تحریریں آئیں۔ مگر آپ نے اس کے بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا اور ایسا خاموش ہوئے کہ ہمیں شعر پڑھنا پڑا۔

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے دکھلا دیا سیندور

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اعتراض تسلیم اور آپ کی وہ ساری دلیل بے محل (۲)

---

(۱) آئینہ دیکھ رہے ہیں۔ (۲) جواب تو اصل تحریر ہی میں تھا اور اہل حدیث مناظر نے آپ کو اس کی طرف متوجہ بھی کیا مگر۔ دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ آپ نے یہ دونوں سوالات جس ڈھنگ سے کئے ہیں وہ آپ کے دماغی خلل کے آئینہ دار ہیں۔ اہل حدیث مناظر نے آپ کو دلیل کے ساتھ سمجھایا ہے کہ جس طرح آپ اللہ کو خالق، رازق، مدبر، سمیع وبصیر مانتے ہیں اسی طرح مشرکین عرب بھی مانتے تھے۔ پھر جس طرح آپ اللہ کے نیک بندوں میں عطائی تصرف مان کر ان کو حاجت روائی ومشکل کشائی کیلئے پکارتے اور ان کی نذر ونیاز وغیرہ مانتے ہیں، اسی طرح اللہ کے نیک بندوں میں عطائی تصرف مان کر مشرکین عرب بھی ان کو پکارتے اور ان کی نذر ونیاز وغیرہ مانتے تھے۔ پھر ان کا یہ کام کیوں غیر اللہ کی عبادت تھی اور آپ کا وہی کام اسی عقیدے کے تحت کیوں غیر اللہ کی عبادت نہیں۔ کیوں انہیں مشرک مانا جائے اور آپ کو ...... موحد مانا جائے؟ عقیدے سے عمل تک ان میں اور آپ میں آخر فرق کیا ہے؟ اب بھی ان آیات کے پیش کرنے کا مقصد نہ سمجھ میں آیا ہو تو ''یا غوث المدد'' کا نعرہ لگایئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے بعد آپ نے یہ عنوان اٹھایا کہ مشرکین عرب بتوں کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔اس سلسلہ میں آپ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُحد والا قول نقل کیا تھا۔ **لنا العزی و لا عزیٰ لکم**.

ہم کو آپ کے مستزاد سے غرض نہیں مگر آپ کو آپ کے دھرم و دیانت کا واسطہ آپ بتائیے کہ اس جملہ کے کس لفظ کا مطلب بقول آپ کے ''مافوق الفطری'' ہے۔اس ما فوق الفطری کا سمجھنا آپ ہی کی فطرت ہے۔ظاہر ہے کہ ہم پر حجت نہیں۔آپ عربی لغت اورگرامر کی کسی کتاب سے دکھادیں کہ **لنا العزی و لا عزی لکم** کے معنی مافوق الفطرت ہے تو سوروپۓ انعام حاضر کروں گا۔(۱)

---

(۱) اور اگر آپ یہ دکھلا دیں کہ اہلحدیث مناظر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس جملے کا معنی مافوق الفطرۃ ہے تو آپ کیلئے دوسوروپیہ انعام حاضر کیا جائے گا۔آپ ہیراپھیری میں بڑی مہارت دکھلا رہے ہیں۔لیکن

**اذا جاء موسیٰ و القی العصا فقد بطل السحر و الساحر**

سنئے !اہل حدیث مناظر نے اس جملے کے بجائے پورے واقعہ سے مافوق الفطرۃ کا ثبوت دیا ہے۔غالباً آپ کو آپ کے گھر کی سیر کرائی جائے تب آپ مانیں گے۔مولوی نعیم الدین رضاخانی ترجمہ: سورہ نجم ص:۶۲۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں''لات وعزیٰ اور منات بتوں کے نام ہیں'' ص:۱۱۶ میں بھی ان کو بت بتایا ہے۔دنیا جانتی ہے کہ بت لکڑی، پتھر، مٹی وغیرہ جمادات کے ہوتے ہیں۔اس کے بعد اگر آپ کو عربی لغت اور گرامر کا علم ہے تو خوب معلوم ہوگا کہ عزت کا معنی ہے غلبہ۔پس بت کو عزیٰ کہنے کا مطلب ہوا غلبہ والی دیوی۔سوال یہ ہے کہ جنگ احد میں مشرکین نے غلبہ پاکر اپنی فتح کی خوشی اور مسلمانوں کی ناکامی کے سبب کے اظہار کے سیاق میں جب **لنا العزیٰ** الخ کا فخریہ نعرہ دیا تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اس فتح کو عزیٰ کی مدد کا نتیجہ سمجھ رہے تھے۔اور اسی لئے حضور ﷺ نے **اللہ مولنا و لا مولیٰ لکم** کا جوابی نعرہ لگوا کر یہ ظاہر فرمایا کہ مددگار درحقیقت اللہ ہے عزیٰ نہیں اور اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اب بتائیے کہ عزیٰ جو جمادات کا بنا ہوا ایک بت تھا جس میں چلنے پھرنے کی بھی صلاحیت نہ تھی اور جو میدان احد سے کوئی پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا،اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس نے جنگ میں غلبہ اور فتح عطا کی ہے فوق الفطری قوت کا عقیدہ ہوا یا نہیں؟اگر آپ ثابت کردیں کہ نہیں ہوا تو مزید ایک سو روپۓ کا انعام حاضر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسری آیت سورہ ہود کی پیش کی تھی۔ ان نقول (۱) الا اعتراک بعض آلھتنا بسوء ۔ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تم پر بری جھپٹ پڑی۔ یہ بات اس امر کو ہرگز مستلزم نہیں کہ وہ بتوں کے مافوق الفطرۃ ہونے کے قائل ہوں، کیونکہ یہ مطلب بھی تو ہوسکتا ہے کہ ان کی بد دعا لگی۔ اور ظاہر ہے کہ بد دعا کرنا فوق الفطرۃ نہیں (۲) اور جیسا کہ آپ نے تحریر نمبر ۴ میں اقرار کیا ہے کہ انسانوں اور جنوں کی فطری قوتیں مختلف ہیں تو انسان کو پاگل بنانا شیطان کی فطری طاقت ہے۔ کالذی یتخبطه الشیطٰن من المس ممکن ہے مشرکین کا ارادہ اسی کا ہو (۳) اس لئے یہاں بھی مافوق الفطری کی داستان ادھوری ہی رہی۔ (۴) جسے صرف آپ بیان کر رہے ہیں (۵) دلائل سے اس کا

---

(۱) یہ اِن نقول ہے مگر بریلوی مناظر صاحب نے اسے اٹکتے اٹکتے پڑھا بھی تو اَن نقول پڑھا۔ اسی سے ان کی قرآن دانی کا دائرہ معلوم ہو جاتا ہے۔

(۲) بت تو مٹی یا پتھر وغیرہ کی مورت ہوتی ہے کیا کسی مورت میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ دعا یا بد دعا کر سکے۔ یہ کام تو یقیناً اس کی صلاحیت سے بالاتر ہے۔ پھر اس کے اعتبار سے مافوق الفطرۃ کیوں نہیں ہے۔ مزید یہ بتائیے کہ آپ نے بری جھپٹ کا مطلب بد دعا کیسے لے لیا؟ آخر دنیا کی کس زبان میں جھپٹ کو بد دعا کہتے ہیں۔ دماغی خلل اس درجہ کا تو نہیں ہونا چاہئے۔

(۳) تو پھر آپ کے مولوی نعیم الدین نے اس سے بت مراد ہونے کی جو صراحت کی ہے آپ اعلان فرما دیجئے کہ وہ غلط ہے تاکہ لوگ احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ والے قرآن سے دھوکہ نہ کھایا کریں۔

(۴) داستان تو پوری ہے آپ کا اعتراض البتہ ادھورا ہے جو آپ کے فہم و ادراک کے ادھورے پن کا آئینہ دار ہے۔

وکم من غائب قولا صحیحاً
وآفته من الفہم السقیم

(۵) یہ بھی آپ کے فہم سقیم کا ثبوت ہے۔ آپ حضرات اولیاء کرام میں جو تصرف مانتے ہیں وہ فطری مانتے ہیں یا فوق الفطری؟ اگر فطری مانتے ہیں تو پھر تصرف کی یہ قوت عام انسانوں کو کیوں حاصل نہیں؟ اور اگر فوق الفطری مانتے ہیں تو اسے بیان کرنے والے صرف اہلحدیث مناظر ہی کیوں ہو گئے؟ آپ بھی ہوئے اور آپ کی پوری ٹولی بھی ہوئی۔ بلکہ آپ حضرات کی گرمی محفل کا تو سارا دارومدار ہی اسی فوق الفطری قوت کے بیان پر ہے۔ ع ہاتھ لاؤ یار کیوں کیسی کہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثبوت نہیں (۱) اسی لئے ہم نے تحریر نمبر ۴ میں آپ کو للکارا ہے (۲) بقول آپ کے مشرکین کا یہ عقیدہ کہ ان کے معبودوں کو ما فوق الفطری قوت و اختیار ہے آپ کی ذکر کردہ آیات اور احادیث میں سے کس سے ثابت ہے، نشاندہی کیجئے۔ (۳) اور نصوص کی دلالت اربعہ میں سے کس دلالت سے ثابت ہے (۴)، بالفرض اگر ان کا یہ عقیدہ ہو تو کس آیت یا حدیث میں ہے کہ ان کا یہ عقیدہ شرک ہے،، نیز ما فوق الفطری قوت کس کو کہتے ہیں اس کی وضاحت کریں (۵) مگر آپ تو کچھ علمی الفاظ سن کر سہم گئے کہ بالکل آنکھ بند کر لی (۶) صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ص:۱ اور ص:۵ دیکھئے ثبوت فراہم ہو گیا۔ (۷)

---

(۱) واقعی اگر آدمی قوت بینائی سے محروم ہو تو اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اہلحدیث مناظر نے اپنی پہلی تحریر میں اس کی پانچ دلیلیں دی ہیں۔ دیکھئے کتاب ہذا ص:۴۲۔۴۳ جن میں سے صرف دو دلیلوں پر آپ نے بالکل غلط اور ناکارہ قسم کا اعتراض کیا ہے جس کا پوسٹ مارٹم کر دیا گیا۔ باقی دلیلوں کا تو آپ کو نام لینے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ اس پر بھی یہ کہنا کہ دلائل سے اس کا ثبوت نہیں کورچشمی کے سوا کیا ہے؟

(۲) آپ اور للکار؟ وہ بھی علمی میدان کے عالمی چمپین کو!

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

(۳) پانچویں دلائل میں ان آیات و احادیث کی نشاندہی بھی موجود ہے۔ اور وجہ دلالت بھی۔ دیکھئے کتاب ہذا کا ص:۴۱۔۴۳ اور آپ کی تیسری تحریر کے جواب میں اہل حدیث مناظر نے آپ کو اس کی طرف متوجہ بھی کیا ہے۔ دیکھئے کتاب ہذا کا ص:۱۰۹، مگر آپ اور معقولیت ضدان مفترقان ای تفرق

(۴) اس کا جواب بھی اہل حدیث مناظر کی پہلی تحریر کے آخری دو صفحات میں موجود ہے اور کتاب اللہ کی آیات سے۔ مگر آپ اسے سمجھیں گے کیسے؟ مکتب و ملا و اسرار و کتاب ۔ کور مادرزاد و نور آفتاب

(۵) اس کی وضاحت بھی اہلحدیث مناظر نے جوابی تحریر میں کر دی ہے دیکھئے کتاب ہذا کا ص:۶۰۔

(۶) وہ تو اس کتاب کا پڑھنے والا ہر شخص دیکھ رہا ہوگا کہ کس نے سہم کر آنکھیں بند کر لی ہیں، وہ بھی اس طرح کہ اس کو صفحات کے صفحات نظر نہیں آئے۔

(۷) تو کیا آپ کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ ثبوت فراہم نہیں ہوا، فراہم کئے ہوئے ثبوت ہونے میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ اگر آپ کو یہ تسلیم نہیں تھے تو اس کسر اور خامی کی نشاندہی کرنی تھی جس کی وجہ سے آپ انہیں تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا! مافوق الفطری صرف آپ کا خانہ زاد ہے(۱) جس کا قرآن وحدیث میں کہیں پتہ نہیں (۲) اس لئے یہ سوال خود ہی سر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے کہ آپ کسی نص سے ثابت کریں کہ مشرکین کا عقیدہ بتوں کے حق میں مافوق الفطرۃ کا تھا۔اور یہ عقیدہ رکھنا کہ کفر وشرک ہے۔(۳)( ودونہ خرط القتاد)

اس کے بعد آپ نے ۲۴/اکتوبر ۸۷ء کی صبح کو مکمل اٹھارہ گھنٹوں کی مہلت کے بعد زور باندھا(۴) مگر ایسا زور میں آئے کہ حد دین ودیانت سے آگے نکل گئے (۵) اور کچھ آیتیں لکھ کر یہاں تک کہہ گذرے کہ انبیاء کرام اپنی فطری طاقتوں میں بھی لچوں لفنگوں اور شیطان سے بھی کم تھے۔(۶) العیاذ باللہ تعالیٰ

---

(۱) خانہ زاد تو آپ کی جماعت اور اس کے پیش روؤں کا ہے، مولانا نے تو صرف نشاندہی کی ہے۔

(۲) آنکھ کا علاج کرائیے۔

(۳) اس سوال کے سر اٹھانے اور جھکانے کی حقیقت تو کھل چکی ہے۔اب سوال صرف آپ کی بینائی کے ہونے اور نہ ہونے کا رہ گیا ہے۔

(۴) مگر آپ اٹھارہ کے بجائے پورے چوبیس پچیس گھنٹوں تک غالباً ریوڑی بتاشے کے نزول کے انتظار میں نبی، ولی، پیر، شہید، نذر اور چڑھاوے کا ورد کرتے رہے۔اسی لئے نہ ڈھنگ کا کوئی سوال واعتراض کر سکے نہ دلائل کا جواب دے سکے۔فاخسا فلن تعدو قدرک آپ نے ۱۸رگھنٹوں کا طعنہ دیتے ہوئے شرم محسوس نہ کی۔حالانکہ خود آپ کی پیش نظر تحریر اہل حدیث کی پہلی تحریر کی ۹۴ رگھنٹوں کے بعد اور اس موضوع پر مناظرہ ختم ہونے کے ۲۳ رگھنٹوں کے بعد آئی ہے اور اس مہلت کے باوجود آپ ہذیان بکنے اور دماغی خلل کا ثبوت دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکے ہیں۔پس بے حیاباش ہر چہ خواہی کن

(۵) کیا آپ کی طرح کسی آیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے؟

(۶) اچھا ذرا یہ بتائیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نبی تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو یہ بتائیے کہ ان کی قوم کے لوگ ظالم اور سرکش تھے کہ نہیں؟ اگر نہیں، تو آپ قرآن کو جھٹلا رہے ہیں کیونکہ انھوں نے اللہ کی نصیحت سے منہ پھیرا تھا اور قرآن میں ارشاد ہے کہ ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنھا ( السجدۃ: ۲۲) (اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی گئی پھر اس نے ان آیات سے منہ پھیر لیا) بلکہ خاص قوم نوح کے بارے میں ارشاد ہے کہ انھم کانوا ھم اظلم واطغیٰ (النجم) وہ لوگ (عاد وثمود سے بھی) بڑے ظالم اور سرکش تھے۔اور اگر آپ کو حضرت =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



= نوح علیہ السلام کے مخالفین کا ظالم وسرکش ہونا تسلیم ہے تو پھر بتایئے کہ ان کے مقابل میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ فریاد انی مغلوب فانتصر (اے خدا) میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آپ قرآن کے منکر ہوئے اور اگر تسلیم ہے تو آپ نے بھی ظالموں اور سرکشوں کے مقابل میں پیغمبر خدا حضرت نوح علیہ السلام کو مغلوب تسلیم کر لیا۔ اب فرمایئے۔ العیاذ باللہ۔

پھر سنئے حضرت ایوب علیہ السلام کو آپ نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر مانتے ہیں تو خدا نے ان کی یہ جو فریاد قرآن میں بیان کی ہے کہ انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب ص:۴۱ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور ایذا لگا دی ہے۔ آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو بتلایئے کہ انہیں جسمانی ایذا لگانے میں شیطان کی پوزیشن غالب کی ہے یا مغلوب کی؟ اور آپ اس پوزیشن کا انکار کر کے قرآن کو جھٹلانے والے ہوئے یا نہیں؟

مزید سنئے! لچا لفنگا کا لفظ قوم لوط کے سلسلے میں استعمال کیا گیا ہے اگر ان سے آپ کا ہمدردانہ تعلق ہے اور آپ کو گوارہ نہیں کہ انہیں لچا اور لفنگا کہا جائے تو آپ اس کا صاف صاف اعلان کر دیجئے تا کہ آپ کی ''حد دین و دیانت'' کی صحیح پوزیشن عیاں ہو جائے۔ مگر یاد رہے کہ آپ کے اس اعلان سے قرآنی حقیقت بدل نہیں سکتی۔ قرآن کا بیان ہے کہ انہیں حضرت لوط علیہ السلام نے یہ خطاب کیا **اتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين . انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون** (الاعراف:۸۱) کیا تم لوگ وہ حرام کاری کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہ کی۔ تم عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو، بلکہ تم لوگ حد سے گزرے ہوئے ہو۔ **ائنكم لتاتون الرجال و تقطعون السبيل و تاتون في ناديكم المنكر** (العنکبوت: ۲۹) کیا تم مردوں کے پاس (حرام کاری کیلئے) آتے ہو راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلس میں بری حرکت کرتے ہو، خود آپ کے مولوی نعیم الدین رضا خانی ترجمہ کے حاشیہ پر ان کو خباثت و بدعملی اور شیطانیت سے متصف مانتے ہیں، ان کی حرکت کو قبیح و ذلیل، انتہا درجہ کی خباثت اور حرام و خبیث لکھتے ہیں، ان کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ راہ گیروں کو قتل کر کے ان کا مال لوٹتے تھے اور ایک قول کے مطابق مسافروں کے ساتھ بھی بدفعلی کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کے متعلق فرشتوں کے سامنے چار بار گواہی دی تھی کہ ''عمل کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ بدترین بستی ہے'' (دیکھئے صفحات ص:۱۹۱، ص: ۲۷۵، ص:۴۴۵، ص: ۴۷۴) اور اگر خدا اور رسول کو جھٹلانے والے اور پیغمبروں کو ستانیوالے ایسے بدعمل لوگوں کو آپ لچا لفنگا ماننے کیلئے تیار ہیں تو خدا نے ان کے مقابل میں حضرت لوط علیہ السلام کی یہ آرزو جو ذکر کی ہے کہ **لو ان لی بكم قوة او آوی الی ركن شديد** (هود:۸۰) (اے کاش مجھے تمہارے مقابل قوت =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس پر ہم نے آیات سے انبیاء علیہم السلام اور محبوبان خدا کی باشوکت طاقتوں کا نظارہ پیش کیا ۔ ہم نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اور ان کیلئے فرمایا گیا، خلق کرتے ہیں (۱) مٹی کی مورت اور اس میں پھونک دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے پرندہ ہو جاتا ہے، مادرزاد اندھوں کو اچھا کرتا ہوں کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں اور مردے کو زندہ کرتا ہوں؟ (۲)

ہم نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا( فالمدبرات امراً) پھر وہ جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں، یہ تدبیر کرنے والوں کی جماعت، کیا ہے مدبر ہونے میں اللہ کی شریک ہے اور نہیں ہے تو عطائی قوت مافوق الفطری قوتیں ماننا کس وجہ سے شرک ہے۔ اور کیا اللہ تعالیٰ انہیں مدبر بنا کر مشرک نہ ہوا۔ (۳)

---

= ہوتی یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا) آپ اللہ کے اس بیان کو غلط سمجھتے ہیں یا صحیح؟ اگر صحیح سمجھتے ہوں تو آپ ہی بتایئے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے ان لچوں اور لفنگوں کے مقابلے کیلئے قوت کی اور شہ زور قبیلہ کی آرزو کی یا نہیں؟ اگر کی تو سوال یہ ہے کہ یہ آرزو انھوں نے کیوں کی؟ کیا اس لئے کہ انہیں یہ قوت اور قبیلے کی مدد پہلے سے حاصل تھی؟ اور جو چیز پہلے سے حاصل ہو اس کی آرزو کرنی چاہئے یا اس لئے کہ حاصل نہیں تھی؟ ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

کہئے جناب! اپنے باطل عقیدے کیلئے اتنا غلو کہ قرآن تک کو جھٹلا دیا۔ العیاذ باللہ!

(۱) اور آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ یہاں عربی زبان کے مطابق خلق کا معنی ہے مٹی کی مورت بنانا جسے ایک عام انسان بھی کر سکتا ہے۔

(۲) اور آپ کو بتلایا جا چکا ہے کہ ان سارے کارناموں کے صرف اس ابتدائی حصے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق تھا جو فطری قوت و اختیار کے دائرہ میں آتا ہے۔ دیکھئے کتاب ہذا کا ص:

(۳) اور آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ مخلوق کا دائرہ تدبیر خالق کے دائرہ تدبیر سے الگ تھلگ ہے۔ خالق کے دائرہ تدبیر میں مخلوق کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں، کیونکہ مخلوق کی تدبیر اسباب کی تاثیرات کی محتاج اور ان تاثیرات کے ماتحت ہوتی ہے جبکہ خدا کی تدبیر میں اسباب کی تاثیرات خود ماتحت اور محتاج ہوتی ہیں۔ لہذا کسی مخلوق کو مدبر کہنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ تدبیر میں اللہ کے ساتھ شریک ہے یہاں صرف اشتراک لفظی ہے۔ اس کے برعکس فوق الفطری قوت و اختیار سے متصف ہونا بہرحال اللہ کی صفت =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہم نے بتایا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پیراہن سے اپنے والد کی آنکھیں ہزاروں میل دور سے اچھی کی (۱)

ہم نے بتایا کہ ایک ایسے صاحب نے جن کے پاس کتاب کا علم تھا ملکہ سبا کا تخت لا دیا (۲)

ہم نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈا مار کر پانی نکالا اور عصا مار کر دریا میں راہ پیدا کی (۳) ان سب میں آپ کو اللہ کا تعلق ڈائرکٹ ملا اور آپ نے اسے غیر اختیاری فعل قرار دیا۔ اسی لئے تو آپ نے لمبا ہونے کی مثال دی کہ جس طرح انسان کا لمبا ہونا، موٹا ہونا، خوبصورت و بدصورت ہونا غیر اختیاری چیز ہے، بقول آپ کے ایسے ہی معجزات و کمالات بھی اولیاء کیلئے غیر اختیاری چیزیں ہیں۔

ہم نے کہا تھا کہ قرآن کریم میں معجزات کی نسبت انبیاء کی طرف انہیں الفاظ سے

---

= ہے۔ لہذا اس قوت و اختیار سے کسی مخلوق کو متصف مانا جائے تو جس حد تک متصف مانا جائے اس حد تک وہ خدا کی اس صفت میں شریک ہوگئی۔ اور خدا کی صفت میں کسی مخلوق کو شریک ماننا شرک ہے۔، پس خدا دوسروں کو مدبر قرار دیکر مشرک نہ ہوا۔ البتہ آپ لوگ خدائی صفت (خدائی قوت و اختیار) میں دوسروں کو شریک ٹھہرا کر ضرور مشرک ہوئے

(۱) اور ہم بتا چکے ہیں کہ یہ قرآن اور حضرت یوسف علیہ السلام پر آپ کا افتراء ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تو صرف اتنی سی پیشگی اطلاع دی تھی کہ ان کے والد کے چہرے پر کرتا ڈالنے کے بعد ان کی آنکھیں پلٹ آئیں گی، انہوں نے کہیں ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ آنکھوں کو میں پلٹا دوں گا۔

(۲) اور ہم بتا چکے ہیں کہ وہ صاحب اگر انسان تھے تو آپ کے مولوی نعیم الدین صاحب کے حسب اقرار تخت لانے سے ان کا تعلق صرف اتنا تھا کہ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دعا کرنے کو کہا تھا۔

(۳) اور ہم بتا چکے ہیں کہ ان دونوں جگہوں پر آپ نے قرآن اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ گھڑ لیا۔ قرآن میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈا مارا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی نکالا یا دریا میں راہ پیدا کی، بلکہ اللہ نے یہ البتہ کہا ہے کہ ہم نے دریا میں راہ پیدا کی۔ واذ فرقنا بکم البحر (البقرۃ: ۵۰) اور معجزات کے مطالبہ پر پیغمبروں کو یہ جواب البتہ سکھایا گیا ہے کہ انما الآیات عنداللہ معجزات اللہ کے پاس ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی گئی ہے جو اختیاری کام ہوتے ہیں مثلاً تخلق تو پیدا کرتا ہے(۱) (تحیی الموتی باذنی) اذن الٰہی سے تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ معجزات ہی کیا بندوں کے تمام افعال کا خالق ڈائرکٹ وہی اللہ تعالیٰ ہے لیکن اخیر میں آپ نے ایک مسلمہ عقیدہ کا انکار کر کے اپنے معتزلی ہونے کا ثبوت دیا(۲) اب آیئے کسی قدر آپ کی ضیافت بھی کرتا چلوں۔

۱۔ موٹا اور لمبا ہونا فعل اختیاری نہیں لیکن پیدا کرنا، زندہ کرنا، تندرست کرنا وغیرہ اختیاری کام ہیں۔ ان میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ ایسا قیاس آپ جیسے ادعائی اہل حدیث کو مبارک ہو(۳)

۲۔ ان کاموں کا اذن الٰہی سے ہونا سند منع میں ہماری پیش کردہ آیتوں میں مذکور ہے۔ اس لئے آپ کو مغالطہ ہوا کہ یہ اعجاز اذن الٰہی سے ہے تو ان معجزات میں انبیاء علیہم

---

(۱) یہاں یہ ترجمہ سراسر غلط ہے۔

(۲) یہ تو محض آپ کے دماغی فتور اور جھوٹ گھڑنے والی فطرت کا نتیجہ ہے کیونکہ اہلحدیث مناظر نے کہیں یہ نہیں کہا ہے کہ معجزات کے خلق کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے ہے، بلکہ یہ کہا ہے کہ معجزات کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ انبیاء معجزات کے خالق ہیں نہ کاسب۔ پس اہلحدیث مناظر تو معتزلی ثابت نہ ہوئے۔ آپ البتہ جبریہ اور مرجیہ کے اسٹیج سے بول رہے ہیں۔

(۳) اور ''برعکس نہند نام زنگی کافور'' کے مطابق آپ جیسے سنی کو اتنا معلوم ہی ہونا چاہئے کہ اختیاری فعل کیلئے استعمال ہونے والا لفظ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اختیاری فعل ہی کیلئے استعمال ہو۔ الم تر ان الفلک تجری فی البحر بنعمۃ اللہ پر غور کیجئے۔ کشتی اپنے اختیار سے نہیں چلتی مگر اس کی طرف چلنے کی نسبت کی گئی ہے جو ایک اختیاری فعل ہے۔ پس اسی طرح معجزات کی نسبت انبیاء کی طرف کی گئی ہے جو ان کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ بلکہ صرف ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ان کے غیر اختیاری ہونے کی دلیل وہ آیات ہیں جو اہل حدیث مناظر نے اپنی تحریر نمبر ۴ کے شروع میں نقل کی ہیں، اور جن کے جواب سے بریلوی مناظر صاحب بالکل عاجز ہو کر رہ گئے ہیں۔ اسی طرح اس کی دلیل وہ آیات بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے کسی مقرب بندے کو بھی فوق الفطری قوت واختیار کا ایک ذرہ اور ایک چھلکا بھی عطا نہیں کیا گیا۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ لمبے اور موٹے ہونے کی مثال قیاس کے طور پر نہیں بلکہ توضیح کے طور پر دی گئی تھی۔ اصل مدعا تو نصوص صریح سے ثابت ہے۔ پس اسے قیاس سمجھنا آپ کے علمی دائرہ کی حدود ''وسعت'' بتلانے کیلئے ایک اور پیمانہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



السلام کے اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوا۔ اگر یہی انداز فکر ہے تو مجھے بتایئے کہ آج تک کسی کا کوئی کام بھی بے اذن الٰہی ہوا ہے(۱)

۳۔ آپ پوچھتے ہیں کہ مٹی کا ڈھانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت سے چڑیا بنا۔ یا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے؟ آپ نے اس کی کوئی دلیل نہیں دی(۲) میں کہتا ہوں:۔

اولاً:۔ منع پر سوال کرنا اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔(۳)

ثانیاً:۔ سند منع پر دلیل کا مطالبہ کرنا قواعد مناظرہ سے روگردانی ہے۔(۴)

ثالثاً:۔ سند منع ٹوٹنے سے منع باطل نہیں ہوتی۔(۵)

رابعاً:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنائی مورت کے چڑیا ہو جانے میں اگر خدا کی قدرت ذاتی شامل ہو تو اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت عطائی کی نفی نہیں ہوتی۔(۶)

خامساً:۔ انسان کے فطری اختیار سے ہونے والے کاموں میں غالباً آپ خدا کی قدرت کا دخل نہیں مانتے ورنہ اتنی رکیک بات نہ کرتے۔ اگر ایسا ہے تو آپ اپنے قول سے مشرک ہیں۔ پہلے توبہ کر لیجئے، پھر میدان مناظرہ میں آیئے۔(۷)

---

(۱) جی جناب! اذن الٰہی سے تو سارے کام ہی ہوتے ہیں۔ مگر عام افعال کے ساتھ اذن الٰہی کی قید نہ لگانا اور ان مقامات پر اذن الٰہی کی قید لگانا کیا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ یہ امور اذن الٰہی کے سلسلے میں عام افعال عباد سے کسی قدر مختلف ہیں۔ یعنی عام افعال میں تو بندوں کا کسب بھی شامل ہوتا ہے۔ لیکن ان امور میں بندوں کا کسب شامل نہیں۔ بلکہ ان کا وجود محض اذن الٰہی سے ہے۔ بندہ صرف اس کا مقام ظہور ہے۔

(۲) فیکون طیراً باذن اللہ آپ کی نظر سے اوجھل کیوں رہ گیا۔

(۳۔۴۔۵۔) کسی مدرسہ میں داخل ہو کر پھر سے اصول مناظرہ پڑھ لیجئے اور کچھ اصول قرآن بھی سیکھ لیجئے۔

(۶) مگر جب اللہ نے اسلام کے ایک متعین بنیادی عقیدے اور اصول کے طور پر دوٹوک لفظوں میں اس طرح کی عطائی قدرت کی نفی کر دی تو اب اس کے ثبوت کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

(۷) اس بحث میں آپ اپنی بڑھائی ہوئی طبع زاد قید "تخلیق" کی آڑ لے کر معجزات اور عام افعال عباد کے درمیان فرق کے انکار پر تلے بیٹھے ہیں۔ یعنی دونوں کا خالق آپ اللہ کو مانتے ہیں اور دونوں کا سبب بندوں کو۔ اس لئے یہ سوال سر اٹھائے کھڑا ہے "کہ پھر اللہ کی طرف دونوں کے انتساب میں فرق کیوں ہے" کیوں معجزات کا فاعل اللہ کو قرار دیا جاتا ہے اور عام افعال عباد کا فاعل اللہ کو نہیں قرار دیا جاتا۔ یعنی =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


سادساً۔ احی الموتیٰ باذن اللہ میں زندگی دینے کی نسبت پر غور کیجئے تو سند منع کی قوت خود ہی سمجھ میں آجاوے گی۔ (۱)

الغرض آپ کی ان لا طائل باتوں سے انبیاء و اولیاء کے اختیار و اقتدار کا آفتاب دھندلا نہیں ہو سکتا، چمکتا ہی رہے گا۔ غبار ڈالنے والے خود ذلیل و خوار ہوں گے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا (۲)

---

= مثلاً جن برص والوں اور اندھوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام شفا دیتے تھے ان کے شفا کا فاعل یعنی شافی اللہ تعالیٰ کو کہا جائے گا اور بقول آپ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈا مار کر دریا میں ''راہ نکالی'' تو اس کا فاعل اللہ کو کہا جائے گا۔ واذ فرقنا بکم البحر ۔ اسی طرح بقول آپ کے مٹی کے جن ڈھانچوں کو ''خلق'' فرما کر اور اس میں روح پھونک کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''چڑیا بناتے تھے'' اللہ تعالیٰ کو اس کا فاعل یعنی خالق کہا جائے گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کو نماز پڑھنے والے کے فعل کا فاعل یعنی مصلی کیوں نہیں کہا جائے گا؟ روزہ رکھنے والے کے فعل کا فاعل یعنی صائم کیوں نہیں کہا جائے گا، اور عبادت کرنے والے کے فعل کا فاعل یعنی عابد کیوں نہیں کہا جائے گا؟ اس کے صاف معنی تو یہ ہوئے کہ معجزات میں بندوں کے کسب کا بھی دخل نہیں۔

اب ارشاد فرمایئے کہ ''رکیک'' بات نے آپ کی کوکھ سے جنم لیا ہے؟ یا اس کے کہنے کی ذمہ داری اہل حدیث مناظر پر عائد ہوتی ہے؟ اور اہلحدیث مناظر معتزلی ہے؟ یا آپ خود مرجیہ اور جبریہ کے اسٹیج سے بول رہے ہیں۔

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اب تو آپ جان چھڑا کر میدان مناظرہ سے جا چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی موقعہ ہے، شرک کے ساتھ اس بدعقیدگی سے بھی توبہ کر لیجئے۔ اللہ بخش دے گا، انشاء اللہ

(۱) آپ کو اگر یہ موٹا سا اصول معلوم ہوتا کہ افعال کی نسبت کبھی مبادی کے اعتبار سے ہوتی ہے، کبھی غایات کے لحاظ سے اور کبھی دونوں کے لحاظ سے تو سند منع کا کھوکھلا پن آپ کو خود ہی سمجھ میں آجاتا۔

(۲) اللہ کا فضل ہے کہ اہل حدیث کسی کو گھٹانے بڑھانے کے بجائے اس کا ٹھیک وہی رتبہ اور درجہ تسلیم کرتے ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ آپ لوگ البتہ نصاریٰ کی طرح انبیاء، اولیاء کے مقررہ رتبہ پر کئی ردے کا اضافہ کر کے انہیں کہیں سے کہیں پہونچا دیتے ہیں۔ بقول حالی مرحوم ع

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر عرض ہے کہ آپ نے ہماری پیش کردہ آیتوں میں سے "فالمدبرات امراً" پر کچھ نہ کہا(۱) گویا یہ آپ کو تسلیم ہے کہ فرشتوں کو مافوق الفطرۃ اختیار ملا۔ جس کا قرآن گواہ ہے۔(۲) تو کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اختیار دے کر شرک کیا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم دے کر شرک پھیلایا اور سب مسلمان اس کو مان کر مشرک ہوئے اور آپ بھی خاموش رہ کر مشرکین کے زمرے میں شامل ہو گئے۔(۳)

مولانا دیکھئے! آپ کا شرک متعدی بیماری کی طرح کہاں کہاں پھیل رہا ہے اور آپ کے قلم کی جولانیاں کیا کیا گل کھلا رہی ہیں کہ خدا اور رسول بھی محفوظ نہ رہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں (۴)

آپ نے اپنی تحریر نمبر ۵ میں یہ لکھا ہے کہ نہایت تعظیم کی حد دل سے شروع ہوتی ہے اور بتایا کہ اسی کو عبادت کہتے ہیں (۵)

---

(۱) جو جامع اور اصولی بات کہی وہ آپ کو نظر ہی نہ آ سکی۔ لہذا آپ کی حیثیت عرفی کو ملحوظ رکھ کر اس کا بھی پوسٹ مارٹم کر دیا گیا ہے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحات.......................

(۲) ہرگز نہیں

(۳) اب تو آپ کو خود ہی سمجھ میں آ رہا ہوگا کہ یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے جس کا معمار آپ کا فہم سقیم ہے۔

(۴) اہل حدیث مناظر نے جس شرک کی نشاندہی کی ہے وہ تو اقراری اور انکاری مشرکوں ہی تک محدود ہے۔ البتہ آپ چونکہ اس بیماری میں خود مبتلا ہیں اس لئے آپ کو یرقان کے مریض کی طرح ہر طرف شرک ہی شرک نظر آ رہا ہے۔ ع علاج چشم کراؤ بڑی خطا کی ہے۔

(۵) آپ کھلا ہوا جھوٹ بول رہے ہیں۔ تحریر نمبر ۵ کے الفاظ یہ ہیں "نہایت تعظیم کی حد دل سے شروع ہوتی ہے۔ کسی میں فوق الفطری قوت واختیار ماننا نہایت تعظیم ہے جو ہماری پچھلی تحریروں سے واضح ہے اور اس سے تعظیم اور عبادت کا فرق بھی واضح ہے" کیا اس عبارت کا یہی معنی ہوا کہ نہایت تعظیم ہی کو عبادت کہتے ہیں؟ آپ کی اس فریب کاری پر سخت حیرت ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پورا سوال یہ تھا کہ ''قرآن وحدیث سے ان کے معانی بیان کیجئے'' آپ نے جو معنی شرک، عبادت، غایت تعظیم، وسیلہ کے بیان کئے ہیں، ان کو قرآن کی آیات، یا احادیث صحیحہ مرفوعہ، یا حسان کے حوالے سے بتایئے۔(۱)

مگر آپ نے ان الفاظ کے معانی کی تشریح میں نہ کوئی قرآن کی آیت پیش کی اور نہ کوئی حدیث۔

تو پھر یہ آپ کا خانہ زاد تراشا ہوا معنی ہوا۔(۲) اگر احکام شرعیہ میں اس کی اجازت دے دی جائے کہ لوگ من مانا معنی پہنا کر حکم لگائیں تو امان اٹھ جائے۔ مثلاً کوئی کہے ''نماز حرام ہے'' مراد یہ لے کہ عزت وحرمت والی ہے تو شریعت کے احکام مجروح نہ ہوں گے۔(۳)

شرک، عبادت، غایت تعظیم، وسیلہ کے جو معانی آپ نے بیان کئے ان کی تائید میں چونکہ آپ نے کوئی آیت، کوئی حدیث نہیں بیان کی جس سے ظاہر ہو گیا کہ آپ لوگوں کے عمل بالحدیث کے دعویٰ کی کیا حقیقت ہے؟(۴)

جب اپنی من مانی بات کرنے کیلئے اپنی گڑھی ہوئی بات ہی کو دلیل بنانا عمل بالحدیث ہے تو اتباع نفس کیا چیز ہے۔(۵)

آپ نے عبادت کی تعریف گڑھی بھی! مگر کام نہیں چلا۔ آپ نے مافوق الفطرۃ طاقت مان کر کسی کے پکارنے کو عبادت ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ صرف پکارنا شرک نہیں، مافوق الفطرۃ قوت والا مان کر پکارنا شرک ہے۔

---

(۱) کیا اب تک جو آیات اور احادیث پیش ہو چکی ہیں، وہ آیات اور حدیث نہیں ہیں؟

(۲) غالباً اس لئے کہ جو آیات واحادیث پیش ہوئیں ان پر آپ ایمان نہیں رکھتے۔

(۳) آپ اہلحدیث مناظر کی کسی تحریر سے اس مثال کی صداقت کا نمونہ پیش کرتے تو حقیقت معلوم ہو جاتی۔ اس کے بغیر تو یہ سب آپ کا ہذیان ہی سمجھا جائے گا۔

(۴) اور آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی صداقت ودیانت کی حقیقت کیا ہے۔

(۵) شب وروز بدعت میں غرق اور شرک کی حمایت میں مستعد رہ کر بھی اسلام کا مدعی ہونا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب آپ سنئے کہ:۔ معجزہ اسی کو کہتے ہیں کہ "جو خرق عادت اظہار نبوت کے بعد نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو"۔

بولئے! خرق عادت فعل کا ظاہر کرنا مافوق الفطرۃ ہے، یا نہیں (۱) اگر نہیں تو خرق عادت کے معنیٰ بتایئے۔

نیز یہ بتایئے کہ بندے جو عام افعال کرتے ہیں ان کا ڈائرکٹ تعلق اللہ سے ہے یا نہیں؟ (۲) اگر ہے! تو بندوں کو ان کے افعال کی جزاوسزا کا کس بناء پر مستحق قرار دیا گیا۔ نیز اس قول کی بنا پر بندوں کا مجبور محض ہونا لازم آئے گا۔ (۳)

اور اگر آپ کہیں چونکہ وہ کسب کرتے ہیں اس لئے جزاء وسزا کے مستحق ہیں تو جو خوارق عادت انبیاء واولیاء سے ظاہر ہوتے ہیں ان کے کسب سے ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بتایئے۔ (۴) اور اگر ہے! تو کیا کوئی بندہ فعل پر قدرت کے بغیر ان کا کسب کر سکتا ہے۔

اگر کسب فعل قدرت علی الفعل کو لازم ہے، اور انبیاء واولیاء خوارق عادات کا کسب کرتے ہیں یعنی خوارق ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں تو وہ بھی ان پر قادر ہوئے۔ (۵)

---

(۱) یہ کیا طوفان جہالت ہے؟ کیا نبی کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظاہر ہونا اور نبی کی طرف سے خرق عادت کو ظاہر کرنا ایک ہی بات ہے؟ (۲) یہاں آپ "تخلیق" کی قید کو کیوں نگل گئے؟ ہیرا پھیری سے باز آجایئے۔ (۳) یہ ہذیان آپ محض اس لئے بک رہے ہیں کہ جہاں تخلیق کی قید نہیں لگی تھی وہاں تو آپ نے اپنی طرف سے بڑھا دی اور جہاں لگی ہوئی تھی وہاں سے آپ نے اڑا دی۔ بہر حال پچھلے حواشی سے ظاہر ہو چکا ہے کہ یہ اعتراض اہلحدیث مناظر کے بجائے آپ کی گردن پر سوار ہے۔

(۴) خوارق عادت انبیاء کے کسب سے نہیں۔ وجہ کیلئے دیکھئے اہل حدیث مناظر کی پہلی تحریر کامل، تیسری تحریر کے ابتدائی ایک چوتھائی کے ماسواسب، چوتھی تحریر کا ابتدائی اور پانچویں تحریر کا آخری حصہ۔ تعجب ہے کہ بریلوی مناظر صاحب کو دلائل کے یہ انبار نظر نہ آئے۔

(۵) ہاتھ پر خوارق ظاہر ہونے سے کسب ہی ثابت نہیں ہوتا، تا بہ قدرت چہ رسد۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب پہلی بار خدا کے حکم سے ڈنڈا پھینکا تو انہیں معلوم تک نہ تھا کہ یہ سانپ بن جائے گا۔ کیا آپ فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کسب اور قدرت سے اسے سانپ بنایا تھا؟ یا آپ اسے خرق عادت ماننے سے انکار کر دیں گے۔؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام مافوق الفطرۃ فعل پر قادر ہیں۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہوا کہ ان کو مافوق الفطرۃ قوت ہے (۱) اور آپ اسی کو شرک کہہ چلے ہیں۔ اب بتائیے کہ آپ خود کیا ہوئے۔ (۲)

آپ نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے مشرکین کے عقائد کے سلسلہ میں آپ کو یہ سمجھایا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ان تمام صفات سے متصف مانتے تھے، جن سے آپ مانتے ہیں۔ لیکن وہ بھی فرشتوں، نبیوں، ولیوں اور بزرگوں وغیرہ میں مافوق الفطرۃ قوت تسلیم کر کے ان کی نذر و نیاز وغیرہ کیا کرتے تھے، جس طرح آپ کرتے ہیں، اس لئے ان مشرکین اور آپ میں کیا فرق ہے؟

آپ نے پہلے تو مشرکین کی حمایت بیجا کی کہ یہ لکھ دیا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے متصف مانتے تھے جن سے آپ مانتے ہیں۔ آپ کو خبر نہیں! ہم اللہ عز وجل کو وحدہ لاشریک لہ مانتے ہیں اور وہ غیر اللہ کو اللہ کی عبادت میں شریک جانتے تھے (۳) پھر

---

(۱) جی نہیں! بلکہ یہ آپ کی بناء فاسد علی الفاسد ہے۔

(۲) آپ خود ہی گریبان میں منہ ڈال کر سوچ لیجئے۔

(۳) سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ۔ بحث فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچ گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ غیر اللہ کے بارے میں ان کا وہ کیا تصور اور کیا عمل ہے جسے وہ غیر اللہ کی عبادت سمجھتے تھے، اور جسے شریعت نے بھی غیر اللہ کی عبادت قرار دے کر انہیں مشرک ٹھہرایا ہے۔ آپ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کو کھنگال ڈالئے۔ آپ کو یہی ملے گا کہ وہ غیر اللہ کو عطائی طور پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے اور اس عقیدے کے تحت ان کو راضی اور خوش کرنے کیلئے نذر اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ جانور ذبح کرتے تھے۔ مرادیں مانگتے تھے۔ آستانوں کی مجاوری کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اس عقیدے اور تصور کے تحت کئے جانے والے ان کاموں کو غیر اللہ کی عبادت قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی عبادت قرار دیا اور مشرکین خود بھی اسے عبادت تسلیم کرتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ آپ بھی غیر اللہ کو عطائی طور پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان کو راضی اور خوش کرنے کیلئے ان کی نذر مانتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، ان کے نام یا آستانے پر مرغ اور بکرے ذبح کرتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں اور آستانوں کی مجاوری کرتے ہیں وغیرہ تو آپ کی یہ حرکتیں =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ کا یہ کہنا کہ ان تمام صفات سے متصف مانتے تھے جن سے آپ مانتے ہیں۔ یہ آپ کا کذب بحت نہیں، اور مکابرہ نہیں تو اور کیا چیز ہے۔(۱)

نیز مشرکین ان کی نذر وہی مانتے تھے جو معنی شرعی ہے اور......حرام ہے(۲)

---

= غیر اللہ کی عبادت کیوں نہیں؟ اور مشرکین کی یہی حرکتیں عبادت کیوں تھیں؟ یعنی مشرکین اور آپ کا عقیدہ یکساں، نیت یکساں (یعنی راضی اور خوش کرنا) حرکتیں یکساں، اور دلچسپ بات یہ کہ مقاصد بھی یکساں'' کہ یہ لوگ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور اس سے سفارش کر کے ہماری مرادیں پوری کرا دیا کریں گے، سوال یہ ہے کہ جب آپ کا اور مشرکین کا عقیدہ، نیت، عمل اور مقصد عمل سب یکساں ہے تو آخر کیوں ان کی جو حرکت غیر اللہ کی عبادت ہے۔ آپ کی وہی حرکت غیر اللہ کی عبادت نہیں؟ درانحالیکہ عقیدہ، نیت، عمل اور مقصد عمل کسی میں بھی فرق نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اسی طرح درحقیقت آپ بھی غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ لہذا جس طرح وہ مشرک تھے، اسی طرح آپ بھی مشرک ہیں، اس معاملے میں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں

ہاں ایک فرق ہم بھی ماننے کو تیار ہیں، وہ یہ کہ مشرکین مکہ آپ حضرات کے مقابل میں زیادہ معقولیت پسند تھے۔ یعنی غیر اللہ کے ساتھ ان کی جو حرکتیں عبادت تھیں انہیں وہ عبادت تسلیم کرتے تھے، مگر آپ لوگ اپنی ان حرکتوں کو عبادت تسلیم نہیں کرتے، غیر اللہ کے سلسلے میں ان کا جو عقیدہ و عمل شرک تھا اسے وہ شرک تسلیم کرتے تھے، مگر اسی عقیدہ کو آپ لوگ اپنے سلسلے میں شرک تسلیم نہیں کرتے۔ یعنی وہ عبادت اور شرک کا مطلب آپ لوگوں سے زیادہ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے اور آپ لوگ ان دونوں کا مطلب سمجھنے سے کورے اور جہل مرکب میں مبتلا ہیں کیونکہ ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند

در جہل مرکب ابدالدہر بماند

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھئے کہ صرف اس زبانی دعویٰ سے کام نہیں چلے گا کہ'' ہم اللہ عزوجل کو وحدہ لا شریک لہ مانتے ہیں'' کیونکہ زبانی دعویٰ کو ماننا نہیں کہیں گے۔ ماننا تو یہاں اس عقیدے کو کہیں گے جو عمل کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔ اور آپ کا وہ عقیدہ بہرحال آپ سے غیر اللہ کی عبادت کرا رہا ہے۔ پس آپ کا زبانی دعویٰ غلط ہے، اور آپ کا مشرک ہونا ثابت ہے۔

(۱) وہ تو اب آپ کو اچھی طرح سمجھ میں آ گیا ہوگا، اسلام کے بنیادی عقیدے کے منقح کرنے کو آپ کذب بحت اور مکابرہ کہتے ہیں۔ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

(۲) ناظرین یاد رکھیں کہ بریلوی مناظر نے غیر اللہ کیلئے نذر شرعی کو حرام تسلیم کر لیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ہم جو نذر و منت بولتے ہیں وہ بمعنی لغوی و عرفی ہے جس کی تصریح ابھی پیش کروں گا۔(۱)

پہلے ہم آپ کو باور کرادیں کہ ان کا شرک پکارنا اور مدد مانگنا نہ تھا بلکہ عبادت تھا(۲)۔

چنانچہ وہ تمام آیتیں جن میں **یدعون، الدعاء** کے مشتقات وافعال کی اسناد کفار کی طرف ہے جس کا تعلق ان کے معبودان باطل سے ہے۔ ان سب میں دعاء سے مراد عبادت۔ اور یہی مطلب ہے آپ کی پیش کردہ حدیث ابوداؤد و ترمذی۔" **الدعاء هو العبادة**" کا۔ اسی بناء پر مفسرین اس قسم کی تمام جگہوں پر اس کی تفسیر میں عبادت کہتے ہیں مثلاً **وما دعاء ای عبادة الکافرین** ۔لہذا جن آیات میں **یدعون** اور **دعاء الکافرین** وغیرہ وارد ہیں، ان میں ''**دعاء**'' عبادت کے معنی میں ہے(۳) اور عبادت غیر اللہ کی ضرور شرک ہے۔ خواہ اپنے خود ساختہ معبود میں استحقاق عبادت کی قابلیت

---

(۱) **فسوف تریٰ اذا انکشف الغبار افرس تحت رجلک ام حمار**

(۲) مگر اس دعویٰ سے پہلے آپ کو وہ ما بہ الامتیاز نکتہ پیش کرنا تھا جس کی وجہ سے ان کا پکارنا اور مدد مانگنا شرک نہیں تھا۔ پھر اس کی دلیل بھی پیش کرنی تھی کیونکہ ع دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں۔

(۳) اگر بریلوی مناظر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ان آیتوں میں دعاء کا معنی پکارنا اور مدد مانگنا نہیں ہے تو آپ کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن میں بہت ساری آیتیں ہیں جن میں فعل دعاء کی اسناد کفار کی طرف ہے۔ اور ان آیتوں کا تعلق ان کے معبودوں سے ہے تاہم اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہاں پکارنے اور مدد مانگنے کا معنی نہ لیا جائے۔ بطور نمونہ اللہ کا یہ ارشاد ہے۔ **والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر ان تدعوهم لا یسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ماا ستجابوا لکم ویوم القیٰمة یکفرون بشرککم** (الفاطر: ۱۴) اور اس (اللہ) کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں۔ تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو جواب نہ دے سکیں۔ (یعنی تمہاری حاجت روائی نہ کر سکیں) اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے۔

سوال یہ ہے کہ اگر اس آیت میں فعل دعاء کا معنی پکارنا اور مدد مانگنا نہ ہو تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ ''وہ سن نہیں سکتے'' بالفرض سن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے'' کیا پکارے اور مدد مانگے بغیر سننے اور جواب دینے کا نمبر آ سکتا ہے؟ (یاد رہے کہ احمد رضا خاں صاحب نے بھی یہاں فعل دعا کا ترجمہ پکارنا ہی کیا ہے) ثابت ہوا کہ یہاں دعا کا معنی پکارنا اور مدد مانگنا ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذاتی وصف کی بناء پر مانیں خواہ عطائی، بلکہ ان اوصاف سے خالی ہی مان کر ہو تب بھی شرک ہے۔(۱)

اور عبادت کے ساتھ اس کو پکارتا ہو یا نہ پکارتا ہو۔ مرادیں مانگتا ہو یا نہ مانگتا ہو۔ ما فوق الفطرۃ کا تصور ہو یا نہ ہو۔ بہر حال شرک ہے۔(۲) لیکن اگر کسی کو معبود مانے بغیر پکارے، یا اس سے مدد مانگے یا بمعنی لغوی نذر مانے اور یا ان کی نیاز دلائے تو یہ شرک نہیں(۳)۔

---

= اور اگر بریلوی مناظر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بتلائے ہوئے مقامات میں دعا کا معنی ہے پکارنا اور مدد مانگنا اور اس سے مراد عبادت ہے تو ثابت ہوا کہ یہ پکارنا اور مدد مانگنا بھی عبادت ہے۔ لہٰذا غیر اللہ کو یہ پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہوگا۔

آیئے آپ کی تسلی ایک اور طرح سے کردی جائے۔ آیت کے ترجمے کا آخری جملہ یہ ہے کہ "قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کے منکر ہوں گے" اس ٹکڑے میں ان کے پکارنے کو شرک کہا گیا ہے کیونکہ پکارنے کے علاوہ ان کے کسی اور کام کا یہاں تذکرہ ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اور اسی پکارنے کی لغویت سمجھاتے ہوئے انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ جنہیں تم پکارتے ہو وہ اظہار براءت کریں گے۔ کس کام سے؟ تمہارے شرک سے۔ پس اگر ان کا یہ پکارنا شرک نہ ہو تو شرک سے ان معبودوں کی براءت کا تذکرہ یہاں بے محل ہوگا اور قرآن مجید اس سے پاک ہے۔ اب لگایئے نعرہ ۔

یا غوث اعظم المدد ان الوھـــابی غالب

اب آپ کو سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ آیات، احادیث اور تفاسیر میں جہاں جہاں دعاء کو عبادت کہا گیا ہے وہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ دعا کا معنی عبادت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دعا اعمال عبادت میں سے ایک عمل ہے۔ جس طرح نماز، روزہ وغیرہ اعمال عبادت میں سے ایک ایک عمل ہیں اور جس طرح نماز، روزہ وغیرہ کے اپنے اپنے مستقل معانی ہیں اسی طرح دعاء کا بھی اپنا ایک مستقل معنی ہے۔ فـــافھـــم ولاتکن من القاصرین ۔

(۱) کسی کی عبادت کرنا اور اس کو استحقاق عبادت کے وصف سے خالی بھی ماننا آپ لوگوں کی طرح زبانی دعویٰ کی شکل میں تو ہو سکتا ہے لیکن ماننے کا تعلق حقیقۃً جہاں سے ہے وہاں کے اعتبار سے تو یہ اجتماع ضدین ہے اور اس کا مدعی جہل مرکب کا مریض ہے۔ (۲) یہ جملہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ عبادت کے لوازم تک آپ کے ذہن کی رسائی نہیں ہو سکی۔ (۳) لیکن اگر آپ معبود ماننے کا مطلب بتادیں تو ابھی حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا اور آپ کو "قدر عافیت" معلوم ہو جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بتوں کو پکارنا، ان سے مدد مانگنا حرام ہوگا شرک نہ ہوگا۔(۱) اس لئے کہ آپ خود تحریر نمبر ۵ میں مان چکے ہیں کہ ''شرک کسی زمانہ میں بدلتا نہیں۔ اگر بلا (۲) عبادت صرف پکارنا شرک ہو تو بولئے۔

حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا **ثم ادعھن یاتینک سعیا** ۔تم ان مری کٹی چڑیوں کو بلاؤ۔ وہ دوڑتی ہوئی تیرے پاس آئیں گی۔ اور مسلمانوں کو حکم ہے **ادعوھم لآباءھم** اولاد کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو اور فرمایا **لا تجعلوا**

(۱) سچ ہے! ع بتوں سے تم نہ پھرو تم سے گو خدا پھر جائے۔ قرآنی آیات کے ساتھ آپ کے ظلم اور استہزاء کا یہی حال رہا تو غالباً چند دنوں کے بعد آپ بت کو پکارنا اور اس سے مدد مانگنا حرام کے بجائے جائز قرار دے دیں گے۔ اور کوئی دلیل پوچھے گا تو قرآن سے دلیل پیش کر دیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بت توڑنے گئے تھے تو فرمایا تھا کہ ''**الا تاکلون ، ما لکم لا تنطقون**''

اچھا یہ بتلایئے! آپ اللہ تعالیٰ کو فوق الفطری قوت واختیار کے ساتھ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس کو پکارتے اور مدد مانگتے ہیں تو وہ افضل ترین عبادت قرار پاتی ہے۔ **الدعاء مخ العبادة** ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ پس اسی طرح بتوں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا بتوں کی عبادت کیوں نہیں کہلائے گا؟ کیا پیمانے الگ الگ ہیں۔

(۲) آپ اسی لفظ ''بلا عبادت'' کی توضیح کر دیتے تو حقیقت سے پردہ اٹھ جاتا اور لوگ دیکھ لیتے کہ آپ کی گردن خود آپ ہی کے پھندے میں پھنسی ہوئی ہے۔ آپ اتنا تو تسلیم کر ہی رہے ہیں کہ عبادت کے ساتھ پکارنا شرک ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ عبادت کے ساتھ پکارنے یا عبادت کے طور پر پکارنے کا کیا مطلب ہے؟ اہلحدیث مناظر ٹھوس دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی کو فوق الفطری قوت واختیار سے متصف سمجھ کر حاجت روائی ومشکل کشائی کیلئے پکارنا اس کی عبادت ہے۔ پس یہی پکارنا عبادت کے ساتھ یا عبادت کے طور پر، پکارنا ہوا اور عبادت کے ساتھ پکارنا آپ بھی شرک مان رہے ہیں۔ لہذا عبادت کے ساتھ یا عبادت کے طور پر پکارنے کا جو مطلب اہل حدیث مناظر نے بیان کیا ہے اگر آپ کو وہی مطلب تسلیم ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ انبیاء واولیاء وغیرہ کے جس پکارنے کو اہلحدیث مناظر نے شرک کہا ہے اس کو آپ بھی شرک تسلیم کر رہے ہیں۔ مگر اپنے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے اصل حقیقت کو پردے میں رکھ رہے ہیں اور اگر آپ کو ان کا بیان کیا ہوا یہ مطلب تسلیم نہیں ہے تو پھر اس کی تردید کرنی چاہئے تھے اور بتلانا چاہئے تھا کہ عبادت کے ساتھ پکارنا کیا ہے جسے آپ بھی شرک مان رہے ہیں تاکہ آپ کے عوام کم از کم اس شرک سے محفوظ رہتے جسے آپ شرک مان رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** (سورۃ النور آیت:۶۳) رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے تم میں کا بعض بعض کو پکارتا ہے۔ اگر بلا عبادت مطلقاً پکارنا شرک ہوتا تو یہاں کیا اللہ تعالیٰ شرک کا حکم دے رہا ہے۔(۱)

اسی طرح بڑے کا پکارنا شرک نہیں عبادت کرنا شرک ہے۔ مشرکین ان غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے اور ان سے مدد بھی مانگتے تھے اس لئے وہ مشرک تھے۔(۲)

چنانچہ ایک آیت میں یہ ہے:

**ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم و لا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ** ۔ اللہ کے سوا اس کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان، اور کہتے ہیں یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہیں۔ حالانکہ آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ کسی کو محض پکارنا، شفیع ماننا کسی طرح شرک نہیں (۳) اس لئے کہ شفیع اللہ نہیں ہوسکتا لہذا

---

(۱) بالکل خبطی ہونے کا ثبوت نہ دیجئے۔ اہلحدیث مناظر نے یہ بتایا ہے کہ کسی کو فوق الفطری قوت واختیار کے ساتھ متصف مان کر حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے پکارنا عبادت ہے۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان چڑیوں کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کیلئے پکارا تھا؟ یا انہیں کسی فوق الفطری قوت کے ساتھ متصف مانا تھا؟ درانحالیکہ وہ چڑیوں کی نہیں بلکہ اللہ کی اس قدرت کا کرشمہ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا؟ نیز کیا رسول اللہ ﷺ کو پکارنے میں عام لوگوں کی نسبت زیادہ ادب واحترام ملحوظ رکھنے کے یہ معنی ہوئے کہ آپ فوق الفطری طور پر حاجت روا اور مشکل کشا ہیں؟ اسی طرح کیا کسی کو اس کی ولدیت کے ساتھ پکارنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ فوق الفطری طور پر حاجت روا اور مشکل کشا ہے؟ اگر نہیں! اور یقیناً نہیں! تو پھر آپ یہ سب پیش کر کے اہل حدیث کا کون سا دعویٰ توڑ رہے ہیں؟ آپ تو ان کی مزید تائید کررہے ہیں۔

(۲) آپ کی تعبیر میں تھوڑی سی کھوٹ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مشرکین غیر اللہ کو بطور عبادت پکارتے تھے یعنی فوق الفطری طور پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس لئے ان کا یہ فعل شرک تھا۔ یاد رہے کہ آپ حضرات بھی مزاروں پر یہی کرتے ہیں۔

(۳) محض پکارنا تو یہاں زیر بحث ہی نہیں ہے۔ یہاں تو کسی کو فوق الفطری طور پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارنا زیر بحث ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کسی کو شفیع وسفارشی ماننا شرک نہیں مگر ان کا شرک یہ تھا کہ وہ انہیں پوجتے تھے۔(۱)

اسی طرح غیر اللہ کو پکارنا شرک نہیں ان کی عبادت شرک ہے۔ ان سے مراد مانگنی شرک نہیں ان کی پرستش شرک ہے۔ بمعنی لغوی ان کی نذر شرک نہیں ان کی عبادت شرک ہے۔(۲)

**اسی طرح ان کے سامنے اگر بتی سلگانا، ان کے سامنے کھانا رکھنا، اس پر فاتحہ دینا، کھڑا ہونا اگر چہ تعظیم کے ساتھ ہو، شرک نہیں، ان کی عبادت ضرور شرک ہے خواہ یہ امور ان کے ساتھ کرے یا نہیں۔ یہ امور ناجائز ہو سکتے ہیں مگر شرک نہیں ہو سکتے۔ (۳)**

ہر جگہ آپ مافوق الفطرۃ قوت کی پخ لگا کر عوام کو بہلانا ہی نہیں، بہکانا چاہتے ہیں، بولئے اگر کسی کی مافوق الفطرۃ قوت نہ مانی جائے تو کیا اس کی عبادت شرک نہ ہوگی۔(۴)

مہربانم! یہ بحث اس لئے کرنا پڑی کہ آپ نے عبادت کی صحیح تعریف نہ کی (۵)

---

(۱) اور ان کی پوجا یہ تھی کہ وہ انہیں مذکورہ بالا عقیدے کے ساتھ پکارتے تھے لہذا یہ پکارنا بھی شرک تھا۔

(۲) جی ہاں! ان کی عبادت و پرستش شرک ہے۔ اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ زیر بحث پکارنا، مدد مانگنا اور نذر عبادت ہے۔ لہذا غیر اللہ کے ساتھ یہ کام کئے جائیں تو ان کاموں کے شرک ثابت ہونے میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی اور اگر آپ ان کاموں کو عبادت نہیں مانتے تو ان دلائل کی تردید کیجئے جن سے ان کاموں کا عبادت ہونا ثابت کیا جا چکا ہے۔ آپ نے نذر کے ساتھ لغوی کی قید لگائی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ نذر شرعی کو عبادت مانتے ہیں۔ اور غیر اللہ کیلئے یہ نذر مانی جائے تو اسے شرک تسلیم کرتے ہیں۔ فللّٰہ الحمد۔ ردمختار کی توضیح سے ثابت ہے کہ آپ لوگ اہل قبور کیلئے نذر لغوی نہیں بلکہ نذر شرعی مانتے ہیں۔

(۳) تو پھر آپ صاف لفظوں میں ان کے ناجائز ہونے کا اعلان کر دیجئے تاکہ بریلوی امت کو یہ تو معلوم ہو جائے کہ اب تک وہ جن کاموں کو اپنی بخشش کا دارومدار سمجھتی تھی وہ ناجائز ہیں۔ ہاں! یہ نہ بھولئے گا کہ موضوع مناظرہ میں جس کے عقیدے کے تحت جن شرائط کے ساتھ ان امور کو شرک کہا گیا ہے اس کے مطابق یقیناً یہ شرک ہیں کیونکہ اس کے مطابق یقیناً یہ سب کام عبادت ہیں۔

(۴) آپ کے اس سوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اتنی عمر گنوا کر بھی عبادت کا مفہوم نہ سمجھا۔ پہلے آپ عبادت کا مفہوم متعین کیجئے۔ پھر دیکھئے کہ آپ کا یہ سوال خود بخود باطل ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(۵) تو پھر جو تعریف کی گئی تھی آپ نے اس کو غلط کیوں نہیں ثابت کیا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر آپ اس کو صحیح جانتے اور صحیح تعریف کرتے تو پھر ان آیتوں سے اپنے خود ساختہ وسیلہ مروجہ کو شرک نہ کہتے۔(۱)

آپ نے تحریر نمبر۲ میں ہم سے کچھ سوالات کئے تھے اور اخیر تحریر میں بھی اس کا اعادہ کیا ہے ہم نے تو دعویٰ کے اجزاء کے معنی اور اس کے متعلق چند سوالات اس لئے کئے تھے کہ تنقیح دعویٰ ہو جائے۔ اور یہ اصول مناظرہ کی رو سے ضروری ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے الٹے سوالات کرنا شروع کر دیئے۔ مدعا علیہ سے اس قسم کے سوالات مناظرہ میں ہٹ دھرمی ہے۔ اور وقت برباد کرنے کی کوشش اور عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی تدبیر ہے(۲) موضوع میں آپ نے پہلے اسباب سے بالاتر روحانی قوت کی قید نہیں لگائی تھی(۳) مگر شرائط مناظرہ طے کرنے کے وقت ان امور پر حکم لگانے کو کہا گیا تو چار گھنٹے کی بحث کے بعد آپ نے یہ قید لگا کر حکم لگایا(۴) مگر آپ نے کسی وجہ سے بعد ہی میں سہی یہ قید لگائی تو، اب بتایئے؟

---

(۱) تو اگر آپ کو عبادت کی کوئی ایسی ''صحیح'' تعریف معلوم تھی جس کے ذریعہ آپ وسیلہ مروجہ کو شرک ثابت ہونے سے بچا سکتے تھے تو آپ نے یہی راستہ کیوں نہیں اختیار کیا؟ ادھر ادھر کی وادیوں میں کیوں بھٹکتے رہ گئے۔(۲) ہٹ دھرمی، وقت کی بربادی اور مغالطہ دہی تو آپ نے کی ہے۔ جسے پچھلی تحریروں میں مدلل طور پر ثابت کیا جا چکا ہے۔ آپ کے سوالات دعویٰ کے اجزاء کے بجائے تشریح دعویٰ کے اجزاء کے متعلق تھے۔ اور اصول مناظرہ کے خلاف تھے جس کا ثبوت دیا جا چکا ہے۔ آپ سے جو سوالات کئے گئے تھے آپ کی ہٹ دھرمی روکنے کیلئے کئے گئے تھے۔ اہلحدیث مناظر کے یہ الفاظ پھر پڑھ لیجئے۔ ''عوام معاملہ کو صاف کرنا چاہتے ہیں، الجھانا نہیں، لیکن اگر آپ ان کی آرزوؤں کو پامال کر کے اور ان کے وقت اور پیسے کا خون کر کے صرف الجھاوے کے باتیں کرنا چاہتے ہیں تو تشریف لایئے۔ پہلے اپنے سوال میں استعمال کئے ہوئے الفاظ کو واضح کیجئے تاکہ آپ کا سوال بالکل صاف ہو جائے اور ہم اسی کے مطابق آپ کا جواب دیں'' کچھ آیا سمجھ شریف میں

عشق خود ایک سیل ہے سیل کو لیتا ہے تھام

(۳) دروغ گورا حافظہ نباشد (۴) اور چار گھنٹے کی بحث کے باوجود آپ چیختے جا رہے ہیں کہ اب بھی دعویٰ کی تشریح طلب کرنے کا حق ہمیں حاصل ہے۔ کیا کہنے ہیں آپ کے اس ''حق'' کے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسباب سے بالاتر اور روحانی قوت دو چیزیں ہیں یا ایک (۱) پھر وجہ بتایئے کہ آپ اپنی تحریروں میں بجائے اسباب سے بالاتر اور روحانی قوت کے مافوق الفطرت کا لفظ کیوں بولتے ہیں۔(۲) مافوق الفطرۃ سے آپ کی مراد جسم کی فطرت سے مافوق مراد ہے یا روح کی بھی فطرت سے بالاتر (۳) اور یہ بھی بتایئے کہ روحانی قوت روح کی فطرت سے بالاتر ہوگی یا روح کی فطرت کے اندر اندر (۴) نیز یہ بھی بتایئے کہ اسباب سے مراد کیا ہے (۵)

یہ بھی بتایئے! ہم نے وسیلہ کے معنی بھی قرآن وحدیث سے پوچھے تھے آپ نے قرآن وحدیث سے اس کا کوئی معنیٰ نقل نہیں کیا۔ لسان العرب کے حوالے سے چند معانی بیان کئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو قرآن وحدیث میں وسیلہ کے کوئی معنی نہیں ملے۔ مجبوراً غیر قرآن وحدیث سے استعانت کی۔ ایسی صورت میں آپ کو صاف صاف لکھنا لازم تھا کہ وسیلہ کا معنی قرآن وحدیث میں نہیں ہے یا ہمیں نہیں ملا۔ آپ اقرار کریں یا نہ کریں مگر ظاہر ہوگیا کہ کم ازکم آپ کو قرآن وحدیث میں وسیلہ کا معنیٰ نہیں ملا (۶) اس سے ظاہر ہوگیا کہ آپ لوگ بھی قیاس کرتے ہیں۔ غیر اللہ سے مدد بھی مانگتے ہیں اور مدد بھی لیتے ہیں۔(۷) اب آپ یہ بتایئے کہ آپ نے وسیلہ کے تین معنیٰ لکھے ہیں۔ المـــنـــزلة

---

(۱) کبھی دونوں ایک ہیں، کبھی دو (۲) اس لئے کہ دونوں کا حاصل ایک ہی ہے۔(۳) مطلق

(۴) یہاں قبر پرستوں کے عقیدے سے بحث ہے اور ان کے عقیدے کے مطابق یہ روحانی قوت روح کی واقعی فطرت سے بھی بالاتر ہے۔(۵) قدرتی وسائل اپنی تاثیرات سمیت، مثلاً آگ جلانے کا سبب ہے، پانی آگ بجھانے کا سبب ہے، چھری کاٹنے کا سبب ہے وغیرہ ہاں! آپ یہ بتایئے کہ جب آپ لوگ اہلحدیث مناظر کو ان سوالات کے جواب کا موقع دینے اور ان کا جواب قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھے تو آپ نے یہ سوالات کیوں کئے۔(۶) یہ سب محض آپ کا خبط ہے۔ لسان العرب عربی زبان کی مستند لغت ہے اور قرآن عربی زبان میں ہے انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ،ہم نے اس کو عربی قرآن اتارا ہے تاکہ تم اسے سمجھو۔ پس عربی زبان ولغت سے عربی قرآن سمجھنا اللہ کے اس ارشاد کے عین مطابق ہے۔ پھر وسیلہ شرعی موضوع بحث نہیں تھا کہ اس پر قرآن وحدیث سے مفصل روشنی ڈالی جاتی۔ موضوع سے باہر کا سوال کرنا خود آپ کی کج بحثی کی دلیل ہے۔(۷) مگر نہ یہ قیاس آپ لوگوں کی طرح شرعی حدود سے باہر ہوتا ہے اور نہ یہ طلب مدد آپ لوگوں کی طرح شرک کے دائرہ میں ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


عنـد الملک، الدرجة، القربة. آپ کے موضوع میں وارد لفظ وسیلہ مروجہ میں وسیلہ کے ان تین معانی میں سے کونسا معنی مراد (۱) ہے۔

اور نیز یہ بھی بتایئے کہ آپ نے لسان العرب کے اس مقولہ سے توسل الی اللہ کا یہ مطلب کیسے لکھا کہ عمل کے ذریعہ نزدیکی حاصل کی جائے۔(۲) نیز یہ بھی بتایئے کہ یہ لکھنا، اے اللہ فلاں بزرگ کے وسیلہ سے ہماری دعا قبول فرما، یہ کہنا عمل ہے یا نہیں؟ اور لسان العرب کی تعبیر میں داخل ہے یا نہیں (۳) نیز ظاہر ہے کہ لسان العرب کے مقابلہ میں حدیث اور صحابہ کا اعتقاد مقدم ہوگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے مجمع عام میں یہ دعا مانگی۔ نتوسل بعم نبینا فاسقنا (بخاری ج:اوغیرہ ص:۱۳۷) یہ وسیلہ بالعمل ہے یا بالانسان اور یہ جائز ہے یا شرک؟ (۴)

---

(۱) یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

اگر وسیلہ مروجہ کا کوئی ایسا معنی ہوتا جو لغتہً اور شرعاً صحیح ہوتا تو جھگڑا ہی کس بات کا تھا؟ یہاں تو آپ کو بتایا ہی یہ جارہا ہے کہ وسیلہ کے نام پر ایک ایسا کاروبار پھیلا دیا گیا جو نہ لغتہً وسیلہ ہے نہ شرعاً۔ بلکہ شرعاً شرک ہے اس نام نہاد وسیلہ کی تشریح آپ موضوع مناظرہ میں ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔

(۲) اس سے بڑھ کر آپ کے خبطی ہونے کا ثبوت کیا چاہئے۔ توسل الی اللہ کا یہ مطلب تو خود صاحب لسان نے لکھا ہے۔ اہلحدیث مناظر نے تو صرف ترجمہ کر دیا ہے۔

(۳) ایسا ''کہنا'' تو ضرور ایک عمل ہے۔ مگر آپ نے اس ''کہنے'' کو وسیلہ نہیں بنایا۔ بلکہ اس ''بزرگ'' کو وسیلہ بنایا۔ اس لئے لسان العرب کی تعبیر میں یہ داخل نہیں۔

(۴) اگر آپ نے پورا واقعہ نقل کیا ہوتا تو آپ کا پردہ اچھی طرح فاش ہو جاتا۔ اس لئے آپ صرف ایک ٹکڑا نقل کر کے سبک روی کے ساتھ نکل بھاگے۔ سنئے! یہ واقعہ صحیح بخاری اور زبیر بن بکار کی الانساب وغیرہ میں مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا۔ لوگ استسقاء کے لئے جمع ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر منبر پر چڑھے اور یہ دعا فرمائی۔ '' اے اللہ! ہم اپنے نبی کے ذریعہ تجھ سے بارش مانگتے تھے تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا۔ اور (اب) ہم تیری طرف تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ بنا رہے ہیں تو ہم پر بارش اتار دے۔'' حضرت عمرؓ یہ دعا پوری کر چکے تو حضرت عباسؓ نے دعا فرمائی' اے اللہ! کوئی بھی بلا گناہ ہی کی وجہ سے اترتی ہے اور توبہ ہی کی وجہ سے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز حاکم نے مستدرک میں حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے(**لقد علم المحفوظون من اصحاب محمد ﷺ ان ابن ام عبد من اقربهم الی الله وسیلة** )پاکیزہ خصلت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔حضرت عبداللہ ابن مسعود کو خدا کے نزدیک اپنا سب سے قریبی وسیلہ جانتے تھے ۔،مستدرک ج:دوم ص:۳۱۲ یہ وسیلہ مروجہ ہے یا نہیں؟ یہ وسیلہ بالعمل ہے یا بالانسان؟(۱)

جب لفظ کے کئی معنی ہوں تو اگر کہیں کچھ مراد ہو کہیں کچھ اور تو اس میں کیا خرابی

= دور ہوتی ہے ۔تیرے نبی کے تعلق سے میرا جو مرتبہ ہے اس کے سبب لوگ میرے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں ۔اور یہ ہیں تیری طرف ہمارے گنہگار ہاتھ اور توبہ کے ساتھ تیری طرف ( جھکی ہوئی ) ہماری پیشانیاں ( خدایا ) تو ہم پر بارش برسادے'' اس کے بعد پہاڑوں جیسے بادل اٹھے ۔زمین شاداب ہوگئی اور لوگوں کو متاع حیات حاصل ہوئی ۔

فرمایئے! حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی یہ دعا عمل ہے یا ذات؟ یہ بھی فرمایئے کہ آپ حضرات زندہ اور مردہ ،حاضر وغائب ہر طرح کے بزرگوں کو وسیلہ بنانا درست مانتے ہیں ۔پھر حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کی ذات گرامی کو وسیلہ کیوں نہیں بنایا ۔جبکہ آپ کی قبر شریف بھی وہیں تھی ۔اور نہ بھی ہوتی تو آپ لوگوں کے عقیدے کے مطابق تو حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ہی ،اور اگر حاضر و ناظر نہ بھی ہوتے تو حیات برزخی کے ساتھ آپ کی ذات مبارک کے محفوظ ہونے پر تو ساری امت کا اجماع ہے ۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جرأت و گستاخی کیسے کی کہ آپ کی ذات مبارک کو چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سیلہ بنا دیا ۔کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ''وہابی'' تھے؟

ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس فعل سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا سے گذر جانے کے بعد کسی انسان کو وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا ۔اور زندہ انسانوں کو بھی وسیلہ بنانے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ ان سے دعاء خیر کرالی جائے ۔اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ اہل قبور کے ساتھ جو وسیلہ آپ لوگ پکڑتے ہیں اور جو موضوع مناظرہ ہے ۔یہ وسیلہ شرعاً اس قدر باطل ہے کہ صحابہ کرام نے اس کا تصور تک نہ کیا تھا اب پڑھیئے اپنی یہ قوالی کہ

یہ کیسا امتحان جذب دل الٹا نکل آیا      ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

(۱) یہ سب محض آپ کا خبط ہے ۔آپ کو بتایا جاچکا ہے کہ وسیلہ کا معنی عربی لغت میں درجہ اور مرتبہ ہے ۔اس لئے معنی یہ ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نزدیک سب سے قریبی درجے اور مرتبے والے جانتے تھے ۔بتایئے اس کو وسیلہ مروجہ سے کیا واسطہ ہوا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ اگر کسی مشترک لفظ سے کوئی معنیٰ کسی جگہ مراد لئے گئے تو سب جگہ وہی مراد لیں۔اس بنا پر اگر ہم نے آیت کریمہ **وابتغوا الیہ الوسیلۃ** میں وسیلہ کا معنی کچھ اور لیا اور اذان میں وسیلہ سے مراد وہ درجہ مخصوصہ لیا جو حضور ﷺ کیلئے قیامت کے دن ہوگا تو کیا خرابی ہے۔(۱)

آپ کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ اگر آپ کا یہ استدلال آپ کا کوئی شاگرد دیکھ لے اور یوں کہے کہ **اقیموا الصلوٰۃ** کے معنی درود پڑھنا ہے۔اور دلیل یہ دے کہ آیہ کریمہ **یصلون علی النبی** میں صلوٰۃ سے درود ہی مراد ہے، کیونکہ یہ کتنی بڑی گستاخی ہوگی شان الوہیت میں کہ **اقیموا الصلوٰۃ** میں صلوٰۃ سے مراد نماز ہے تو **یصلون علی النبی** میں بھی مراد نماز ہی ہے تو آپ نے اپنے اس شاگرد کو کیا الزام دیں گے۔(۲)

آپ نے درمختار اور ردالمحتار کی عبارتوں کی طرح **لا تقربوا الصلوٰۃ** پڑھ کر **وانتم سکاریٰ** کو چھوڑنے والی بات کہی۔

درمختار اور ردالمحتار کی عبارتوں میں آپ کی کاٹ چھانٹ کر بالکل ظاہر ہے۔ خیانت کرنیوالے کو خائن کہنا ایسا ہی ہے جیسے چور پکڑنے والے کو چور خود ہی ''چور'' کہنے لگتا ہے۔(۳)

درمختار کی عبارت میں باطل حرام کی قید **مالم یقصدوا** ہے۔جملہ مقید قید سے تام ہوتا ہے۔ادھورا جملہ نقل کرنا کہ مقید مذکور قید غائب، یہ ضرور خیانت ہے۔اور آپ نے

---

(۱) یہی تو آپ سے کہلوانا مقصود تھا جب آپ متعدد جگہ متعدد معانی مراد لیں گے تو جس جگہ جو معنی مراد لینا اس کی دلیل یا قرینہ ہونا چاہئے۔یہ کیا کہ آپ نے اپنے دماغ سے وسیلہ کا ایک معنی گھڑ لیا اور جہاں لفظ وسیلہ دیکھا اسی گھڑے ہوئے معنی پر فٹ کرنے کی کوشش کی۔

(۲) اہلحدیث علماء کے شاگرد جس جگہ جو معنی مراد لیتے ہیں دلائل وقرائن کے ساتھ مراد لیتے ہیں۔اس لئے وہ تو الزام پانے کی حرکت کرنے سے رہے۔آپ البتہ اپنی شترگربگی کا ماتم کیجئے۔

(۳) خیانت کرنے والے کو خائن نہ کہیں تو کیا کہیں؟ ایسی حواس باختگی کہ جملے صحیح نہیں نکلتے خیر! ابھی پتہ لگتا ہے کہ چور کون ہے؟ اور چور پکڑنے والا کون؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہی کیا ہے تو آپ ضرور خائن ہوئے۔(۱)یوں ہی جملہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ دونوں سے مل کر پورا ہوتا ہے۔ ردالمحتار کی عبارت میں آپ نے مستثنیٰ منہ کو ذکر کیا مگر مستثنیٰ غائب تھا اس لئے اسے خیانت کہا جائے گا اور بلا شبہہ خیانت ہے۔ مثلاً آپ غصہ میں اپنی زوجہ کو یہ کہدیں تجھے طلاق ہے اگر گھر سے نکلی، کوئی آپ کی جماعت کے کسی مولانا سے یوں جا کر کہے کہ مولانا صفی الرحمٰن نے اپنی بیوی کو یہ کہدیا ہے ''تجھے طلاق ہے'' یقیناً وہ مولانا یہی فتویٰ دیں گے کہ طلاق واقع ہوگئی تو بولئے یہ سائل کی خیانت ہوگی یا نہیں؟ آپ اسے خائن کہیں گے یا نہیں؟ یہی آپ نے کیا ہے(۲) آپ اسے خیانت کہنے پر خفا ہوئے ہیں تو آپ لغزش کہہ لیجئے درمختار اور ردالمحتار کی عبارتوں میں آپ نے ایک اور کمال دکھایا ہے۔ **ان عبارتوں میں باطلٌ حرامٌ لا یَجُوزُ ہے آپ کا دعویٰ شرک ہونے کا ہے حرام و**

---

(۱) درمختار میں جو قید ہے اس کی حیثیت بالکل ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے ''مولوی ضیاء المصطفیٰ نے خیانت کی ہے، جب چاہو دیکھ لو'' جس طرح اس کے آخری ٹکڑے ''جب چاہو دیکھ لو'' کے باقی رہنے اور نہ رہنے سے پہلے ٹکڑے کا حکم نہیں بدلتا اسی طرح مالم یقصد وا الخ کی قید کے رہنے یا نہ رہنے سے غیر اللہ کے لئے مانی ہوئی نذر کے باطل اور حرام ہونے کا حکم نہیں بدلتا جس کی توضیح ردمحتار کے مصنف نے خوب اچھی طرح کردی ہے۔

(۲) اہلحدیث مناظر نے یہ نہیں کیا ہے۔ آپ کی مثال ردمحتار کی عبارت سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ اس عبارت کے مطابق مثال یہ ہے کہ کوئی یوں کہے ''مولوی ضیاء المصطفیٰ نے خیانت کی ہے۔ اگر چاہو تو دیکھ لو'' یا یوں کہے کہ ''بریلوی مناظر نے خیانت کی ہے مگر اہلحدیث مناظر نے نہیں کی ہے'' جس طرح ان دونوں مثالوں میں اگر کے بعد جو شرط ہے اور مگر کے بعد جو مستثنیٰ ہے اس کے ذکر کرنے یا نہ کرنے سے پہلے والے حکم میں۔ یعنی آپ کے خائن ہونے کے حکم میں۔ کوئی تبدیلی نہیں آتی، اسی طرح ردمحتار میں استثناء کے بعد جو عبارت ہے اس کے ذکر کرنے اور چھوڑنے سے استثناء سے پہلے والے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ کیونکہ اس سے پہلے والی عبارت میں یہ بتایا گیا ہے کہ غیر اللہ کے لئے نذر مانیں تو یہ باطل، حرام، ناجائز اور غیر اللہ کی عبادت ہے(جو شرک ہے) اور استثناء کے بعد والی عبارت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کیلئے نذر مانیں اور فقیروں پر خرچ کریں تو یہ درست ہے۔ خواہ وہ فقیر کسی بھی جگہ کے ہوں۔ بتایئے استثناء کے بعد والی عبارت کو چھوڑ دینے سے پہلے والی عبارت کے مطلب میں کیا تبدیلی ہوئی؟ اور اگر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تو اسے خیانت کہنا کہاں کا انصاف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ناجائز ہونے سے شرک ہونا کیسے لازم آیا (۱) نیز ردالمختار کی عبارت میں یہ بھی ہے کہ (ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ اعتقادہ ذلک کفر ) اگر یہ گمان کرے کہ میت ہی کاموں میں تصرف کرتی ہے نہ کہ اللہ، اس کا یہ اعتقاد کفر ہے اس میں جسے کفر کہا گیا وہ یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تصرف نہیں کرتا میت تصرف کرتی ہے یہ کفر ہے۔ اس لئے کہ اس نے اللہ کے تصرف سے انکار کیا۔ (۲) لیکن اگر یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کا تصرف حقیقی ذاتی ہے اور میت اس کی عطاء سے متصرف ہے تو اس میں حرج نہیں (۳) کیونکہ عبارات کتب میں مفہوم مخالف معتبر ہے۔ (۴) اور آپ کا دعویٰ

---

(۱) اس طرح آنکھ میں دھول جھونکنے کی کوشش نہ کیجئے۔ ردمختار میں یہ عبارت بھی ہے" منھا انہ نذر لمخلوق ،و النذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق "یعنی غیر اللہ کے لئے نذر ماننا اس لئے بھی باطل اور حرام ہے کہ ) یہ مخلوق کیلئے نذر ہے۔ اور مخلوق کیلئے نذر جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے۔ اور مخلوق کیلئے عبادت درست نہیں" فرمایئے جب مخلوق کیلئے نذر ماننی اس کی عبادت ہوئی اور غیر اللہ کی عبادت کو خیر سے آپ بھی شرک مانتے ہیں۔ تو ردمختار کے اس بیان سے نذر کا شرک ہونا لازم آیا یا نہیں؟ محترم اپنی بریلوی امت کو اندھیرے میں رکھنے کے بجائے اسے صاف صاف بتا دیجئے کہ فقہ حنفی کی رو سے بھی غیر اللہ کے لئے نذر ماننی ناجائز، باطل، حرام اور شرک ہے۔ ہاں ذرا یہ بھی فرما دیجئے کہ چور کون ہوا، اور چوری پکڑنے والا کون؟

(۲) آپ نے ردمختار کی عبارت کا ترجمہ اور مطلب دونوں غلط بیان کیا ہے۔ آپ جو یہ ترجمہ کرتے ہیں" اگر گمان کرے کہ میت ہی کاموں میں تصرف کرتی ہے الخ" بتایئے یہ لفظ "ہی" ردمختار کی عبارت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ یہ آپ نے اپنی طرف سے بڑھالیا ہے۔ اور اسی پر آپ کی ساری تاویل کا دارومدار ہے۔ اسی طرح دون اللہ کا یہ مطلب بتانا کہ "اللہ تصرف نہیں کرتا" بھی غلط ہے۔ قرآن میں مشرکین کے متعلق بتایا گیا ہے: و یدعون من دون اللہ ویعبدون من دون اللہ ، وہ اللہ کے سوا ایسوں اور ایسوں کو پکارتے ہیں، یا ان کی عبادت کرتے ہیں۔ کیا مشرکین اللہ کو نہیں پکارتے تھے یا اس کی عبادت نہیں کرتے تھے یقیناً کرتے تھے، مگر اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی پکارتے اور پوجتے تھے۔ پس دون اللہ کا یہ مطلب بتانا کہ "اللہ تصرف نہیں کرتا" قرآن سے بلکہ عربی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔"

(۳) حالانکہ مشرکین کا یہی عقیدہ تھا جس کی تردید قرآن میں زور شور سے کی گئی ہے۔

(۴) کیوں معتبر ہے؟ کیا فقہاء حنفیہ نے امام صاحب کے اصول کو کتاب لکھتے وقت پامال کر دیا تھا =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ بہر صورت شرک ہے۔ میت کیلئے خواہ عطائی مانیں خواہ ذاتی قوت اللہ کیلئے تقرب مانیں یا نہ مانیں ردالمحتار کی عبارت کے خلاف ہے (۱) اس لئے آپ کا اس عبارت کو اپنے مدعا کی دلیل بنا کر پیش کرنا مکابرہ ہے، مغالطہ ہے بلکہ یہ دلیل الٹے آپ پر حجت ہے۔ (۲)

پھر واپس آیئے اور اپنی خبر لیجئے! آپ نے تحریر نمبر ۳ میں شرک کی جو تعریف کی ہے وہ یہ ہے ''کسی کو فوق الفطری قوت و اختیار کا مالک سمجھ کر اس کے تقرب کیلئے کوئی عمل کرنا شرک ہے'' اس میں ''کسی کو'' لفظ عام ہے یہ اپنے عموم کے اعتبار سے اللہ عز و جل کو بھی شامل ہے۔ (۳) کیا اللہ عز و جل کو بھی فوق الفطری قوت و اختیار کا مالک سمجھ کر اس کے تقرب کے

---

= پھر جس بات کو آپ نے مفہوم مخالف سمجھا ہے وہ محض آپ کی خانہ زاد ہے۔ ردالمحتار کی عبارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

(۱) تصرف کے سلسلے میں عطائی اور ذاتی کی تفریق، اسی طرح بقصد تقرب اور بلا قصد تقرب کی تفریق رد المحتار کی عبارت کے نہ منطوق میں ہے نہ مفہوم میں۔ اس لئے یہ عبارت اہلحدیث مناظر کے دعویٰ کے عین مطابق ہے، تقرباً الیہ کا تعلق نذر سے ہے، میت کے اندر تصرف کے اعتقاد سے نہیں ہے۔ مصنف نے اس اعتقاد کو مطلقاً۔ عطائی یا ذاتی کی تفریق اور برائے تقرب و عدم تقرب کی تفریق کے۔ بغیر کہا ہے۔ ان علمی الفاظ کو سن کر آپ پر سہم کا دورہ پڑ رہا ہو تو کسی مولوی صاحب سے سمجھ لیجئے۔

(۲) اور اب معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ کس کے خلاف حجت ہے؟ اور کون مجادلہ اور مکابرہ کر رہا ہے۔

(۳) جی نہیں! اولاً اس لئے کہ یہ تعریف اعمال شرک کی گئی ہے۔ مطلق شرک کی تعریف اس سے پہلے ان لفظوں میں کی جا چکی ہے ''اللہ عز و جل کی ذات یا صفات یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے'' چونکہ اس عبارت میں لفظ ''کسی'' غیر اللہ کے لئے متعین ہو چکا ہے۔ اس لئے دوبارہ اس کو استعمال کرتے ہوئے اس قید کے اظہار کی ضرورت نہ تھی۔ ثانیاً آپ کا سوال نمبر ۶ (مندرجہ تحریر نمبر ۱) یوں شروع ہوتا ہے ''کسی غیر اللہ کیلئے'' الخ یہاں بھی ''کسی'' کا لفظ غیر اللہ کے ساتھ مختص ہے اور اہل حدیث مناظر کی تحریر میں آپ کے اس سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ پس جب یہ لفظ ''کسی'' اللہ کے علاوہ کے ساتھ مختص ہو چکا ہے تو جواب میں یہی لفظ اللہ کو بھی کیوں شامل ہوگا۔ ثالثاً یہ بات پہلے سے مقرر اور متعین ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ پھر اس معہود لفظ ''کسی'' میں جو اللہ کے علاوہ کیلئے مقرر تھا خود اللہ بھی کیوں کر شامل ہو گیا۔ رابعاً ایک طرف اللہ فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت دوسری طرف اپنے لئے نفس کا لفظ بھی استعمال کرتا ہے تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے کوئی عمل کرنا شرک ہے؟ اس عموم کی وجہ سے شرک آپ پر بھی لازم آیا۔

ایک یہ کہ اللہ کے اوپر بھی کوئی آپ کا خدا ہے جو اللہ عزوجل کا شریک ہوا۔ اور پھر وہ بھی اس عموم میں داخل پھر تو دور یا تسلسل بھی لازم آئے گا اور وہ دونوں محال ہیں۔ اور وہ تو باطل۔ دوسرا شرک یہ کہ اللہ عزوجل کو فوق الفطری قوت واختیار کا مالک سمجھ کر اس کے تقرب کیلئے کوئی عمل کرنا شرک، تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور آپ کے مدرسہ سلفیہ (۱) کا قیام، درس وتدریس سب شرک ہے اور شرک کا مرتکب مشرک اور **لا یغفر ان یشرک به** میں داخل ہے۔

بولئے! اب آپ نے اپنی من گڑھت تعریف سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو مشرک بناڈالا یا نہیں۔ (۲)

آپ نے شرک کی پہلی تعریف یہ کی ہے ''اللہ عزوجل کی ذات میں یا صفات میں یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے''

سنئے! اللہ عزوجل رؤف ورحیم ہے اور حضور اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں وبالمؤمنین رؤف رحیم فرمایا، یہ شرک ہے یا نہیں؟

اللہ عزوجل حفیظ وعلیم ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں انی حفیظ علیم۔ (سورہ یوسف آیت: ۵۵) یہ صفات میں شریک کرنا ہے یا نہیں؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے **انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلناه سميعاً بصيراً** (سورہ ھود آیت: ۲)

---

= نفسک۔ کیا آپ ارشاد فرمائیں کہ نعوذ باللہ اللہ کو بھی موت طاری ہوگی؟ اگر نہیں تو جیسا جواب اس آیت کا آپ دیں گے ویسا ہی جواب آپ کے اعتراض کا ہم بھی دیں گے۔

(۱) بریلوی مناظر صاحب نے ''س'' کو پیش دے کر سُلفیہ پڑھا تھا کیا ''راعنا'' کی سنت کے یہ پیروکار صاحب پسند کریں گے کہ ان کا مخالف گروپ انہیں ''ضیاع المصطفیٰ پڑھے''

(۲) جب ثابت ہو چکا کہ محولہ عبارت میں لفظ ''کسی'' اللہ کی ذات کے علاوہ پر بولا گیا ہے تو آپ کی یہ ساری دماغی کاوش خود بخود لغو ٹھہری۔ **فوقع الحق وبطل ما كانوا يعملون**۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اللہ عزوجل بھی سمیع وبصیر ہے یہ صفات میں شریک کرنا ہوا کہ نہیں ؟ اللہ عزوجل بھی ''حی'' ہے اور سارے جاندار بھی ''حی'' ہیں یہ شرک ہے یا نہیں (۱)

واضح ہو کہ مافوق الفطری والی تعریف دو طرح سے ساقط ہو چکی ہے اس لئے اس کا اعادہ مفید نہ ہوگا۔ ایک تو وہی کہ پرچہ نمبر ۳ میں ہم نے آیات سے ثابت کیا ہے کہ غیر اللہ کو بھی مافوق الفطری قوت حاصل ہے (۲)

اور دوسرے ابھی جو دور و تسلسل اور دو شرک کا اس پر لزوم ثابت کیا ہے۔ (۳)

**اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون**

ا۔ مافوق الفطری اور اس کی تعریف کی اپج آپ نے ایسی نکالی جس نے آپ کے گرد نہایت خوفناک بھنور ڈال دیئے ہیں۔ آپ نے مافوق الفطرۃ اور فطری امور میں یہ فرق بتایا کہ مخلوق کی فطری قوت اسی کے مناسب ہوگی اور اس سے زیادہ اس کے لئے مافوق الفطرۃ ہے۔ آپ کی تحریر نمبر ۲ مورخہ ۲۱ رذی قعدہ ص:۲۔ پھر آپ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ تیز رفتاری سے اڑ کر جنوں کا تخت بلقیس لانا ان کی فطری قوت کے موافق ہے۔ آپ کی

---

(۱) اگر آپ کو قرآن مجید کی آیت **لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر** یاد ہوتی تو آپ اس اعتراض کی جرأت ہرگز نہ کرتے۔ اللہ اور غیر اللہ کیئے ایک ہی لفظ کا استعمال دیکھ کر دھوکہ نہ کھایئے۔ اور اگر آپ خود دھوکے میں نہیں ہیں تو دوسروں کو دھوکہ نہ دیجئے۔ یہاں صرف اشتراک فی اللفظ ہے۔ اشتراک فی المعنیٰ نہیں۔ اس لئے غیر اللہ کیلئے رؤف و رحیم وغیرہ الفاظ استعمال کر دینے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ لوگ ان صفات میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں۔ سخت غلطی ہے۔ آپ نے یہی غلطی فرشتوں کیلئے لفظ ''مدبرات'' دیکھ کر کی ہے۔ وہاں ہم نے تفصیل سے سمجھا دیا ہے کہ اللہ کا دائرہ تدبیر مخلوق کے دائرہ تدبیر سے اس طرح علیحدہ ہے کہ اس میں مخلوق کی ذرہ برابر شرکت نہیں ہے۔ اسی پر آپ ان صفات کو بھی قیاس کر لیجئے۔ آپ اللہ کو بھی موجود مانتے ہیں اور مخلوق کو بھی، تاہم آپ دونوں کے وجود کی ماہیت ایک دوسرے سے اس طرح جداگانہ مانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان قطعاً اشتراک نہیں۔ صرف لفظ کا استعمال مشترک ہے۔ (۲) اور بتایا جا چکا ہے کہ آپ کے ثبوت اور استدلال کی حیثیت **کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء** کی مصداق ہے۔ (۳) اور اس ''ثبوت'' کا حال زار بھی عیاں ہو چکا ہے۔ پس ہماری بھی دعاء ہے: **اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون** .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تحریر نمبر ۳ مورخہ ۲۱/ ذی قعدہ ص: ۴ (۱)

اور قرآن عظیم کی یہ تصریح ہے **الذی عندہ علم من الکتاب** نے اس سے جلد وہ تخت لا دیا۔ جو بالاتفاق ایک آدمی تھے۔ نام میں اختلاف ہوسکتا ہے تو بتایئے کہ اس مرد خدا کے پاس مافوق الفطری طاقت ہوئی کہ نہیں اور اسے مان کر آپ خود مشرک ہوئے کہ نہیں۔ (۲) جناب یہ مسلمانوں کو مشرک کہنے کا وبال ہے جو قہر خدا بن کر آپ پر نازل ہو رہا ہے۔ (۳)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا (۴)

۲۔ آپ تیز رفتاری کو جنوں کی فطرت اور آدمی کی فطرت کے خلاف تسلیم کرتے ہیں اس لئے آپ کے اقرار کے موافق جو شخص جنوں میں یہ طاقت تسلیم کرے مشرک نہیں۔ اگر یہی طاقت انسان میں مان لے تو مشرک، کہ یہ اس کیلئے ایک مافوق الفطرۃ قوت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ وہی قوت اگر جن میں مانیں تو شرک نہیں اور انسان میں مانیں تو شرک ہے، یعنی ایک ہی چیز کہیں شرک اور کہیں نہیں جب کہ آپ نے اپنی آخری تحریر میں یہ اقرار کیا ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی شرک جائز نہیں۔

پھر یہ کیسا شرک ہے کہ جنوں کے ساتھ کرو تو جائز اور آدمی کیساتھ وہی اعتقاد رکھو تو ناجائز (۵)

---

(۱) بریلوی مناظر نے دونوں حوالے غلط بتائے ہیں۔ پہلا حوالہ تحریر نمبر ۲ کے بجائے نمبر ۴ اور دوسرا حوالہ نمبر ۳ کے بجائے نمبر ۵ میں تلاش کیجئے۔

(۲) اولاً تو اس کے آدمی ہونے پر اتفاق کا دعویٰ غلط ہے۔ (دیکھئے تفسیر بیضاوی) اور اگر وہ صاحب آدمی ہی تھے تو بھی انھوں نے جتنا کچھ کیا تھا وہ فوق الفطری قوت کے دائرہ میں نہیں آتا جیسا کہ گذر چکا ہے۔

(۳) گل است سعدی در چشم دشمناں خار است

(۴) الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

(۵) ذرا عقل کے دریچے کھول کر جواب سنئے! انسان ایک ایسے مادہ سے بنا ہے جس میں اڑنے کی =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جناب آپ کے شرک کے اس دلدل نے آپ کو الٹا کیسا پھانس رکھا ہے کہ ساری دنیا کو مشرک بناتے بناتے آپ خود ہی اسی پھندے میں آ گئے

یہ کیسا امتحان جذب دل الٹا نکل آیا

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

جناب آپ سے ہم پھر عرض کریں گے کہ آپ شرک کی اس مافوق الفطرۃ والی

---

= خصوصیت نہیں۔ جن ایک ایسے مادے سے بنا ہے جس میں اڑنے کی بھرپور خصوصیت ہے۔ پس انسان کے اڑنے کا مطلب یہ ہوا کہ اسے ایسی قوت واختیار حاصل ہے جس کے ذریعہ وہ اشیاء کی خصوصیات اور تاثیرات بدل سکتا ہے۔ لیکن جن کے اڑنے کا یہ مطلب ہرگز نہ ہوا۔ بلکہ ان کے اڑنے کے باوجود ان کے اندر اشیاء کی خصوصیات اور تاثیرات بدلنے کی طاقت ثابت نہ ہوسکی۔ چونکہ اشیاء کی خصوصیات اور تاثیرات بدلنا (مثلاً آگ سے جلانے کی خصوصیت سلب کر لینا) خالص خدائی اختیار کی چیز ہے۔ اس لئے اگر انسان میں اڑنے کی طاقت تسلیم کی گئی تو اسے ایک ایسے اختیار سے متصف سمجھا گیا جو خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس یہ شرک ہوا لیکن جن میں یہ خصوصیت مانی جاتی ہے تو اسے کسی ایسے اختیار سے متصف نہیں ماننا پڑتا جو خدا کے ساتھ مختص ہے اس لئے یہ شرک نہیں ہوا۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ ایک ہی چیز کو کہیں شرک اور کہیں غیر شرک نہیں مان لیا گیا ہے بلکہ جسے شرک کہا گیا ہے وہ ہر جگہ شرک ہے اور جسے شرک نہیں کہا گیا وہ کبھی شرک نہیں۔ یہ یاد رہے کہ اڑنا بذات خود طاقت واختیار نہیں، بلکہ یہ طاقت واختیار کا مظہر، نتیجہ اور علامت ہے۔ اور شرک کے سلسلے میں اس قسم کے مظاہر زیر بحث نہیں ہیں بلکہ ان کے پیچھے کارفرما علت اور سبب (یعنی قوت واختیار) زیر بحث ہے۔ قوت واختیار جب کسی مخلوق میں فوق الفطری مانا جائے تو وہ شرک کو مستلزم ہوگا۔

اس کے بعد مزید وضاحت کیلئے ایک مثال سن لیجئے۔ پٹرول میں آگ سے بھڑک اٹھنے کی خصوصیت ہے۔ پس اگر کوئی شخص آگ پر پٹرول چھڑکے اور اس سے آگ بجھ جائے تو آپ فرط حیرت سے اسے معجزہ یا کرامت کہیں گے۔ لیکن اگر پانی چھڑک کر آگ بجھائے تو آپ کو ذرہ برابر حیرت نہ ہوگی۔ اور آپ اسے ہرگز معجزہ یا کرامت نہ کہیں گے۔ سوال یہ ہے کہ دونوں میں تفریق کیوں؟ جبکہ پٹرول سے بھی آگ بجھتی ہے اور پانی سے بھی۔ آپ یقیناً یہی کہیں گے کہ پٹرول میں آگ بجھانے کی خصوصیت نہیں اور پانی میں ہے۔ اسلئے پہلی صورت کرامت ہے دوسری نہیں۔ پس اسی طرح انسان کے مادہ میں اڑنے کی خصوصیت نہیں اور جن کے مادہ میں اڑنے کی خصوصیت ہے، لہذا دونوں میں اڑنے کے اختیار کی نوعیت الگ الگ ہوگی۔ اس لئے دونوں کا حکم ایک نہ ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خانہ زاد تعریف کو باہر نکالئے۔ یہ آپ کو بالکل خانہ خراب کردے گی (۱) ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ اس تعریف کو قرآن وحدیث کے نصوص یا کتب لغت متعلقہ قرآن وحدیث سے ہرگز ثابت نہیں کرسکتے۔ ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ مذکورہ بالا حوالوں میں سے کسی سے بھی ثابت کردیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگرچہ ہمیں اطمینان ہے کہ آپ قیامت تک ایسا نہیں کرسکتے۔ (۲)

۳۔ آپ نے اپنی تحریر نمبرا (۳) شمارہ نمبر۲ میں شرک کی یہ تعریف کی ہے کہ ''اللہ کی ذات یا صفات یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے'' اور آپ ہی نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ مخلوق کی فطری قوت کے دائرے مختلف ہیں، پھر آپ ہی کی تحریر سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تیز رفتاری سے اڑنا جنوں کے دائرۂ اختیار میں ہے، اور ان کی فطری قوت ہے۔ انسانوں کی نہیں، اسلئے انسانوں کیلیئے اس کا ماننا تو مافوق الفطرۃ ہوکر شرک ہوسکتا ہے جنوں کیلیئے نہیں، جیسا کہ آپ کی آخری تحریر کے ص:۴ سے ظاہر ہے۔

سوال یہ ہے کہ جس نے انسانوں کیلیئے تیز رفتاری کا قول کیا تو اس نے جنوں کے ساتھ شریک کیا یا خدا کے ساتھ (۴) پھر جب خدا کے ساتھ نہیں شریک کیا تو آپ کی ذکر کی ہوئی تعریف شرک ''خدا کی ذات یا صفات یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے''

---

(۱) الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

(۲) آپ کا دعویٰ اور اطمینان تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ ع دعوی بلا دلیل قبول خرد نہیں۔ ہاں تحریر نمبرا میں جن نمبرات کے اندر جن نصوص کے حوالوں سے اس قوت کے اعتقاد کا ثبوت دکھلایا گیا ہے اگر آپ میں صلاحیت ہو تو اسے غلط ثابت کرنے کی کوشش کیجیئے۔ آپ کو قدر عافیت معلوم ہوجائے گی اس لئے آپ کو قیامت تک کی مہلت دی جارہی ہے۔

(۳) نمبرا۔ نہیں نمبر۲۔

(۴) خدا کے ساتھ۔ کیونکہ اس تیز رفتاری کا قول کرنا اس اعتقاد کا نتیجہ ہوگا کہ انسان کو اشیاء کی خصوصیات اور تاثرات بدلنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور انسان میں یہ اختیار ماننا خدا کے ساتھ شرک ہے، جنوں کے ساتھ نہیں کیونکہ ان کی تیز رفتاری ان کے اندر اس اختیار کے وجود کا تقاضہ نہیں کرتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اس تعریف کی رو سے شرک کیسے ہوا۔(۱)

صاحب! آپ بھی کئی طرح کی باتیں کرنے کے عادی کب سے ہو گئے؟

بات اک اور سیکڑوں اس کے جواب

ہم سے کچھ، غیروں سے کچھ۔ درباں سے کچھ (۲)

جناب والا! آپ ہمارے سوالات سے کل شاید اسی لئے دامن بچا رہے تھے کہ ان کا جواب دینے میں اپنی موت دیکھ رہے تھے (۳) آپ نے خواہ مخواہ شرک کی وہ تعریف کی۔ دوسری تعریف کیلئے ہم برسوں سے ہی بار بار تقاضا کر رہے ہیں اس کا ثبوت قرآن و حدیث اور کتب لغت متعلقہ قرآن و حدیث سے پیش کریں اور ان دونوں تعریفوں کا باہمی فرق واضح کریں (۴) فهل منكم رجل رشيد۔

آپ نے تحریر نمبر ۴ کے سوال نمبر ۹ کو مکابرہ کہا ہے آپ پر مکابرہ ایسا سوار ہے کہ آپ کو ہر بات مکابرہ ہی نظر آ رہی ہے۔ کیا یہ بات صحیح نہیں کہ ثبوت سے پہلے تنقیح دعویٰ ضروری ہے۔ دعویٰ میں آپ نے نبی، ولی، پیر، شہید چڑھاوا کو تحریر کیا ہے اور آپ کا حال یہ ہے کہ آپ پر اور تو اور خود علماء اہلحدیث کا قول بھی حجت نہیں اور آپ اپنے جی سے کلمات شرعیہ کے من مانا گڑھنے کے عادی جیسا کہ عبادت اور شرک کے معنی گڑھ لئے۔(۵) تو

---

(۱) آپ ہی بتلایئے کہ اب بھی اس سوال کی گنجائش ہے۔

(۲) پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

(۳) اس قسم کی جملہ بازیوں سے آپ کی حیثیت عرفی بدل نہیں سکتی ۔

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

(۴) کیا چوتھی تحریر کے سات صفحات (ص: ۳ تا ۹) میں آپ کو نظر نہیں آیا کہ کس طرح کے اعمال کو کس بناء پر شرک کہا گیا ہے یا اس سلسلہ میں جو آیات و احادیث پیش کی گئی تھیں انہیں آپ آیات و احادیث ہی نہیں مانتے۔ سنی دوستو! الیس منکم رجل رشید

(۵) کسی چیز کی ٹھیٹھ اور جامع تعبیر کو گھڑنا نہیں کہتے اور اگر یہ معانی گھڑے ہوئے تھے تو آپ دلائل سے اس کا گھڑنت ہونا ثابت کرتے تب قدر عافیت معلوم ہوتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


ہمارا جاننا یا عوام کا جاننا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ ہاں اگر آپ یہ اقرار کرلیں کہ علماء اہل حدیث کا تو نہیں مگر عوام کا قول آپ پر حجت ہوگا یا ہمارا جاننا حجت ہوگا تو ہم اپنے اس سوال کو واپس لینے کے لئے تیار ہیں، جب آپ پر کسی کا قول حجت نہیں تو ضروری ہے کہ آپ خود ہی ان چیزوں کے معانی بتائیں۔ اگر آپ نہ بتائیں گے اور بے تنقیح دعویٰ کے دلائل پیش کرتے رہیں گے تو یہ ضرور مکابرہ ہوگا۔ اور ان کے معانی پوچھنے کو مکابرہ کہنا مکابرہ در مکابرہ ہے۔(۱)

مشرک بتوں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ یہ چڑھاوا کیا چیز ہے اور وہ اس وقت کیا کرتے ہیں ان کی نیت کیا ہوتی ہے۔ یہ وہ جانیں یا آپ جانیں اس لئے کہ آپ نے بھی رامائن پڑھی ہے ہم اہلسنت نہ کہیں چڑھاوا چڑھاتے ہیں نہ اس کو جانتے ہیں۔(۲) ہم تو صرف یہ کرتے ہیں کہ حلوہ شیرینی کسی بزرگ کے مزار پر لے جا کر وہاں قرآن مجید درود شریف پڑھتے ہیں پھر یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ مسلمانوں کو اس کھانے کے کھلانے کا جو ثواب ہو اور میری تلاوت اور درود شریف پڑھنے کا جو ثواب ہو ان صاحب مزار کو پہنچا۔ بولئے یہ چڑھاوا ہے یا شرک؟(۳)

---

(۱) آپ کے ان سوالات کا مکابرہ ہونا تو اس رشیدیہ سے ثابت کیا گیا ہے جسے آپ سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ ہم اہلحدیث شرعی مسائل و احکام میں خدا اور رسول کے سوا کسی کے قول کو حجت نہیں مانتے۔ پس الفاظ کے لغوی یا عرفی معانی کی تعیین کے سوال کیلئے اس اصول کا حوالہ دینا بدترین مغالطہ اندازی ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ ان الفاظ کے وہی معانی مراد ہیں جو معروف ہیں۔

(۲) تو پھر آپ نے اس پر مناظرہ منظور کر کے اس کے شرک نہ ہونے کا ایک متعین شرعی موقف کیسے اختیار کرلیا؟ آپ اہل حدیث مناظر کوٹکا سا جواب دے کر اسے موضوع مناظرہ سے نکلوا دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ چڑھاوے کا شرک ہونا ثابت ہو گیا اور آپ کیلئے انکار کی گنجائش نہ رہ گئی تو اب تجاہل برت رہے ہیں کیا تجاہل عارفانہ ہے کہ سب کچھ جان کر تم ہمیں سے پوچھتے ہو کیا تمہارے دل میں ہے

(۳) ممکن ہے آپ صرف اتنا ہی کرتے ہوں مگر اس کی بھی صحت کیلئے آپ کے پاس شرعی سند ہونی چاہئے۔ آپ خود خدا اور رسول نہیں ہیں کہ آپ کو شرعی مسائل ایجاد کرنے کا حق ہو اور نہ اسلام ناقص ہے کہ آپ اپنے ایجاد کردہ مسائل کے ذریعہ پیوند کاری کر کے اس کی تکمیل کریں۔ ہاں آپ ذرا مزاروں=

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعد وصال اولیاء کرام سے ہماری درخواست استعانت اور امداد یہ ہے کہ ہم ان کو صاحب کرامت بزرگ سمجھ کر ان سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ ہمارا یہ کام ہو جائے۔ یا آپ خود کر دیں بولئے یہ شرک ہے یا نہیں (۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات ج:۱ص:۷۱۵ میں لکھتے ہیں:

''حجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمد اد کردہ شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بوے بعد از وفات و یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرف ہائے ایشاں در حیات خود یا بیش تر و شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیاء شمردہ و مقصود حصر نیست۔ آنچہ خود دیدہ و یافتہ است گفتہ و سیدی احمد ابن مرزوق کہ از اعاظم فقہاء و علما، و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من بگفتم قوی می گویند کہ امداد حی سنت و قوی تر است و من می گویم کہ امداد میت قوی تر است۔ پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وے در بساط حق است و در حضرت اوست و نقل دریں معنی ازیں طائفہ بیش تر از آں است کہ حصر و احصاء کردہ شود و یافتہ نہ می شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف ایں باشد و رد کند ایں را۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے کہا ہے کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جا سکتی ہے، مشائخ عظام میں سے ایک نے

---

= کا طواف کر کے اپنے فرقہ کا حال دیکھ لیجئے کہ آیا صرف اتنا ہی کیا جاتا ہے جتنے کی آپ نے نشاندہی کی ہے یا اور بھی کچھ ہوتا ہے۔ موٹر اور ٹرک لے کر چلنے والے ہندو اور مسلمان مزاروں کے پاس گاڑیاں روک کر یکساں طور پر پیسے دیتے، ریوڑی، بتاشے وغیرہ پیش کرتے ہیں کیونکہ دونوں کو یکساں طور پر ''باباجی'' کے ''جلال'' کا خطرہ ہے، اور ان کی رضا مطلوب ہے۔ کچھوچھہ اور بریلی جائیے، دہلی اور اجمیر کی سیر کیجئے، بلکہ گھر بیٹھے مبارکپور میں بھی دیکھئے، ہر جگہ ''ایصال ثواب'' کے بجائے ''حصول مراد'' کیلئے روپئے، پیسے، حلوے، مرغ، ریوڑی، بتاشے، چادر، گاگر وغیرہ کے چڑھاوے نظر آئیں گے۔ اور سورہ فاتحہ اور درود شریف کے بجائے مرادوں کے وظیفے جاری ہوں گے۔ فرمائیے! یہ چڑھاوا ہے یا نہیں؟ اور شرک ہے یا نہیں؟ (۱) موضوع مناظرہ پڑھ لیجئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہا کہ میں نے مشائخ میں سے چار شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں ویسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنی زندگی میں یا کچھ زیادہ، اور شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی اور دوسرے حضرات کو۔ اور مقصود حصر نہیں ہے جو خود دیکھا اور پایا کہا۔ سیدی احمد بن مرزوق نے جو عظمائے فقہاء وعلماء ومشائخ مغرب میں سے ہیں فرمایا کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا فوت شدہ کی، میں نے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ فوت شدہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ تو شیخ نے کہا ہاں۔ اس لئے کہ وہ بارگاہ حق میں ہے۔ اور اس کے حضور میں۔ اس گروہ کے اس معنیٰ کی نقل حصر واحصاء کی حد سے باہر ہے کتاب وسنت اور اقوال سلف میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جاتی جو اس کے منافی ہو۔ (۱)

---

(۱) آپ کی مجبوری بھی قابل رحم ہے کہ خدا اور رسول کے مقابل میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کر رہے ہیں: گویا۔

اس نقش پا کے سجدے نے اتنا کیا ذلیل
ہم کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل چلے

پھر آپ نے چابکدستی یہ فرمائی کہ شیخ کی عبارت کا اگلا اور پچھلا حصہ کاٹ کر خصوصاً شیخ کا وہ اشارہ کاٹ کر جو اس مسئلہ میں بنیادی نکتہ کی حیثیت رکھتا ہے اپنے مطلب کی چیز پیش کر دی ہے۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں:

''ومتصرف حقیقی نیست گر خدا عز شانہ وہمہ بقدرت اوست، وایشاں فانی اند در جلال حق سر حیات وبعد از ممات۔ پس اگر دادہ شود مراحدے راچیزے بوساطت یکے از دوستان حق ومکانتی کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانہ در حالت حیات بود، ونیست فعل وتصرف دو ہر در دو حالت مگر حق را جل جلالہ وعم نوالہ نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت ویافتہ نشدہ است دلیلی براں''

یعنی متصرف حقیقی اللہ عز شانہ ہی ہے۔ اور سب کچھ اس کی قدرت سے ہے۔ اور یہ (اولیاء) زندگی اور موت کے بعد حق کے جلال میں فنا ہیں۔ پس اگر کسی کو حق کے دوستوں میں سے کسی کی وساطت سے اور جو درجہ وہ خدا کے نزدیک رکھتا ہے اس کے سبب دیدی جائے تو کچھ دور نہیں۔ جیسا کہ حیات کی حالت میں تھا اور دونوں حالتوں میں فعل اور تصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ ہی کا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جو دونوں حالتوں میں فرق کرے۔ اور اس پر کوئی دلیل نہیں پائی گئی۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



= دیکھئے شیخ صرف اتنی بات تسلیم کرتے ہیں کہ اولیاء کی وساطت اور ان کے مرتبہ کی بنا پر اگر خدائے تعالیٰ کسی کو کوئی چیز دیدے تو ایسا ہونا ممکن ہے، یعنی ایسا واقعی ہوتا ہے یا نہیں اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ صرف ان کا ایک اندازہ اور قیاس ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کے عقائد محض قیاس اور اندازے کی بنیاد پر اختیار نہیں کیے جا سکتے۔

پھر کسی کی وساطت کا ایک مفہوم تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے سفارش کر دے، اور دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کی طرف سے اختیار پا کر کسی کا کوئی کام پورا کر دے۔ یہ دوسرا مفہوم ان کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ "(موت وحیات) دونوں حالتوں میں فعل اور تصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ ہی کا ہے" اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اولیاء ان افعال کے نہ خالق ہیں نہ کاسب ہیں۔ یعنی اگر کسی کو کچھ مل جائے تو اس میں اولیاء کے عطائی اختیار کا بھی کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ جو بندے جو افعال اپنے اختیار عطائی سے کرتے ہیں ان کے فاعل وہی کہلاتے ہیں۔ مثلاً اللہ کو نمازی، روزہ دار، عابد نہیں کہہ سکتے کیونکہ بندے نے یہ افعال اپنے عطائی اختیار سے کیے ہیں، پس تصرف اور فعل دونوں اللہ کا ماننا اس بات کی دلیل ہے کہ اولیاء کو اس کا کوئی عطائی اختیار بھی نہیں کہ وہ کسی کو کچھ دیدیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ مردوں میں تصرف ماننے کی ایک صورت وہ ہے جو حضور ﷺ کے زمانے میں پیش آئی تھی کہ ایک صاحب اپنی قبر میں سورہ الملک تلاوت کرتے ہوئے سنے گئے۔ اس طرح کے تصرف سے کسی کو انکار نہیں۔ دوسری صورت وہ ہے جسے صاحب ردالمختار نے تصرف فی الامور سے تعبیر کیا ہے اور جسے اولیاء اور بزرگوں میں مان کر لوگ ان سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ آپ نے شیخ کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں کہیں اس دوسرے تصرف کا کوئی ذکر نہیں۔

مزید سنئے! کہ قبروں یا مُردوں سے استمداد کا ان کے نزدیک کیا مطلب ہے اس سلسلہ میں ان کا ارشاد ہے:

"شیخ ابن حجر ہیثمی مکی نے حدیث **لعن اللّٰہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد** " کی شرح میں فرمایا ہے کہ یہ (لعنت) اس تقدیر پر ہے کہ قبر کے پہلو میں اس کی تعظیم کے طور پر نماز پڑھے کیونکہ یہ بالاتفاق حرام ہے۔ لیکن کسی پیغمبر یا بزرگ کے پڑوس میں مسجد بنا لینا اور اس کی قبر کے نزدیک نماز پڑھنا، قبر کی تعظیم کی نیت سے نہیں بلکہ اس سے حصول مدد کی نیت سے تاکہ عبادت کا ثواب قبر کی برکت اور اس پاک روح کے پڑوس میں ہونے وجہ سے کامل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے تحریر نمبر۴ میں وسیلہ کی تشریح کیلئے روح المعانی کو چنا حالانکہ یہ آپ ہی کے گروہ کے آدمی ہیں جیسا کہ آپ نے خود اپنی پسندیدہ اور مترجم کتاب ''محمد ابن عبدالوھاب'' کے صفحہ ۲۶۴ پر ان کو سلفی علماء میں شمار کیا ہے۔ اپنے ہی کسی عالم کا قول ہم پر الزام کیلئے پیش کرنا مناظرہ ہے، مجادلہ ہے، مکابرہ ہے، مناظرہ رشید یہ دیکھ کر بتائیے (۱) پھر آپ نے درمختار اور ردالمختار کی عبارتیں ہم پر الزام دینے کیلئے پیش کی ہیں۔ الزام خصم کے لئے خصم کے مسلمات کو پیش کرنا مناظرہ ہے کہ مجادلہ ہے کہ مکابرہ، ذرا مناظرہ رشیدیہ

=اس سے ثابت ہوا کہ شیخ کے نزدیک مردے کا قبر سے استمداد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان سے اپنی کوئی مراد مانگی جائے۔، اور ان کی مدد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ مراد پوری کر دیتے ہیں۔ بلکہ شیخ کا مطلب صرف یہ ہے کہ بزرگ لوگوں پر چونکہ اللہ کا انعام ہوتا ہے اور ان کی قبر اس انعام اور برکت کے اترنے کی جگہ ہوتی ہے اس لئے ان کے پڑوس میں کوئی شخص عبادت کا کام کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس انعام اور برکت میں اسے بھی شامل کر لیتا ہے یعنی اس ''مدد'' کے پہنچنے میں اولیاء اور بزرگوں کی کسی طاقت اور اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا، بلکہ یہ بھی متعین نہیں کہ ان بزرگوں کو اس کا علم ہوتا اور پتہ چلتا ہے۔

ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر بتایئے کہ وسیلہ مروجہ میں جن نکات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے کیا ان میں سے کوئی ایک نکتہ بھی ایسا ہے جس کے بارے میں اہلحدیث کا موقف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہو، اس کے بعد یہ یاد رہے کہ شیخ عبدالحقؒ کے ارشادات ہمارے اوپر حجت نہیں اور نہ ان کے ارشادات سے ہمیں پورے طور پر اتفاق ہے'' جس تاویل کی بنا پر انہوں نے قبر کے پاس نماز درست قرار دی ہے یہ حدیث کے اطلاق وعموم کے خلاف تو ہے ہی، قبر پرستی جیسے مفسدہ کا زینہ بھی ہے، اس کے مشابہ بھی ہے اور ایک خیالی علت پر مبنی ہے، لہذا ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔

(۱) بریلوی مناظر صاحب کا کمال بھی قابل رحم ہے۔ آلوس ایک مقام کا نام ہے جس کی طرف منسوب ہو کر کئی علماء نے شہرت پائی۔ روح المعانی کے مصنف علامہ محمود بن عبداللہ آلوسی حنفی ہیں جن کی وفات سن ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ ''محمد بن عبدالوھاب'' نامی کتاب کے ص: ۲۶۴ پر جن آلوسی صاحب کا ارشاد بطور تائید نقل کیا گیا ہے وہ سید محمود شکری آلوسی ہیں جو روح المعانی کے مصنف کے بہتر برس بعد ۱۳۴۲ھ میں گذرے ہیں، دونوں کو ایک سمجھنا بریلوی مناظر کا دلچسپ کمال ہے اور اس کمال پر یہ طنطنہ اور ہمہمہ؟

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیکھ کر بتائیے۔(۱) آپ نے جہاں اس کو شرک کہا ہے "ہماری مرادیں خود پوری کر دیتے ہیں" وہیں اس کو بھی شرک کہا ہے "یا اللہ تعالیٰ سے منوا کر پوری کرا دیتے ہیں" آئیے ہم آپ پر حجت تمام کر دیں۔(۲)

ا۔ یہ دیکھئے بخاری اور مشکوٰۃ کی حدیث ہے۔ **مازال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببته ، فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سألنی لاعطینه** (بخاری ج:۲ص:۹۶۳)

اس حدیث میں اللہ رب العزت نے فرمایا میں اپنے محبوب کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ بولئے ! اللہ عزوجل میں مافوق الفطری قوت ہے یا نہیں؟ اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کو اپنی ذات و صفات کا مظہر بنا دے تو اس بندے میں مافوق الفطری قوت ہوئی۔ یا نہیں؟ اور وہ خود اس کی قوت رکھیں گے، یا نہیں؟ کہ لوگوں کی مرادیں اللہ کی دی ہوئی قوت سے خود پوری کریں اگر نہیں۔ تو امام رازی کو کیا کہتے ہو؟ جو لکھتے ہیں "وکذلک العبد اذا واظب علی الطاعات

---

(۱) اب تو آپ کا جوش اتر چکا ہوگا۔ رشید یہ دیکھ کر اپنے آپ کو داد دے لیجئے۔ الزام خصم کیلئے خود خصم کے مسلمات نہیں پیش کئے جائیں گے تو کیا اپنے پیش کئے جائیں گے؟

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

(۲) اگر آپ کی نظر میں موضوع مناظرہ کے یہ الفاظ ہوتے کہ "انبیاء، اولیاء اور پیروں وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی غیبی اور اسباب سے بالاتر روحانی قوت دے رکھی ہے کہ یہ لوگ اس قوت کے ذریعہ ہماری مرادیں خود پوری کر دیتے ہیں یا اللہ تعالیٰ سے منوا کر پوری کرا دیتے ہیں" تو آپ کو آپ کی ساری حجتیں ناقص نظر آتیں۔ یاد رکھئے یہاں "قوت" کے "ذریعہ منوا کر" مراد پوری کرانے کا مسئلہ زیر بحث ہے "لجاجت" کے ساتھ "مانگ" کر پوری کرانے کا نہیں۔ "منوانے" اور "مانگنے" اور "لجاجت" اور "قوت" کا فرق ملحوظ رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بلغ الی المقام الذی یقول اللہ تعالیٰ کنت لہ سمعاً و بصراً فاذا صار نور جلال اللہ سمعاً لہ یسمع القریب و البعید و اذا صار ذالک النور بصراً یبصر القریب و البعید و اذا صار ذالک النور یداً لہ قدر علی التصرف فی السھل و الصعب و القریب و البعید (تفسیر کبیر ص:۹۱ ج:۲۱)

بندہ جب طاعت پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام پر پہونچ جاتا ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ میں اس کا کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں، نور جلال الٰہی جب اس کا کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب و دور کی آواز سنتا ہے، اور نظر ہو جاتا ہے تو نزدیک و دور کی چیز دیکھتا ہے اور جب ہاتھ ہو جاتا ہے تو نرم و سخت قریب و بعید پر تصرف کی قدرت رکھتا ہے۔ بولئے! نزدیک و دور کی آواز سننا اور دور و نزدیک کو دیکھنا نرم و سخت، قریب و بعید میں تصرف کی قدرت، مافوق الفطری قوت ہے یا نہیں؟ اور امام رازی اسے مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور امام بخاری اور ان کے اس حدیث کے تمام شیوخ، صحابی حضرت ابو ہریرہ، اور خود حضور ﷺ، بلکہ اللہ عزوجل، مشرک ہوا کہ نہیں؟ بہادر ہوں تو ایسے ہوں (۱) اور لیجئے۔

---

(۱) ایک تو آپ نے حدیث کا مطلب غلط بیان کیا اور اوپر سے اچھل کود؟ سنئے! سوال یہ ہے کہ آپ اس حدیث کا معنی حقیقی مراد لیتے ہیں یا معنی مجازی؟ اگر معنی حقیقی مراد لیتے ہیں تو یاد رہے کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ''میں اپنے محبوب کا کان ہو جاتا ہوں...... آنکھ ہو جاتا ہوں...... ہاتھ ہو جاتا ہوں...... پاؤں ہو جاتا ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو خدا ہے وہی بعینہٖ اس بندے کا کان ہے، آنکھ ہے، ہاتھ ہے، اور پاؤں ہے تو کیا آپ کسی مخلوق کے ہاتھ پاؤں اور کان آنکھ کو خدا ماننا شرک نہیں سمجھتے؟ اگر سمجھتے ہیں تو فرمایئے کہ ''امام بخاری اور ان کے اس حدیث کے تمام شیوخ، صحابی حضرت ابو ہریرہ اور خود حضور ﷺ بلکہ خود اللہ عزوجل مشرک ہوا کہ نہیں۔؟ بہادر ہوں تو ایسے ہوں''

اور اگر آپ اس حدیث کا معنی حقیقی مراد نہیں لیتے بلکہ پوری امت ''مسلمہ'' کی طرح آپ کے نزدیک بھی اس کا معنی مجازی مراد لینا متعین ہے، تو بتلایئے کہ آپ کے پاس اس معنی کو مراد لینے کی کیا دلیل ہے جسے آپ نے بیان فرمایا ہے درانحالیکہ یہاں معنی مجازی کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک حدیث یا آیت کے مجازی مفہوم میں ایسے احتمال کو قبول کر لینا درست ہے جو قرآن مجید کی محکم آیات سے ٹکراتا ہو؟ اگر نہیں تو پھر پچھلی تحریروں میں قرآن مجید کی محکم آیات سے ثابت کیا جا چکا ہے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



= ہے کہ مشرکین مکہ فرشتوں، پیغمبروں، ولیوں اور بزرگوں کے اندر جو عطائی قوت مانتے تھے انہیں اس قوت کا ایک چھلکا اور ایک ذرہ بھی نہیں ملا ہے۔ اب آپ بتائیے کہ اس حدیث سے آپ اللہ کے نیک بندوں میں جو قوت ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کون سی قوت ہے؟ اور مشرکین مکہ اللہ کے نیک بندوں میں جو قوت مانتے تھے وہ کون سی قوت ہے؟ اگر آپ مافوق الفطرۃ کی ٹھیٹھ اور جامع تعبیر سے سہمے ہوئے ہیں تو آپ کوئی دوسری تعبیر اختیار کر لیجئے، مگر اللہ کے نیک بندوں میں جو قوت آپ مان رہے ہیں، اور جو قوت مشرکین مکہ مان رہے تھے دونوں کا فرق بالکل دوٹوک طور پر واضح کیجئے! کیونکہ مشرکین مکہ جو قوت مان رہے تھے قرآن صاف اور دوٹوک طور پر بتلاتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو اس قوت کا ایک چھلکا اور ایک ذرہ بھی نہیں ملا ہے۔ اور آپ جو قوت مانتے ہیں صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث کے خود ساختہ معنی کی رو سے، آپ اسے اللہ کے بندوں میں ثابت کر رہے ہیں۔ پس آپ اس حدیث کو قرآن کے ساتھ ٹکرانے سے اسی صورت میں بچا سکتے ہیں جبکہ اللہ کے نیک بندوں میں آپ اپنی مانی ہوئی طاقت اور مشرکین کی مانی ہوئی قوت کا فرق واضح کر دیں۔ ورنہ تسلیم کیجئے کہ آپ نے اس حدیث کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ غلط ہے، باطل ہے، قرآن کے خلاف ہے، اور اسلامی توحید کے منافی ہے۔ دوست!

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہاں! اگر ہماری اس گرفت سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی ہو تو ریوڑی بتاشے لے کر امام رازی کی قبر پر چلے جائیے اور اگر ان کی قبر نہ معلوم ہو تو زمین سونگھ کر بزرگوں کے مدفن معلوم کرنے کا جو انوکھا ہنر آپ حضرات کو حاصل ہے اسے استعمال کیجئے۔ اور امام رازی سے مسئلہ حل کرائیے، مگر یاد رکھئے کہ

| | |
|---|---|
| پائے استدلالیاں چوبیں بود | پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود |
| گر بہ استدلال کار دیں بودے | فخر رازی راز دار دیں بودے |

جناب والا! امام رازی کی تحریر کے مضمرات سمجھنے کی کوشش کیجئے، اور خدا اور رسول کے ارشاد کے مقابل میں کسی شخصیت کو پیش کر کے عوام کو فریب دینے کی کوشش نہ کیجئے۔

اس کے بعد سنئے! کہ بڑے بڑے علماء امت کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ جب اللہ کا محبوب بن جاتا ہے تو اسکا کان، اس کی آنکھ، اس کا ہاتھ اور اس کے پاؤں سب کے سب کلی طور پر اللہ کی رضا کے تابع اور اس کی مرضی کے حوالے ہو جاتے ہیں، وہ اپنے کان سے وہی بات سننی گوارہ کرتا ہے جس سے اللہ راضی ہو، وہ اپنی آنکھ سے وہی چیز دیکھنا گوارہ کرتا ہے جس کا حکم یا جس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حدیث کا آخری ٹکڑا ''اگر وہ مانگے تو ضرور ضرور دوں گا۔'' یہ منوانا نہیں۔تو اور کیا ہے؟ بولئے اس لحاظ سے امام بخاری، ان کے شیوخ، صحابی رسول، اور خود رسول، اور خود اللہ عزوجل مشرک ہوئے کہ نہیں (۱)

اور سنئے! رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ **رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لا برہ** (ص:۳۲۹، ج:۲، مسلم شریف) بہت سے پراگندہ دروازوں سے ہٹائے ہوئے (اللہ کے بندے) ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ضرور ان کی قسم پوری فرمائے گا۔

۳۔ نیز بخاری شریف میں ہے ''**ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ** (بخاری ج:۲ ص:۶۶۴) (خدا کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر قسم کھالیں تو اللہ ضرور پوری فرمائے۔ بولئے یہ منوانا ہے، یا نہیں (۲) اور پھر وہی بتایئے آپ کے اس فتوے کی رو سے راویان حدیث اور خود حضور ﷺ ایک اور وجہ سے معاذ اللہ مشرک ہوئے کہ نہیں۔

---

= اجازت اللہ نے دی ہے۔ وہ اپنے ہاتھ پاؤں انہیں چیزوں کے پکڑنے اور انہیں کاموں کے واسطے چلنے میں استعمال کرتا ہے جس سے اللہ خوش ہو۔ اس کے ان اعضاء کو اللہ تعالیٰ شر سے محفوظ رکھتا اور خیر کی توفیق دیتا ہے۔ بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ (دیکھئے فتح الباری ۲۹۵/۱۱ مطبوعہ بولاق مصر) بتایئے! کیا ان باتوں سے بندے کے اندر کوئی فوق الفطری قوت ثابت ہوتی ہے؟ اور آپ نے جو زور باندھا ہے کیا اس کی حیثیت پانی کے بلبلے سے زیادہ کچھ بھی ہے؟۔

(۱) حدیث میں ''مانگنے'' پر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ کسی طاقت کے ذریعہ ''منوانے'' پر مان جانے کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ کیا آپ کے نزدیک مانگنا اور طاقت کے ذریعہ منوانا ایک چیز ہے؟ اور سوال کے معنی طاقت کے ذریعہ منوانے کے ہوتا ہو؟ اگر ہاں تو چابت کیجئے! اور اگر نہیں تو پھر بتایئے کہ اہل حدیث مناظر پر آپ کے اس اعتراض کی کیا آبرو رہ جاتی ہے۔ ع ایاز قدر خود بشناس

(۲) جی نہیں! اسے ہرگز ''کسی طاقت کے ذریعہ'' منوانے سے تعبیر نہیں کرسکتے۔ یہ تو ان کی نیکی اور تقویٰ پر اللہ کی طرف سے فضل وانعام، اعزاز واکرام اور احسان وتکریم ہے۔ اسے ''منوانے'' سے تعبیر کرنا اور وہ بھی کسی ''طاقت کے ذریعہ'' اللہ تعالیٰ کی سخت توہین ہے۔ اور اس کے ارشاد **ولم یکن لہ ولی من الذل** کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی طرح کمزور نہیں ہے کہ اس پر کوئی شخص کسی طرح کا دباؤ ڈال سکے ایسا تصور بریلوی علماء ہی کو مبارک ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ لوگ خود بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانتے ہیں اسے صحیح جان کر پڑھتے پڑھاتے ہیں ۔ امام بخاری اور ان کی کتاب صحیح کے جملہ رواۃ کو عادل، ثقہ مانتے ہیں، مشرک ہوئے کہ نہیں؟(۱)

۴۔ اور بتایئے کہ وہ جو بخاری میں ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی **ما اری ربک الا یسارع فی ھواک** میں یہی دیکھتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ بولئے کون مشرک ہوا(۲)

۵۔اور بولئے !وہ جو فرمایا **و لسوف یعطیک ربک فترضیٰ** (سورہ والضحیٰ پ:۳۰) اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ بولئے! یہ منوانے میں داخل ہے کہ نہیں (۳) پھر مشرکین کی فہرست میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو بھی شامل کرلیں (۴) (معاذ اللہ)

۶۔ایک اور حدیث ہے **و حق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک بہ** (ص:۴۴ ج:۱، مسلم) اللہ پر بندوں کا حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے اسے، جو اس کے ساتھ شرک نہ کرے۔ تجزیہ فرمایئے کہ یہ کیا ارشاد ہے؟ کیا یہ منوانے سے بھی بڑی بات نہیں ہے(۵)

---

(۱) اب تو آپ کو خود سمجھ میں آرہا ہوگا کہ آپ کا یہ سوال آپ کے یرقان اور ہذیان کے دو آتشہ سے مرکب ہے۔

(۲) وہ جو اس کو خدا کا فضل و انعام اور اعزاز و اکرام سمجھنے کے بجائے خدا کی کمزوری کا نتیجہ سمجھے ۔

(۳) ہرگز نہیں! بلکہ یہ فضل وعنایت اور اعزاز و اکرام ہے

(۴) نہیں صاحب! بلکہ اس فہرست میں اول سے آخر تک آپ حضرات ہی رہئے اور جھوم جھوم کر یہ قوالی پڑھئے۔ جس طرف دیکھئے ہمیں ہم ہیں تنہائی بہار اللہ اللہ
اور اگر تنہائی سے گھبرا جائیں تو ''ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا'' کہہ کر مشرکین مکہ کو پکار لیجئے گا۔ ان کے پیچھے پیچھے قوم نوح تک کے تمام مشرکین آپ کا غم غلط کرنے کیلئے آجائیں گے۔

(۵) ہرگز نہیں ہے۔ اور تو اور آپ خود اپنے گروپ کے علماء کی تشریح اگر ''حق'' کے سلسلے میں دیکھیں گے، تو آپ کے فکر کی تاریکیاں دور ہو جائیں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۷۔ انبیاء واولیاء کی بات تو جانے دیجئے، وہ جو کچے بچے کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اپنے والدین کے جہنم میں جانے پر جھگڑا کرے گا یہاں تک کہ ارشاد ہوگا۔ ایھا السقط المراغم ربه ادخل ابویک الجنة (مشکوٰۃ ص: ۱۵۴) اے کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے، جا اپنے والدین کو جنت میں لے جا، بولئے۔ یہ تو ضرور منوانا ہے۔ یہاں کیا ارشاد ہے۔ (۱)

آیئے! ہم آپ کو اقتدار مصطفیٰ ﷺ اور ان کی مافوق الفطرۃ قوت کا ایک دلآویز نظارہ دکھائیں۔ شاید آپ کا دل بھی کچھ روشنی پائے۔

**عن ربیعة بن کعب قال کنت ابیت مع رسول الله ﷺ فاتیته بوضوءه وحاجته فقال لی "سل" فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنة قال او غیر ذالک، فقلت هو ذاک فقال: فاعنی علی نفسک بکثرة السجود** (رواہ مسلم بحوالہ المشکوٰۃ ص: ۸۴)

ترجمہ: میں سرکار دو جہاں نبی قادر ومختار باذن اللہ الجبار ﷺ وجل جلالہ (۲) کے وہاں رات میں رہتا۔ ایک دفعہ رات میں آپ کے لئے وضو کا پانی اور دیگر ضرورت کی چیزیں لایا۔ آپ نے فرمایا ربیعہ مانگو، میں نے عرض کی میں آپ سے مانگ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ جنت میں رہوں آپ نے فرمایا تو تم اپنے نفس پر میری مدد زیادہ سجدہ کرکے

---

(۱) یہ بھی "طاقت کے ذریعہ منوانا" نہیں ہے۔ یہ بچے کے والدین کے صبر وبرداشت پر اللہ کے الطاف وعنایات کا محض ایک اسلوب ہے۔ اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو پہلے اس کچے بچے میں وہ اسباب سے بالاتر غیبی اور روحانی (یعنی فوق الفطری) قوت ثابت کیجئے جس قوت کے ذریعہ لوگوں کی مرادیں منوا کر پوری کرانے کی بات موضوع مناظرہ میں کہی گئی ہے۔ اس کے بعد سوال کیلئے منہ کھولئے اور یہ یاد رکھ کر کہ:

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

(۲) یہ آپ ترجمہ کر رہے ہیں بتایئے کہ خط کشیدہ عبارت حدیث کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ کیا یہ وہی سنت یہود نہیں جسے قرآن نے سورہ آل عمران: ۷۸ میں بیان کیا ہے۔ **وان منهم لفریقا یلوٗن السنتهم بالکتاب لتحسبوه من الکتاب وما هو من الکتاب ویقولون هو من عندالله وما هو من عندالله** اور جس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے **فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عندالله لیشتروا به ثمناً قلیلا الآیة** : (البقرۃ: ۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرو۔اس حدیث کی شرح میں محقق علی الاطلاق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''از اطلاق سوال کہ فرمود ''سل'' بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد''

حضور ﷺ کے سوال کے اطلاق سے کہ آپ نے لفظ ''سل'' (مانگ) فرمایا کسی بھی مقصد کی تخصیص نہیں کی، معلوم ہوتا ہے کہ سب کام انہیں کی ہمت و کرامت کے ہاتھوں میں ہے جس کو چاہیں اور جو چاہیں اپنے پروردگار کی اجازت سے دیدیں۔اس حدیث اور اس کی شرح سے مندرجہ ذیل امور واضح ہو جائے۔

۱۔ حضور نے مطلقاً فرمایا کہ جو چاہو مانگو اس اطلاق سے ظاہر ہے کہ آپ کو دونوں عالم کی ہر چیز کا اختیار ہے۔

۲۔ حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ سے ایک ایسی چیز (جنت) طلب کی جو اس اسباب سے نہیں گویا ان کا عقیدہ تھا کہ حضور مافوق الفطرۃ طاقت رکھتے ہیں اور جنت دے سکتے ہیں۔(۱)

۳۔رسول اللہ ﷺ نے او غیـــر ذٰلک فرما کر انہیں مزید مانگنے کا حوصلہ دیا (۲) ان کے سوال کی تردید نہیں فرمائی اس طرح سے حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعتقاد کی تثویب (۳) فرمائی۔

---

(۱) جنت نہیں بلکہ جنت میں آپ کی رفاقت چاہی تھی۔دونوں میں بڑا فرق ہے۔ریل گاڑی میں کوئی آپ کا ساتھ چاہتا ہو تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ریل گاڑی آپ کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔

(۲) مگر شیخ محقق نے تو یہ لکھا ہے ''حاصل معنی آنکہ چیزے دیگر خواہ کہ ایں مرتبہ کہ می خواہی بس عظیم است'' حاصل معنی یہ ہے کہ کوئی دوسری چیز چاہو کیونکہ جو مرتبہ تم چاہتے ہو بہت بڑا ہے۔اس سے تو معلوم ہوا کہ مزید نہیں بلکہ کمتر مانگنے کی طرف توجہ دلائی۔

(۳) اصل تحریر کا املا یہی ہے۔خیر سنئے! اگر اس حدیث کے اطلاق و عموم کا یہی مطلب ہے کہ حضور ﷺ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ حضرت شیخ محقق علی الاطلاق جن کا احسان ہندوستان میں قیامت تک علم حدیث پڑھنے والوں کی گردن پر رہے گا کہ انہوں نے ہندوستان میں علم حدیث پھیلایا۔ یہی شیخ محقق فرماتے ہیں۔ یہ حدیث مبارک رسول اللہ ﷺ کے اختیارات تامہ کی ایک دستاویز ہے کہ جس کو چاہیں اور جو چاہیں دے سکتے ہیں۔ بتایئے کیا آپ ان کو بھی مشرک

---

= سے جو چاہے مانگا جا سکتا ہے اور آپ سب کچھ دینے کا اختیار رکھتے ہیں تو کیا حضرت ربیعہ یہ سوال کر سکتے تھے کہ اے حضور پاک ﷺ آپ اپنی نبوت مجھے دید یجئے۔ یا اللہ تعالیٰ سے ساری خدائی واختیارات چھین کر میرے حوالہ کر دیجئے؟ فرمایئے اور سوچ سمجھ کر فرمایئے اگر ایسا سوال نہیں کیا جا سکتا تھا تو پھر اس حدیث کا اطلاق کہاں گیا؟ اور اگر آپ یہ فرمانے لگیں کہ یہ چیز آپ کے دائرہ اختیار میں نہیں تھی تو گذارش ہے کہ آپ پہلے حضور ﷺ کے دائرہ اختیار کی تعیین کتاب وسنت کی روشنی میں فرما دیجئے۔ پھر آپ کو اس ''اطلاق'' کی قدر عافیت کا پتہ چل جائے گا۔

پھر پلٹیئے! اور نظر اٹھا کر دیکھئے کہ حضور پاک ﷺ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دے رہے ہیں؟ یہ نہیں فرماتے کہ ہاں! ہاں! مطمئن رہ جنت میں اپنے ساتھ رکھنا میرے اختیار میں ہے۔ بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ سجدوں کی کثرت کے ذریعہ تم میری مدد کرو۔ کیا حضور پاک ﷺ ''دونوں عالم کی ہر چیز کا اختیار'' رکھتے ہوئے بھی حضرت ربیعہ کی مدد کے محتاج تھے؟ اگر تھے تو پھر با اختیار کہاں ہوئے؟ اور اگر نہیں تھے تو مدد مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور پھر مانگی بھی تو کثرت سجود کی۔ یعنی ایک اعلیٰ درجے کے عمل صالح کی مدد کیوں مانگی؟

آپ ان سوالات پر سنجیدگی سے غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ نہ حضور ﷺ کے اطلاق کا منشا یہ تھا کہ آپ کو دونوں عالم کی ہر چیز کا اختیار ہے۔ نہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ حضور کو کوئی مافوق الفطرۃ قوت حاصل تھی۔ جس کے ذریعہ وہ جنت دے سکتے تھے حضور پاک ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ تم مجھ سے میرے حسب حال کوئی سوال کرو۔ حضرت ربیعہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں آپ کی رفاقت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کیلئے تم اس طرح میری مدد کرو کہ کثرت سے سجدے کیا کرو۔ اس طرح میری دعا تمہارے عمل صالح کے ساتھ مل کر خدا کے ہاں مقبول ہو جائے گی۔ اور تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

کچھ آیا سمجھ شریف میں؟ ہوش کے ناخن لیجئے۔ اپنی خیالی پگڈنڈیوں پر دوڑیں گے تو خار زار میں الجھ کر رہ جائیں گے، اور حدیث پاک کو قرآن مجید کے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کریں گے تو شریعت اسلامی کا آبگینہ چور چور ہو جائے گا اور آپ کو جرعۂ خام بھی نہ مل سکے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہیں گے اور ان کے احسان کا انہیں اسلام سے خارج کر کے بدلہ چکائیں گے۔ (۱)

مولانا آپ دل پر ہاتھ رکھ کر خود بھی سوچیے اس دنیا میں رہ کر پیغمبر خدا ﷺ سے جنت مانگنا وہی آپ کے مافوق الفطری قوت کا اعتراف وعقیدہ ہے کہ نہیں؟ بولئے! آپ کس کو مشرک کہئے گا۔ (۲)

عالم اسلام کا یہ کتنا دردناک سانحہ ہے کہ دعویٰ اسلام واقرار رسالت وادعاء محبت رسول کے باوجود آپ کا یہ موقف ہے کہ انبیاء و رسل خود...... خاتم الانبیاء اپنے زمانہ کے لچوں، لفنگوں بلکہ فرعون و شیطان تک کے ہاتھوں مجبور تھے۔ (۳) اور ہمارا موقف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو دونوں عالم میں اختیار بخشا (۴) توبہ توبہ کلمہ پڑھ کر رسول اللہ کے خلاف یہ بخار، ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ ع

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے (۵)

---

(۱) نہیں صاحب! نہ تو اہلحدیث میں اتنی گراوٹ ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے بڑے بڑے محسنین کو کفر وگمراہی کا امام ٹھہرالیں، نہ اتنی فرط عقیدت ہے کہ کسی محقق کو پیغمبر مان لیں۔ یہ دونوں خصلتیں آپ ہی کو مبارک ہوں۔ شیخ محقق نے پہلے حدیث کی جو شرح کرلی ہے اسے ملاحظہ فرما کر آپ ان کی عبارت کا مطالعہ فرمائیے شیخ کی عبارت مجمل بھی ہے اور صحیح معنی کی گنجائش بھی رکھتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ خضر علیہ السلام کی باتوں کی گہرائی تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسائی نہ ہوسکی تھی۔ آپ کی اوقات ہی کیا ہے کہ شیخ کی عبارت کی گہرائیوں اور باریکیوں تک پہنچ سکیں۔ اور اگر پہنچ سکیں تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ موضوع مناظرہ کے نکات سے ٹکراتی نہیں ہے۔

(۲) اب تو آپ اس طرح کی خام خیالیوں سے توبہ کرلیجئے۔ دعا کرنا کسی فوق الفطری قوت کا متقاضی نہیں۔

(۳) اس سے دردناک سانحہ یہ ہے کہ قرآن میں انبیاء ورسل کے جن دشمنوں کو لچا لفنگا اور فرعون و شیطان بنایا گیا ہے انہیں آپ یا تو لچا لفنگا اور فرعون و شیطان ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ یا پھر قرآن کی صاف صاف، صریح اور دوٹوک آیتوں کے منکر ہیں۔ اور اس کے ساتھ اہل حدیث مناظر پر ایک ایسا بہتان بھی تھوپ رہے ہیں جو آپ کا طبع زاد ہے۔ اور جھوٹا ہے۔

(۴) اور ایسا اختیار بخشا کہ "اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کچھ نہ رہا"

(۵) توبہ توبہ! کلمہ پڑھ کر خدا کی خدائی اور یکتائی کے خلاف یہ بخار؟ ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ ع

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دلم میں کس سے بخار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی لئے ہم آپ سے بار بار کہتے ہیں کہ شرک کی اس مافوق الفطری والی تعریف نے آج آپ کو اس عذاب میں مبتلا کیا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کا اقتدار و اختیار گھٹانے والوں کی صف میں کھڑے ہوئے ہیں، اس لئے اس سے توبہ کیجئے اور رسول اللہ ﷺ کا پرچم لہرانے والوں کی صف میں آجائیے۔(۱)

ضیاء المصطفیٰ قادری

---

(۱) اور اسی لئے ہم آپ سے کہہ رہے ہیں کہ غیر اللہ کے اندر مافوق الفطری قوت و اختیار مان کر آپ اس عذاب میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اقتدار و اختیار دائرۂ رسالت سے بڑھا کر آپ کو رسول کے بجائے خدا قرار دینے والوں کی صف میں آپ کھڑے ہوئے ہیں۔اور **لا یغفر ان یشرک بہ** کی دھمکی کے سزاوار بن کر۔اس لئے اس سے توبہ کیجئے اور رسولوں اور ولیوں کی خدائی کا مشرکانہ عقیدہ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدائی نہیں بلکہ رسالت کا پرچم لہرانے والوں کی صف میں آجائیے۔

**اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ**

**وارنا الباطل باطلاً**

**وارزقنا اجتنابہ .**

**آمین**

◆ ◆ ◆

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## خدایا !

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر ، کہیں معبود شجر

خو گر پیکر محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیوں کر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام ترا ؟
قوت بازوئے مسلم نے کیا کام ترا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پہلی تحریر

# منجانب بریلوی مناظر

مولوی ضیاء المصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فضل سیدنا محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی العالمین جمیعاً واقامہ یوم القیامۃ للمذنبین المتلوثین الخطائین المھالکین شفیعاً واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم عبدہ ورسولہ بالھدی و دین الحق ارسلہ. نصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ و علی من ھو محبوب و مرضی لدیہ . امابعد!

موضوع مناظرہ منجانب اہلسنت و جماعت

برائے مناظرہ درمیان اہل سنت و جماعت وغیر مقلدین محلّہ بجرڈیہہ بنارس۔

---

دعویٰ: ’’ آج کل کے غیر مقلدین گمراہ وگمراہ گراور جہنمی ہیں‘‘

تشریح: ’’آج کل‘‘ کی تشریح طلب کے بعد یہ ذکر کر رہا ہوں کہ محاورۂ اردو میں آج کل جس معنی میں مستعمل ہے وہی معنی مراد ہے یعنی زمانۂ حاضرہ۔ اس کے مصداق اسمٰعیل دہلوی کے زمانہ سے ان کے ماننے والے تمام غیر مقلدین ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعد طلب تشریح غیر مقلدین کا معنی یہ ذکر کر رہا ہوں کہ وہ فرقہ جو آج کل اپنے آپ کو اہل حدیث کا نام دیتا ہے۔

## یہ موضوع اہلسنت و جماعت کا دعویٰ ہے۔

آپ نے موضوع مناظرہ متعین ہونے کے دوران ہم سے الفاظ دعویٰ کی مکمل تشریح کرائی ہے جو اوپر مذکور ہوئی تشریح کے بعد ہمارے دعویٰ کا خلاصہ یہ ہوا۔

''مولوی اسمٰعیل دہلوی کے زمانے سے ان یعنی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے تمام غیر مقلدین جو اہلحدیث ہونے کے مدعی ہیں، گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی ہیں۔

# سلسلۂ دلائل

۱۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی ''تقویۃ الایمان'' ص: ۳۵ پر لکھتے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورہ برأت میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں۔

سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہے گا۔

سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ آپ ایک ایسی باد بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں''

اسی صفحہ پر تین سطر بعد لکھتے ہیں:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''سو پیغمبر خدا کے فرمائے کے موافق ہوا۔''

مولوی اسمٰعیل کے قول کا حاصل یہ ہوا کہ قیامت کے قریب ایک ہوا ایسی چلے گی کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور وہ ہوا چل چکی۔(۱)

---

(۱) آخر بریلوی مناظر صاحب اپنے سارے عالمانہ وقار کو بالائے طاق رکھ کر اس ذلیل حرکت پر اتر ہی آئے جو یہودی علماء کا شعار تھی۔

سنئے! شاہ اسماعیل شہیدؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے آنحضور ﷺ کی پیشین گوئی درج کی ہے۔اس روایت کا ترجمہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کے الفاظ میں یہ ہے:

''مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے نہیں تمام ہوئے گا رات اور دن یعنی قیامت نہ آوے گی۔ یہاں تک کہ پوجیں لات وعزی کو،سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا! بے شک میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ** الخ کہ بیشک یونہی رہے گا آخر تک،فرمایا کہ بیشک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ،پھر بھیجے گا ایک باد اچھی،سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان،سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں،سو پھر جاویں گے اپنے داداؤں کے دین پر''

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں: (۱) ایک یہ کہ قیامت سے پہلے لات وعزی کی پرستش ہونے لگے گی یعنی بت پرستی کا رواج چل پڑے گا (۲) دوسری یہ کہ اللہ ایک ہوا بھیج کر سارے اہل ایمان کو اٹھالے گا اور صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے دل میں ایمان نہیں ہوگا۔حضور یہ نہیں فرماتے کہ دونوں باتیں ایک ہی دن پیش آجائیں گی بلکہ انداز بیان سے صاف واضح ہے کہ جب بت پرستی شروع ہوگی تو چلتے چلتے عرصہ بعد یہاں تک نوبت آئے گی کہ ایک ہوا بھیج کر اللہ سب اہل ایمان کو اٹھالے گا۔اس کا حقیقۃً یہی مفہوم ہے،اور یہی شاہ اسماعیل شہید کے نزدیک بھی متعین ہے۔چنانچہ وہ خود تقویۃ الایمان میں اس حدیث کے بعد اس مفہوم کی دوسری حدیث نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے حضور کی پیشین گوئی کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے''پیغمبر خدا نے فرمایا، نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو،سو وہ ڈھونڈھے گا اس کو،پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے شرک کی مشین چلانے کیلئے سارے مسلمانوں کو ایمان سے خالی ٹھہرایا۔

بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۸۹۳ پر ایک حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور مسلم شریف جلد۱ ص: ۵۷ پر دو حدیثیں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے: وھذا حدیث مسلم عن ابی ذر رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ من دعا رجلا بالکفر او قال عدو الله ولیس کذلک الا حار علیه۔ جس شخص نے کسی کو کافر کہا یا اللہ کا دشمن کہا حالانکہ وہ ایسا نہیں تو یہ جملہ اسی کہنے والے پر

---

= زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو مگر اکھاڑ ڈالے گی اس کو، پھر باقی رہ جاویں گے۔ برے برے لوگ الخ

اس حدیث کو تقویۃ الایمان میں نقل کر کے شاہ صاحب نے گویا معاملہ صاف کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق پہلے بت پرستی کا رواج شروع ہوگا۔ پھر کسی وقت دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے، اس کے بعد کسی وقت وہ ہوا چلے گی جس سے سارے اہل ایمان مر جاویں گے۔ اب پیشین گوئی کے ان تمام حصوں کو سامنے رکھ کر آپ شاہ اسمٰعیل شہید کی اس پوری عبارت ملاحظہ فرمایئے جس کا صرف ایک جملہ آگے پیچھے سے کاٹ کر بریلوی مناظر نے اس کو ایک ایسا معنی پہنا دیا جو شاہ اسمٰعیل شہید کے حاشیہ خیال میں بھی نہ رہا ہوگا۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا، یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی، ولی، امام و شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں۔ اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چلتے ہیں۔ الخ۔

دیدۂ عبرت ہو تو دیکھ لیجئے کہ شاہ صاحب کے جملے ''سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا'' کا تعلق پیشین گوئی کے پہلے ٹکڑے یعنی شرک قدیم کے پھیلنے اور رواج پانے سے ہے۔ دوسرے ٹکڑے یعنی اہل ایمان کو ختم کرنیوالی ہوا کے چلنے سے قطعاً نہیں ہے۔ مگر اس خباثت کوش بریلوی مناظر کی ڈھٹائی اور ہاتھ کی صفائی دیکھئے کہ اس نے اس ٹکڑے کو آگے پیچھے سے کاٹ کر اس حصے کے ساتھ فٹ کر دیا جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا اور اس پر وہ نتائج برآمد کیے جن کی کوئی گنجائش نہیں

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پلٹ پڑے گا۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

**تقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة** (شرح شفاء ملا علی قاری ج:۲ص:۵۲۱)

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ آج دنیا میں مسلمان باقی ہیں یا نہیں، اگر باقی ہیں تو مولوی اسمٰعیل ان کو کافر کہہ کر کیا ہوئے۔؟(۱)

اور اگر کوئی مسلمان باقی نہیں ہے تو آپ حضرات بہ موجب فرمان مولوی اسماعیل دائرہ اسلام میں کیونکر باقی ہیں۔ طرفہ تماشا یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی یہ بھی نہ سمجھا کہ جب وہ ہوا چل چکی تو وہ خود کیوں کر مسلمان رہ گئے۔(۲)

۲۔ پھر اسی تقویۃ الایمان کے ص:۴۹ پر ایک حدیث لکھی'' **أرأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له**۔ بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو اس حدیث کے بعد (ف) لکھ کر یہ فساد جڑ دیا کہ ''یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔''

**لا الہ الا اللہ** ۔رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس میں کس قدر کرب انگیز جملہ کہا اور وہ بھی اس انداز سے کہ گویا یہ حدیث ہی کی کوئی تشریح ہے۔

یہاں ہم آپ کی ہلکی توجہ چند گوشوں کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں۔

---

(۱) الحمدللہ کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے تو کسی غیر کافر کو کافر نہیں کہا۔ لہذا ان پر آنچ نہ آسکی۔ البتہ آپ نے ان کے بارے میں امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی پس آپ ہی فرمائیے کہ آپ ایسی حرکت کر کے قاضی عیاض کے حسب ارشاد کیا ہوئے؟

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے ۔۔۔ آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے

(۲) مولوی اسماعیل نے تو خوب سمجھا۔ آپ البتہ اپنی اور اپنی سمجھ کی خبر لیجئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ یہودیوں کے طرز عمل **یحرفون الکلم عن مواضعه** پر عمل کر کے خود آپ کیا ہوئے۔ اور قاضی عیاض کی جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس کے بارے میں آپ کا طرفہ تماشا کیا ہے؟؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(الف) جب حدیث شریف کے کسی لفظ سے یہ مطلب نہیں نکلتا۔ تو مولوی اسمٰعیل حدیث میں تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟ ہوئے اور ضرور ہوئے۔

(ب) یہ لفظ کوئی باپ دادا کیلئے بھی سننا گوارہ نہ کرے گا، کہ اس میں توہین ہے تو بھلا کوئی مسلمان اپنے نبی مکرم کی شان میں اس لفظ کو کیسے برداشت کر سکتا ہے

(ج) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی: **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء** ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد اول ص:۱۶۶، مستدرک ج:۴ ص:۵۶، ابن ماجہ اول :ص:۱۱۹)

کہیے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اس کھلی ہوئی حدیث کا انکار کیا یا نہیں۔

(د) معاذ اللہ مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کو مٹی میں ملا کر حیات النبی ﷺ کے منکر ہوئے اور اجماع امت سے انحراف کیا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

''وبا چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت ﷺ بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقیست۔ (اخبار الاخیار ص:۱۶۱)''

یعنی علمائے امت کے درمیان اگر چہ بہتیرے مسائل میں اختلاف ہے۔ لیکن ایک شخص بھی [illegible] ت کا مخالف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات حقیقی کے ساتھ مجاز وتاویل کے شا[illegible]ہ سے پاک زندہ وباقی ہیں۔

مولوی اسمٰعیل نے حدیث میں تحریف معنوی کی اور توہین رسول کے مرتکب ہوئے، پھر حدیث صریح سے منحرف ہوئے اور اجماع امت سے بھی اعراض کیا۔ اب بھی ان کی گمراہی میں شبہہ ہے؟ اور آپ غیر مقلدین بایں ہمہ مولوی اسمٰعیل کو اپنا مقتدا مانتے ہیں اور لوگوں کو ان کا پیرو بنانا چاہتے ہیں۔ کہیے آپ گمراہ اور گمراہ گر نہ ہوئے۔ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ (۱)

---

(۱) یہ ساری لفاظی بریلوی مناظر صاحب کی ایک بنیادی جہالت کی پیداوار ہے۔ تقویۃ الایمان =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔اسی تقویۃ الایمان کے ص:۱۶ پر رقمطراز ہیں:

''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔''

فرمایئے! کچھ سمجھ میں آیا؟ غیب کا دریافت رنا اس کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے۔۔ (تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا) معاذ اللہ! غیب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جہل ممکن ہے! کیا اللہ کا عالم الغیب ہونا لازم و ضروری نہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے غیر مقلدین اب سے استخارہ فرمالیں کہ مولوی اسمٰعیل کی خالص توحیدان کے لئے کس قدر نفع بخش ہے۔(۱)

= دہلی کی ٹکسالی زبان میں لکھی گئی ہے اور دہلی کی ٹکسالی زبان میں زمین کے اندر دفن کئے جانے کو مٹی میں ملنا بولتے تھے۔ اور دفن کے بعد سڑ گل جانے کو مٹی ہو جانا بولتے تھے۔ پس شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا یہ جملہ کہ ''میں ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' اس کا ٹھیک وہی معنیٰ ہے جو اس جملہ کا معنیٰ ہے کہ'' میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں دفن ہونیوالا ہوں''

اب بریلوی مناظر صاحب فرمائیں کہ حضورﷺ کے جسم پاک کو مٹی میں دفن کیا ہوا مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہ مانتے ہوں تو صحیح بخاری پارہ:۱۳ص:۲۵۸۔۲۵۹ کھول لیں جس میں حضورﷺ کا یہ ارشاد گرامی درج ہے: انا اول من تنشق عنه الارض یوم القٰمة فانفض التراب۔
میں پہلا شخص ہوں جس سے قیامت کے دن زمین پھٹے گی۔ پس میں مٹی کو جھاڑوں گا۔ اگر مانتے ہوں تو بتلائیں کہ ''فساد'' جڑنے والے وہ خود ہوئے یا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ؟ سچ ہے۔

و کم من عائب قولا صحیحاً　　　　و آفتــــه من الفهم السقیم

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ بریلوی مناظر صاحب نے (الف۔ب۔ج۔د) کہہ کر جن جن پہلوؤں سے الزام دیا ہے۔ یہ سارا الزام ان کے فساد طبیعت کا نتیجہ ہے۔

(۱) شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے۔......
''سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا'' الخ اور خاتمہ اس طرح ہے ''یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کہ کسی ولی و نبی کو، جن یا فرشتے کو، پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو، اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے، سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ کہ ان کی خواہش پر۔
بریلوی مناظر صاحب نے آگے پیچھے کی یہ عبارت کاٹ دی کیونکہ وہ جو فساد جڑنا چاہتے تھے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔تقویۃ الایمان ص:١١ پر لکھتے ہیں:

''جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے، اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔''

اسی کے ص:٦ پر تحریر کرتے ہیں۔

اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔

توجہ فرمائیے، ماننا ایمان کا ترجمہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ انبیاء، ملائکہ، قیامت اور جنت و دوزخ پر ایمان لانا، اللہ کے حکم کی مخالفت ہے بلکہ خبط ہے(١)

حالانکہ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے: آمن الرسول بما انزل الیه من ربه و

---

= ان عبارتوں کے رہتے ہوئے نہیں جڑا جا سکتا تھا بلکہ انہیں ڈر تھا کہ ''سوا اس طرح'' کا لفظ پڑھ کر آدمی چونکے گا اور پیچھے کی عبارت دیکھے گا تو ان کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوٹ جائے گا۔

شاہ صاحب کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے جس طرح مخلوق کو دیکھنے اور سننے کی طاقت دے دی ہے کہ جب چاہیں دیکھیں، سنیں، اس طرح کسی مخلوق کو کوئی ایسی طاقت نہیں دی ہے جس سے وہ مخلوق جب چاہے غیب دریافت کر لے۔ بلکہ یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ جب اللہ چاہتا ہے تو کسی مخلوق کو غیب کی بات بتا دیتا ہے۔ اور اس مخلوق کو غیب معلوم ہو جاتا ہے۔

اب بریلوی مناظر صاحب پھر اپنی خواہش پر ماتم فرمائیں کہ: اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

(١) بریلوی مناظر نے یہاں بھی اسی یہودیانہ حرکت کا مظاہرہ کیا ہے جو تقویۃ الایمان کی دوسری عبارتوں کے ساتھ اس کا شعار رہا ہے۔

ہر پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ ماننے کا تعلق مختلف چیزوں سے ہے اور ہر ایک کو ماننے کی نوعیت الگ الگ ہے۔ ماں باپ کو ماننا، دوست واحباب کو ماننا، دیوی دیوتاؤں کو ماننا، رسول اور فرشتوں کو ماننا اور خدا کو ماننا سب کی نوعیتیں الگ الگ ہیں۔

شاہ صاحب کی دونوں جگہ کی عبارتوں کے آگے پیچھے پڑھ لیجئے۔ آنکھ روشن ہو جائے گی۔ پہلی جگہ انہوں نے اللہ کے سوا کسی ہستی کو عبادت کے لائق ماننا، تمام پیغمبروں کی تعلیم کے خلاف بتلایا ہے۔

دوسری جگہ انہوں نے اس بات کو خبط قرار دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی میں یہ شان ہو کہ وہ سارے عالم میں تصرف کرے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے؟ مناظر صاحب ہاں یا نہیں جو بھی جواب دیں دونوں صورتوں میں رب انهن اضللن كثيرا من الناس پڑھ کر سینے پر دم کر لو۔

اس کے بعد جی میں آئے تو ان یہودی صفت مولویوں کے ساتھ چمٹے رہ کر روپیہ پیسہ اور دین =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



المؤمنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ (خواتیم البقرۃ) رسول نے مانا جو کچھ اترا ان کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے، سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔

کہئے! مولوی اسمٰعیل نے کتاب اللہ کے خلاف لکھا یا نہیں؟ جی میں آئے تو ایک بار (رب انھن اضللن کثیراً) پڑھ کر سینہ پر دم کرلیں۔

کسی گمراہ کی گمراہی واضح ہونے کے بعد بھی اس کی امامت کا دم بھرنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے غیر مقلدین کی گمراہی یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس سبوح قدوس اللہ عز وجل کے لئے امکان کذب کا قول کیا۔ اور دلیل یہ دی کہ بندے جھوٹ پر قادر ہیں اگر اللہ عز وجل جھوٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے گا کہ بندوں کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے، چنانچہ اپنے رسالہ یکروزی ص: ۱۴۵ پر لکھتے ہیں۔

> ''لانسلم کہ کذب مذکور بمعنی محال مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد''

ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ کذب مذکور بمعنی مسطور محال ہو اس لئے کہ قضیہ غیر مطابق للواقع (یعنی جھوٹ بات بنالینا) اور اس کا مسئلہ انبیاء پر القاء کرنا قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ عز وجل کی قدرت سے زائد ہو جائے۔

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایک طرف یہ کہا کہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع پر باری عز اسمہ قادر ہے۔ دوسری طرف یہ کہا کہ نہ مانا جائے تو لام آئے گا کہ انسان کی قدرت بندے کی قدرت سے زائد ہو جائے۔

---

= وایمان سب برباد کرو اور جی میں آئے تو خدا کی رسی تھام لو۔

من نگویم کہ ایں مکن آں کن      مصلحت بیں وکار آساں کن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ عزوجل کو جھوٹ بولنے پر قادر ماننا، اس کو ممکن ماننا صریح گمراہی ہے۔ اس لئے کہ مستلزم ہے زوال صدق کو، جو اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اللہ عزوجل کی کسی صفت کا زوال کسی آن بھی ممکن ماننا صفت قدیم اور واجب ہونے کے منافی ہے۔ اس لئے علماء نے بالاتفاق یہ تصریح کی ہے کہ کذب کا اثبات باری تعالیٰ کے لئے محال ہے۔

پھر دلیل میں جو یہ کہا کہ بندے جب جھوٹ بولنے پر قادر ہیں تو اگر اللہ عزوجل قادر نہ ہو تو لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے زائد ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن جن چیزوں پر بندے کو قدرت ہے ان سب چیزوں پر اللہ عزوجل بھی قادر ہے۔ ورنہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہی اعتراض وارد ہوگا کہ بندوں کی قدرت اللہ کی قدرت سے زائد ہوگا۔

اب بتایئے! بندے ظلم وجہل پر، چوری پر، خودکشی پر قادر ہیں۔ بولئے اللہ عزوجل بھی جہل پر، ظلم پر، چوری پر، خودکشی پر، بچہ جننے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر قادر نہیں ہے تو اپنے امام کے اس اعتراض کا جواب آپ کے پاس کیا ہے، کہ پھر لازم آئے گا کہ بندوں کی قدرت اللہ کی قدرت سے زائد ہو جائے گی۔ اور اگر قادر ہے تو سب پر تفصیلی بحث کرنے میں طول ہوگا۔ آپ صرف یہ بتایئے کہ چوری کہتے ہیں غیر کی ملک جو محفوظ ہو اس کو مالک کے چپکے بغیر اس کی رضا کے لے لینا، تو لازم آیا کہ کچھ چیزیں اللہ کی ملک سے خارج ہیں۔ یہ بھی گمراہی ہے(۱)

ضیاء المصطفیٰ قادری عفی عنہ

۲۲/ ذوالقعدہ ۹۸ھ

---

(۱) اس بحث میں بھی بریلوی مناظر نے شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت آگے پیچھے سے کاٹ کر بلکہ بیچ کے بعض الفاظ بھی الٹ پلٹ کر اپنی حیثیت عرفی کو نمایاں کیا ہے۔ یہ بحث دقیق فلسفیانہ تنقیح و تجزیہ پر مبنی ہے جو بہت سے اہل علم کی رسائی سے بالاتر ہے۔ عام لوگوں کیلئے بحث کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہید اور ان کے مخالفین دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



= صادر ہونا محال ہے۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ اس کے محال ہونے کی وجہ کیا ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے مخالفین یعنی بریلوی علماء اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت نہیں رکھتا، وہ بہت سے کاموں سے بالکل عاجز، بے بس اور مجبور ہے۔ ان کے برخلاف شاہ اسمٰعیل شہیدؒ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عاجز و بے بس اور مجبور نہیں۔ لیکن جو کام اس کی حکمت کے تقاضے کے خلاف ہو اس کام کا اس سے صادر ہونا محال ہوتا ہے۔ اس لئے جھوٹ کا صادر ہونا بھی محال ہے۔

منطقی اصطلاح میں اسی کو یوں کہا جائے گا کہ پہلے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا ممتنع لذاتہ ہے اور دوسرے قول کے مطابق ممتنع لغیرہ ہے۔

خود بریلوی مناظر صاحب نے چوری کے محال ہونے کی جو وجہ بیان کی ہے اس کے بعد وہ ارشاد فرمائیں کہ یہ امتناع ذاتی ہوا یا امتناع لغیرہ ہوا؟

اس کے بعد ایک دلچسپ بات سنئے: شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ہوں یا انکے پچھلے مخالفین۔ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو کاذب یعنی جھوٹا نہیں مانتا، ان کا باہمی اختلاف صرف اتنا ہے کہ اس سے جھوٹ کے صدور کے محال ہونے کی نوعیت کیا ہے۔ لیکن بریلوی مناظر صاحب تو اللہ کو جھوٹا مانتے ہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلے موضوع پر مناظرہ کے دوران بریلوی مناظر صاحب نے اس بات پر پورا زور دیا ہے کہ اللہ کے ساتھ معجزات کا تعلق تخلیق اور عام افعال عباد کا تعلق تخلیق یکساں ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جس طرح بندے اپنے عام افعال کے کاسب ہیں، اسی طرح انبیاء اپنے معجزات کے کاسب ہیں۔

اب سنئے! کہ قرآن مجید میں معجزات کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو معجزات کا فاعل قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً و اذ فرقنا بکم البحر چونکہ جھوٹ بھی بندے کا ایک فعل ہے اس لئے بریلوی مناظر صاحب کے اصول کے مطابق اس کا فاعل بھی اللہ کو قرار دیا جائے گا۔ یعنی بریلوی مناظر صاحب کے بقول اللہ کو جھوٹا اور کاذب کہا جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

کہئے محترم! آپ تو اللہ تعالیٰ کے سلسلے میں کذب کے امکان ذاتی اور امتناع لغیرہ کو گمراہی قرار دے رہے تھے اور یہاں آپ اللہ تعالیٰ کو بالفعل کاذب مان رہے ہیں۔ اب پڑھئے اپنی قوالی ؎

یہ کیسا امتحان جذب دل الٹا نکل آیا
ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پہلی تحریر

# منجانب اہلحدیث مناظر

## مولانا صفی الرحمن الاعظمی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وعلیٰ آلهٖ وصحبه اجمعین وعلی من تبعهم باحسان الی یوم الدین . امابعد!

سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ آپ نے ۱۵؍جولائی ۷۸ء کو جوشرائط مناظرہ طے فرمائے تھے اس کی دفعہ نمبر ۸ یہ ہے۔

''اہلحدیث کے خلاف حجت صرف قرآن مجید، احادیث صحیحہ وحسنہ ومرفوعہ ثابتہ اوراجماع امت وقیاس شرعی حسب تصریحات بالا (یعنی شرط ۲) سے قائم کی جاسکتی ہے۔ کسی بھی اہل حدیث عالم کا قول ان کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس قول کی بناپر جماعت اہلحدیث پر کوئی حکم شرعی لگایا جاسکتا ہے۔

آپ پہلے ہی دن سے شرائط کی مسلسل خلاف ورزی کرتے رہے ہیں جس پر آپ کو بار بار ٹوکا گیا لیکن آپ باز نہ آئے۔اور آپ کی حالیہ تحریر تو پوری کی پوری مذکورہ بالا شرائط کے خلاف ہے۔شرط کی ان خلاف ورزیوں پر آپ کے اراکین کمیٹی آپ کو کن انعامات سے نوازیں گے یہ تو ان کے ظرف اور ضمیر کی بات ہے۔اسی طرح آپ عہد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ومیثاق کی خلاف ورزی کر کے کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے کس عالمانہ وقار کا ثبوت دے رہے ہیں۔ یہ آپ کے سوچنے کی بات ہے۔ ہم ان لغویات میں پڑنے کے بجائے اپنی معروضات پیش کرتے ہیں۔

آپ کی پوری تحریر میں اہلحدیثوں کے جہنمی، گمراہ اور گمراہ گر ہونے پر نہ کوئی حدیث پیش کی گئی ہے نہ کوئی آیت۔ آپ کی پوری تحریر میں ہم کو صرف یہ ملا کہ اسمٰعیل دہلوی نے یہ باتیں لکھی ہیں اور ان باتوں سے یہ خرابیاں لازم آتی ہیں۔ مناظر صاحب! آپ براہ کرم غیر مقلدوں سے بحث کرتے وقت حسب ذیل امور ذہن میں رکھیں تاکہ آئندہ کی تحریروں میں ٹھوکر سے بچ جائیں۔

(۱) اہلحدیث اللہ کے بعد اس کے رسول ﷺ کا اور آپ کے بعد صحابہ کرام کا مرتبہ تسلیم کرتے ہیں۔ چار اماموں کو بھی ان کی دینی خدمات کے پیش نظر عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مسائل معلوم کرنے میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

پہلے قرآن، اس کے بعد حدیث اور اس کے بعد اقوال صحابہ میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ اگر ان کے مسائل کا حل ان تین چیزوں میں نہیں ملتا تو پھر وہ چاروں اماموں کی بصیرت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر چاروں امام کسی مسئلہ میں متفق ہوں تو واہ واہ، لیکن اگر ان میں اختلاف ہو تو سب کے اقوال کو اصول دین کی کسوٹی پر رکھتے ہیں جب امام کا قول اصول دین اور درایت سے قریب تر ہوتا ہے اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی طریقہ حق اور انصاف پر مبنی ہے۔ چاروں امام برحق ہیں تو صرف ایک ہی امام کی باتوں کو اگرچہ وہ کمزور نظر آتی ہوں لے لینا اور تین کی باتوں کو ہر موقعہ پر نظر انداز کر دینا یہ علم وانصاف اور معقولیت کے سراسر خلاف ہے۔ اہل حدیث فخر ہند علامہ اسمٰعیل شہید کو بلاشبہہ ہندوستان کی ایک بڑی شخصیت مانتے ہیں اور صرف اہل حدیث ہی نہیں بلکہ وہ غیر مسلم بھی جو بھارت کی آزادی کی جدوجہد سے واقف ہیں وہ اسمٰعیل شہید کو بھارت کا ایک سپوت جانتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سنی بھائیو! انصاف سے دیکھو اسمٰعیل شہید کے زمانے میں سرحد میں تمہارے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔ سکھوں کے مظالم کے تم تنہا شکار تھے وہ اسمٰعیل شہید جس کے اوپر تم سنی مسلمان پتھر چلا رہے تھے اور دلی کی گلی کوچوں میں ان کو گالیاں دیتے تھے جب اس اسمٰعیل شہید کو اس کی خبر ہوئی تو تمہاری اس بے عزتی اور بربادی کو وہ نہ دیکھ سکے اور تمہارے لئے جہاد کر کے جام شہادت نوش کر کے حیات جاوداں حاصل کر گئے۔ ہم شہیدوں کو قرآنی آیات کی روشنی میں زندہ تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ زندگی کیسی ہے اس کی حقیقت اللہ کو معلوم ہے ولکن لا تشعرون پر عقیدہ رکھتے ہیں بقول کسے۔

روئیں وہ جو قائل ہیں ممات شہداء کے

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

اہلحدیث قبروں میں انبیاء کی زندگی کے قائل ہیں لیکن ویسی زندگی نہیں جس کے قائل احمد رضا خاں ہیں۔ ہم اس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ انبیاء کا جسم اطہر سڑتا گلتا نہیں۔ اجی انبیاء کا درجہ تو بہت اونچا ہے ان کی سنت پر چلنے والوں کے اجسام کی حفاظت بسا اوقات اللہ قبروں میں کرتا ہے، لیکن قبروں میں انبیاء کی زندگی کس نوعیت کی ہے اس کا علم ہمارے نزدیک اللہ ہی کو ہے۔ لیکن آپ کی بعض کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پیر احمد رضا خاں بریلوی کو اس زندگی کے کچھ خاص حالات خصوصی طور پر بتا دیئے گئے ہیں، وہ لکھتے ہیں سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ دوم ص: ۳۰)''

اب ہماری ان تصریحات کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ ہم جس طرح چاروں اماموں کے مقلد نہیں ہیں اسی طرح اسمٰعیل شہید کے بھی مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر حسب شرائط مناظرہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے حجت قائم کرنے کی کوشش کیجئے آپ کے جو اعتراضات اسمٰعیل شہید پر ہیں ان کا جواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور آپ کے پاس آپ کے عقیدے کے مطابق نہایت آسان راستہ ہے۔

''آپ کا عقیدہ ہے کہ شہید، ولی سنتے بھی ہیں اور دوسروں کی مدد بھی کرتے ہیں۔ اسمٰعیل شہید کے شہید ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں اس لئے وہ آپ کے عقیدے کے مطابق آپ کی ضرور سنیں گے اور اس موقعہ پر آپ کی نہ سہی اپنی مدد ضرور کریں گے، اگر کر سکیں گے، آپ ان کو پکاریئے۔

''اے اسمٰعیل شہید! ہم نے تمہاری عبارتوں کا جواب وہابیوں سے مانگا انہوں نے ہم کو ٹکا سا جواب دے دیا اور تمہارے مزار پر بھیج دیا۔ ہم ریوڑی بتاشہ، چادر، اگربتی سب لائے ہیں کیونکہ ان چیزوں کو چڑھانے کا حکم ہم کو ہمارے پیر احمد رضا نے دیدیا ہے پس تم ہمارے نذرانے قبول کرو اور جواب دو۔ اگر ان کا جواب پسند آئے تو واہ واہ، ورنہ وہاں کے ڈپٹی کلکٹر سے اجازت لے کر اور پولس کی موجودگی میں ان سے شرائط مناظرہ طے کر کے مناظرہ کرلو۔''

آئندہ ہندوستان میں اہلحدیثوں کے سامنے اس قسم کی تحریر پیش کرنے کی جرأت نہ کرو، ورنہ اگر پورا پردہ اٹھا دیا گیا تو تمہاری حالت ہندوستان میں وہی ہوگی جو عیسائی دنیا میں پادریوں کی ہو چکی ہے۔ باتیں بہت ہیں اور وقت کم، سب کا پیش کرنا مشکل ہے۔

عقلمنداں را اشارہ کافی است

بحث کا بنیادی نکتہ طے کر دینے کے بعد، صرف اس لئے کہ آپ کا حقیقی رخ سامنے آجائے آپ کی بددیانتی کا ایک نمونہ پیش کئے دیتا ہوں۔

شاہ اسمٰعیل شہید نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت آنے سے پہلے لات وعزیٰ کی پرستش ہونے لگے گی'' یہ عنوان کی اصل حدیث ہے۔ اس کے بعد آپ کی نمبرا والی حدیث اور اس کا مفہوم اور توضیح لکھی ہے۔ اس کے بعد موصوف نے یہ عبارت لکھی ہے۔

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنی نبی، ولی، امام وشہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں، اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں کے بتوں کو بھی مان رہے ہیں۔"

اس عبارت کو سامنے رکھ کر ہر شخص یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ آپ نے شہید مرحوم کی عبارت میں کیسی بدترین خیانت کی ہے اور ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو اپنے آگے پیچھے سے کاٹ کر کہاں سے کہاں جوڑ دیا ہے۔ یہ صرف آپ کی خیانت کا نمونہ پیش کرنے کیلئے میں نے لکھا ہے۔

اس کے بعد اصل موضوع کی طرف آیئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ "آپ نے موضوع مناظرہ متعین ہونے کے دوران ہم سے الفاظ دعویٰ کی مکمل تشریح کرالی ہے۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر آپ حافظہ نباشد (۱) کا شکار نہیں ہیں تو مناظرہ ختم ہونے کے بعد ٹیپ ریکارڈر سن لیجئے گا کہ جب ہم نے آپ سے گمراہ کی تشریح طلب کی تھی تو آپ نے کیا فرمایا تھا۔

بہر حال آپ کی یہ عبارت آپ کے اس خوف کی آئینہ دار ہے کہ اب ہم رشید یہ کھول کر بیٹھ جائیں گے اور آپ کی اس حرکت بیجا کا بدلہ لیں گے جو آپ نے پچھلے دو دنوں تک اختیار کر رکھی تھی، مگر آپ اطمینان رکھئے کہ ہم آپ کی طرح فضول سوالات پیش کر کے آپ کا اور عوام وحاضرین کا وقت ضائع نہیں کریں گے۔

ہمارا آپ کا موضوع بحث ہے: "آج کل کے غیر مقلدین گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی ہیں" اس موضوع کو ثابت کرنا اور دلائل فراہم کرنا آپ کی ذمہ داری ہے، لیکن اب تک آپ نے اس موضوع پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اس لئے حسب ذیل پہلوؤں سے دلائل فراہم کیجئے۔ اور ہمارے سوالات کے معقول اور مدلل جواب دے کر ہمیں گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی ثابت کیجئے۔

---

(۱) فارسی کی مشہور مثل ہے "دروغ گورا حافظہ نباشد" جھوٹ بولنے والے کو بات یاد نہیں رہتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سنت کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟

۲۔ آپ لغوی معنیٰ میں اہل سنت ہیں یا اصطلاحی معنیٰ میں۔؟

۳۔ اگر اصطلاحی معنیٰ میں اہل سنت ہیں تو اس کے ثبوت آپ کے پاس کیا ہیں۔؟

۴۔ آپ کن عقائد و اعمال کی وجہ سے اہل حدیثوں سے الگ ایک فرقہ ہیں۔عقائد و اعمال کی پوری وضاحت فرمائیے۔تاکہ اہل سنت اہل حدیث سے بالکل جدا ہو جائے۔

۵۔ بڑے پیر کا یہ فرمان ہے کہ اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں۔اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۰)

۶۔ غیر مقلدین کا دور کب سے شروع ہوا۔مدلل لکھئے نیز تقلید کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ بتلایئے؟

۷۔ چاروں اماموں کے پہلے جو لوگ تھے وہ مقلد تھے یا غیر مقلد؟

۸۔ اگر مقلد تھے تو کس کے؟

۹۔ اگر مقلد نہیں تھے تو کیا تھے؟

۱۰۔ اگر غیر مقلد تھے تو اس وقت جہنمی تھے یا جنتی؟

۱۱۔ موجودہ دور کے غیر مقلدوں کو کس معنیٰ میں آپ جہنمی قرار دیتے ہیں؟

۱۲۔ جہنم آپ کے یہاں مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔مدلل تحریر کیجئے؟

۱۳۔ جہنم میں صرف غیر مقلد جائیں گے یا دوسرے حضرات بھی؟

۱۴۔ آپ کو امام ابوحنیفہ کا مقلد بننے کا حکم کس نے دیا۔اللہ نے،اس کے رسول نے،یا ان چاروں اماموں نے جن کی آپ یا دوسرے لوگ تقلید کرتے ہیں۔مدلل لکھئے۔

۱۵۔ اگر اللہ نے اور رسول نے حکم نہیں دیا تو آپ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟

۱۶۔ اگر تقلید کا حکم اللہ نے اور رسول نے نہیں دیا ہے تو دوسروں کو مقلد ہونے کا حکم آپ کیوں دیتے ہیں۔

۱۷۔ اگر اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے تو حکم دکھلایئے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۸۔ اگر اللہ اور رسول نے مقلد بننے کا حکم نہیں دیا ہے تو غیر مقلد جہنم میں کیوں جائیں گے؟

۱۹۔ غیر مقلدوں کو جہنم میں آپ بھیجیں گے یا اللہ؟

۲۰۔ اگر آپ بھیجیں گے تو اس کے اختیارات آپ کو کہاں سے ملے؟

۲۱۔ اگر اللہ بھیجے گا تو اس کا پتہ آپ کو کیسے لگ گیا؟

۲۲۔ اللہ آپ کی کن باتوں سے خوش ہو کر آپ کو جنت میں بھیجے گا اور غیر مقلدوں کی کن باتوں سے ناخوش ہو کر ان کو جہنم میں بھیجے گا؟

۲۳۔ کن عقائد کی بنا پر ایک شخص گمراہ ہوتا ہے، مفصل و مدلل لکھئے؟

۲۴۔ جن عقائد و اعمال کی بنا پر آدمی گمراہ اور جہنمی ہوتا ہے۔ ان عقائد و اعمال کو غیر مقلدوں میں ثابت کیجئے۔

۲۵۔ ایک غیر مقلد مرنے کے بعد اور جہنم میں جانے سے پہلے آپ کے نزدیک کس حالت میں رہے گا۔ مدلل لکھئے۔

چونکہ مناظرہ کیلئے وقت کم ہے۔ اس لئے ہم نے انہیں چند سوالات پر اکتفا کیا۔

براہ کرم جوابات پیش فرمایئے۔ غالباً یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ ایک مدعی کی حیثیت سے ان سوالات کا حل کرنا آپ کے ذمہ ہے، نیز ہم نے آپ کی طرح ایسے سوالات بھی نہیں کئے ہیں جن سے عام مسلمان بخوبی واقف ہیں۔ اگر آپ ان کی وضاحت فرمائیں گے تو ہمارے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کا بھی فائدہ ہوگا۔ اور آپ کی علمی اور تحقیقی جوابات سے ''قیامت تک'' مسلمان فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

یاد رہے کہ آپ نے اگر کتاب و سنت کی روشنی میں ہمیں گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی ثابت نہ کیا تو آپ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث اور قاضی عیاض کا جو فتویٰ نقل کیا ہے، اس کی روشنی میں خود گمراہ اور گمراہ گر ثابت ہوں گے۔ پھر آپ کا ٹھکانا کیا ہوگا یہ بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

صفی الرحمٰن الاعظمی

۲۶/ اکتوبر ۷۸ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دوسری تحریر

# منجانب بریلوی مناظر

## مولوی ضیاء المصطفیٰ قادری

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة علی سید المرسلین و علیٰ اٰله واصحابه والذین اتبعوه باحسان الی یوم الدین . امابعد!

محترم! آپ ہم پر الزام دیتے ہیں کہ ہم خلاف شرائط چل رہے ہیں۔ شاید آپ نے شرائط مناظرہ پر بے سمجھے دستخط کئے ہیں۔ تین شرائط پھر پڑھ لیجئے۔ شرط نمبر ۸ میں یہ بھی ہے کہ کسی اہل حدیث عالم کا قول ان کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس قول کی بنا پر جماعت اہل حدیث پر کوئی حکم شرعی لگایا جا سکتا ہے۔

کہیے مولوی اسمٰعیل دہلوی اہل حدیث تھے یا نہیں۔ اگر نہیں تھے تو ان کا قول کیوں نہ بطور حجت پیش ہو۔ اور کیوں نہ اس کی بناء پر آپ پر حکم شرعی لگایا جائے (۱) جبکہ وہ گمراہی میں آپ کے پیشوا بھی تھے (۲) اور اگر وہ واقعۃً اہل حدیث تھے تو آپ پر اس کی

---

(۱) ناظرین ذرا اس بریلوی مناظر کی کٹھ حجتی ملاحظہ فرمائیے۔ جب اہلحدیث خدا اور رسول کے علاوہ اپنی جماعت کے علماء تک کو حجت نہیں مانتے تو کسی غیر جماعت کے علماء کو کیسے حجت مان لیں گے؟ یہ بالکل ایسے ہی ہوا کہ کوئی شخص کہے کہ بہن سے نکاح حرام ہے تو مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب بیٹی سے نکاح درست ہونے کا نکتہ پیدا کر لیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بے سمجھے ہوئے خود جناب نے دستخط کر دیئے تھے۔ (۲) کیا وہ بھی آپ کی طرح ومن اضل ممن یدعوا الخ کے زمرے میں تھے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دستاویزی شہادت پیش کرنا لازم ہے۔(۱)

چلئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے لیکن اس سے آپ پر حجت قائم ہونے میں کیا خلل پڑتا ہے۔ ان کا غیر مقلد ہونا آپ پر حکم شرعی عائد کرنے میں کیسے مانع ہوسکتا ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمارے دعوٰی کا متن پڑھا تھا پھر آپ نے اس کی تشریح ہم سے طلب کی تھی تو ہم نے تشریح میں بتادیا تھا کہ غیر مقلدین سے مراد مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے غیر مقلدین ہیں۔ اس پر آپ نے مناظرہ کا چیلنج قبول کیا، اب آپ کسی معمولی ذہن رکھنے والے سے دریافت کر لیجئے کہ کیا آپ نے مولوی اسمٰعیل کو حجت نہیں مانا (۲) اور جب وہ حجت ہوئے تو شرط مناظرہ میں ان کا ذکر ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ موضوع مناظرہ ہی مناظرہ کی بنیادی شرائط ہوتی ہے۔ ہر شرط میں ترمیم واضافہ اور تخصیص کی گنجائش رہتی ہے لیکن موضوع مناظرہ میں کوئی ترمیم ممکن نہیں۔ یہاں تو صرف دوصورت ہے یا تو مدعی اپنا دعوٰی واپس لے یا مخالف دعوٰی تسلیم کرے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے ماننے والوں کی گمراہی ہمارے نزدیک روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہم اپنے موقف سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہیں ہیں (۳) لہذا آپ کے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو آپ ہمارے دعوٰی سے اتفاق کر لیں یا پھر مولوی اسمٰعیل دہلوی کو گمراہی سے بچالیں اور یہ راستہ تو ہم نے بند کر دیا (۴)

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی عبارت پیش کرنے پر آپ کا یہ کہنا کہ یہ اصول مناظرہ کے خلاف ہے۔ میرے اپنے خیال سے آپ نے گریز اور فرار کی راہ معین کر لی ہے جس کی

---

(۱) کیوں کیا اسی لئے مناظرہ منعقد کیا تھا؟

(۲) آپ اپنے باپ کو مانتے ہیں، بیٹے کو مانتے ہیں، دوست واحباب کو مانتے ہیں کسی ہندو سے دوستی ہو تو اسے بھی مانتے ہیں۔ کیا یہ سب آپ کیلئے حجت شرعی ہیں؟

(۳) پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے
بتوں سے تم نہ پھرو تم سے گو خدا پھر جائے

(۴) آپ نے گمراہی سے بچانے کا راستہ بند کر دیا ہے تو ابلیس سے کہئے کہ آپ کی زندگی بھر آرام کرے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تکرار مسلسل چار روز سے ہو رہی ہے۔(۱) اور غیر مقلدین کا دامن جن خاردار جھاڑیوں سے الجھا ہوا ہے۔ اس سے بچ کر آپ گذر جانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں (۲) حالانکہ ہندوستان میں آپ کی غیر مقلدیت مولوی اسمٰعیل دہلوی سے معروف و متعارف ہے اور آپ کا ڈانڈا انہیں سے ملتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ شرائط مناظرہ کو پھر ملاحظہ فرمایئے غیر مقلدین کی تشریح کس طرح کی گئی ہے۔

لہذا اسی وقت آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اگر آپ کی نظر میں غیر مقلدین سے مراد وہ غیر مقلدین ہیں جو اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے ہیں تو مناظرہ کیلئے آپ انہیں تلاش کیجئے۔ یہ مان کر آپ سے بہت بڑی بھول اور چوک ہوئی ہے، افسوس کہ خطا آپ کی ہے اور کفارہ ہم ادا کریں، آپ اپنی تحریر سے پابند ہیں کہ آپ اسمٰعیل کے ماننے والوں میں ہیں۔

اور جب آپ ان کو اپنا دینی پیشوا مان چکے ہیں تو پھر جو حکم شرعی ان پر لگے گا وہ آپ پر بھی لگے گا۔ اور کترانے سے کام نہ چلے گا۔(۳)

چونکہ موضوع مناظرہ میں یہ طے ہے کہ آج کل کے غیر مقلدین مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والے ہیں۔ آپ نے اس موضوع پر مناظرہ منظور کیا تو ثابت ہوا کہ آپ ان کے ہم عقیدہ ہیں۔ لہذا ان کی کتابوں میں جتنی باتیں گمراہی کی ہیں وہ سب آپ لوگوں کی گمراہی ہوئی، اس لئے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی گمراہی سے آپ بھی خود گمراہ ہوں گے۔ ارشاد ہے **انکم اذا مثلهم**، **رضا بالکفر** کفر ہے اور **رضا بالضلالة ضلالة**(۴)

---

(۱) الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ناظرین! شرائط پڑھیے اور بریلوی مناظر کی حیا کا حال دیکھئے۔

(۲) الحمدللہ کہ غیر مقلدین کا دامن صرف کتاب و سنت کے ساتھ اٹکا ہوا ہے باقی سارے جھاڑ جھنکھاڑ انہوں نے جھٹک پھینکے ہیں۔ آپ البتہ اپنے دامن کی خبر لیجئے جو کتے شاہ اور پتنگ شاہ جیسے ہزاروں خداؤں کی خارزار میں بری طرح الجھا ہوا ہے۔ (کتے شاہ اور پتنگ شاہ کے مزارات بریلی میں ہیں)

(۳) **ومن اضل ممن یدعوا** کے اکابر مجرمین اور شاہ اسمٰعیل پر گمراہی کا حکم لگا دیں۔

بت کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

(۴) ناظرین یہ اصول یاد رکھیں۔ آئندہ کام دے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارت پر ہم کو خیانت کا الزام دیا ہے مگر خیانت آپ نے کی ہے، ہم نے دعویٰ میں وہ عبارت لکھ دی ہے۔

دیکھئے میں نے وہ عبارت جو نقل کی تھی یہ ہے کہ:

''سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں کچھ بھلائی نہیں۔''

سب اچھے مر جاویں گے کا مطلب صاف یہی ہے کہ کوئی مسلمان زندہ نہیں رہے گا جس کی تفصیل بعد میں ہے ''وہی لوگ رہ جائیں گے جن کے دل میں کچھ بھلائی نہیں'' بولئے ایمان بھلائی ہے یا نہیں، جب کچھ بھلائی نہیں رہے گی تو ایمان بھی نہ رہے گا۔(۱) لہذا اس عبارت کا وہی مطلب ہوا جو میں نے بیان کیا ہے۔آپ نے دی ہوئی عبارت کو ہضم کرلیا۔یہی خیانت ہے۔(۲)

---

(۱) یقیناً نہیں رہے گا جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی ہے لیکن آپ نے اس کا یہ جو مطلب بیان کر دیا کہ ''یہ ایمان نہیں رہ گیا'' تو کیا یہ خیانت نہیں ہے؟

(۲) ناظرین! ذرا اس خیانت کو سن کر بریلوی مناظر کی فریب کاری دیکھئے ان صاحب نے تقویۃ الایمان سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ تقویۃ الایمان میں اس سے آگے پانچویں سطر پر پیراگراف ختم ہو جاتا ہے۔اور سلسلۂ مضمون کا ایک مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد سلسلہ مضمون کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔اس مرحلہ کی دوسری سطر سے یہ مناظر صاحب ایک جملے اس کے آگے پیچھے کی عبارتوں سے کاٹ کر اڑا لیتے ہیں اور سات سطر پہلے والی عبارت سے جوڑ دیتے ہیں اور اس طرح ایک ایسی بات گھڑ لیتے ہیں جس کا تقویۃ الایمان میں دور دور تک نام و نشان نہیں۔اس پر انہیں اہلحدیث مناظر کی طرف سے ٹوکا جاتا ہے اور اس کٹے ہوئے جملے کے آگے پیچھے کی عبارتیں نقل کر کے انہیں ان کی خیانت پر تنبیہ کی جاتی ہے تو یہ صاحب الٹے اہلحدیث مناظر کو ہی خیانت کار ٹھہراتے ہیں اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ ''آپ نے ہماری دی ہوئی عبارت کو ہضم کرلیا'' یعنی انہیں کی طرح اس جملے کو غلط فٹ کیوں نہیں کیا۔ گویا یہ حضرت ایسے ڈھیٹے خیانت کوش ہیں کہ جو ان کی خیانت کا ساتھ نہ دے وہ خود خائن ہے۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

بریلوی مناظر صاحب کی اس بہتان بازی اور افترا پردازی کی تفصیل گذر چکی ہے۔ =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے موضوع سے ہٹ کر الٹے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اعتراض شروع کر دیا ہے۔ الملفوظ میں جو کچھ ہے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اپنا اختراع کیا ہوا نہیں ہے۔ وہ ناقل ہیں۔(۱) علامہ سید احمد عبدالباقی زرقانی نے اپنی کتاب شرح مواہب اللدنیہ جلد سادس ص: ۱۶۹ پر بعض علماء سے نقل کیا ہے، اس عبارت میں اگر گمراہی ہے تو پھر یہ علامہ عبدالباقی زرقانی کون ہوئے اور جن علماء سے انہوں نے نقل کیا ہے۔ان کے بارے میں کیا حکم ہے (۲) پھر اس عبارت میں قابل اعتراض بات کیا ہے کہ جنت میں ازواج مطہرات حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہیں گی یا نہیں تو کیا قرآن مجید کا انکار ہے؟ ارشاد ہے: وزوجناھم بحور عین اور اگر جنت میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہیں گی تو ازدواجی تعلقات رہیں گے یا نہیں۔ اگر رہیں گے تو اگر بعد وصال اور قبل قیامت یہ تعلق ہے تو کیا اعتراض۔(۳)

---

= یہاں قرآن کا ایک فیصلہ سنئے! ارشاد ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیٰت اللہ و اولٰئک ھم الکذبون۔ جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

مولوی نعیم الدین نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ "یعنی جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے، چونکہ بریلوی مناظر صاحب اس آیت کی رو سے خود گمراہ ہیں لیکن وہ اہلحدیثوں کو گمراہ اور جہنمی ٹھہرا رہے ہیں اسلئے ہمیں ایک حدیث یاد آرہی ہے جس کا مضمون ہے کہ دجال کے پاس ایک جنت اور ایک جہنم ہوگی۔ اس کی جنت درحقیقت جہنم ہوگی اور اس کی جہنم درحقیقت جنت ہوگی۔ یہی پیمانہ بریلوی مناظر صاحب کے پاس بھی ہے۔ ع ہاتھ لا اویار کیوں کیسی کہی؟

(۱) آنحضرت ﷺ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں گستاخی و بدتمیزی؟ اور اس پر یہ عذر کہ "اعلیٰ حضرت" ناقل ہیں رضا بالضلالۃ ضلالۃ ہے تو کیا اس گستاخی کے ساتھ رضامندی گستاخی نہیں ہے؟

(۲) شخصیات پرستی کی انہیں "خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر" آپ لوگوں نے قرآن وحدیث کا ستیاناس کر دیا ہے، کیا یہ علماء پیغمبر تھے کہ جس مرحلۂ زندگی کو قرآن نے ولکن لا تشعرون سے تعبیر کیا ہے۔اس کے ایسے ایسے احوال پر ان علماء کے حوالے بطور حجت پیش کئے جائیں جو احوال دنیا میں بھی پس پردہ ہوا کرتے ہیں۔

(۳) سوال یہ ہے کہ پھر خدا اور رسول نے اس کو بیان کیوں نہیں کر دیا۔ آخر اسلام کی خدمت میں وہ کون سی کسر رہ جاتی تھی جس کی تکمیل کیلئے اس طرح کی بات چھیڑی گئی تھی اور وہ بھی ایسے گستاخانہ اور حیا سوز انداز میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ یہ بتائیے کہ اگر کسی کا عقیدہ ایسا ہو جو گمراہ ہو تو کیا اس پر گمراہی کا حکم نہ ہوگا کسی کی گمراہی یا خوش اعتقادی معلوم کرنے کی صورت سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اس کے مذہب کے علماء کی وہ کتابیں دیکھی جائیں جن کو وہ لوگ اپنا پیشوا مانتے ہیں اور یہی ہم نے کیا ہے (۱)

آپ کے اسمٰعیل صاحب نے جو جہاد کیا ہے وہ ہم کو خوب معلوم ہے۔ سنئے ان کے بہت بڑے معتقد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ ''سید صاحب نے سب سے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا ہے (تذکرۃ الرشید حصہ دوم)

بولئے! یہ یار محمد خاں کسی سکھ کا نام ہے۔ (۲) مولوی اسمٰعیل دہلوی کا یہ عقیدہ تھا

---

(۱) آپ نے یہ ہرگز نہیں کیا ہے اور اہلحدیث اپنا پیشوا (متبوع) رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں۔ پس اگر اہلحدیثوں کو گمراہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو کتاب وسنت کو تختۂ مشق بنائیے اور اپنا اصل روپ ظاہر کر دیجئے۔

(۲) نہیں۔ بلکہ ایک نام نہاد مسلمان کا نام ہے جو سکھوں کا پٹھو، سنی و غیر سنی مسلمانوں کا یکساں طور پر قاتل اور پرلے درجے کا دغاباز تھا۔ حتی کہ اپنے سگے بھائیوں تک سے دغا کر چکا تھا۔ یزید کی جو روش حضرات بیان کرتے ہیں یار محمد خاں کی روش مسلمانوں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ بھیانک تھی۔ یزید نے جو کچھ کیا تھا اپنی عسکری طاقت اور اپنے اقتدار کے بل بوتے پر کیا تھا۔ مگر یار محمد خاں تو سکھوں سے ساز باز رکھتا تھا، جس کے طفیل وہ اور سکھ مسلمانوں کی جان مال اور عزت و آبرو سے کھیلتے تھے ور یہ مظلوم مسلمان وہابی نہیں سنی تھے۔

آپ نے تذکرۃ الرشید کا حوالہ دے کر اپنی تحقیقی لیاقت کا بھی ثبوت دے دیا ہے۔ سید صاحب کا پہلا حملہ خٹک میں سکھوں پر ہوا جن کا سالار لشکر بدھ سنگھ تھا۔ اسکے بعد حضرو اور بازار میں بھی سکھوں ہی سے ٹکراؤ ہوا۔ اس کے بعد نہایت ہی زبردست جنگ شیدو میں سکھوں ہی سے پیش آئی۔ اس جنگ میں اسی ہزار سرحدی مسلمان تھے جو سنی تھے۔ یار محمد خاں بھی شریک تھا۔ اور تقریباً ایک لاکھ مسلمان جو سرحد، افغانستان اور ہندوستان سے اسلام اور اہل اسلام کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے سید صاحب کے جھنڈے تلے جمع ہوئے تھے اور ۹۹ فیصدی سے زیادہ سنی تھے ان کے ساتھ یار محمد خاں نے عین اس وقت غداری کی جب سکھوں کی عظیم قوت ریزہ ریزہ ہونے کے مرحلے پر پہنچ رہی تھی۔ اس کی اس غداری کے نتیجہ میں مسلمان جیتی ہوئی بازی ہار گئے اور صوبہ سرحد کے سنی مسلمانوں کی آبرو سکھوں کے رحم =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


کہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے اور وہ اس عقیدہ کی بنا پر گمراہ ہوئے اور یاد رکھئے کہ کوئی گمراہ قتل ہو کر شہید نہیں ہوتا مگر مٹی میں ملتا ہے قرآن مجید میں ہے سیـــــحبـــــط اعمالھم گستاخ رسول کو آپ لوگ شہید مانتے ہیں یہ بھی آپ کی گمراہی ہے۔

شاتم رسول بلاشبہ جہنمی ہے (۱) اگر آپ کو اس سے اختلاف ہو اور آپ شاتم رسول کو جنتی جانتے ہیں تو بتایئے پھر ہم شاتم رسول کے جہنمی ہونے کے بارے میں آیات و احادیث پیش کریں۔ مسلم الثبوت بات پر دلیل نہیں پیش کی جاتی۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کہیں قبر ہوتی تو شاید آپ لوگ اسکا انکار ہی نہیں کرتے۔ مزارات کی حاضری اور نیاز فاتحہ کرنا جائز ہے یہی تو آپ لوگوں کو جلن ہے کہ ہمارے شہید

---

= وکرم پر آ رہی؟ جسے انہوں نے پوری بے دردی کے ساتھ پامال کیا۔ صرف سید صاحب اور ان کے رفقاء تھے جو میدانوں اور پہاڑوں میں ان کا مقابلہ کر کر کے مسلمانوں۔ جی ہاں سنی مسلمانوں کی حفاظت کر رہے تھے۔

آپ کو نہ معلوم ہو تو سن لیجئے کہ سارے مسلمانوں کا یہ غدار یار محمد خاں ڈھائی تین سال تک در پردہ سکھوں کے ذریعہ مسلمانوں کی عزت و ناموس پامال کرنے کا کام کرتا رہا۔ اس کے بعد کھل کر میدان میں آیا، اور سید صاحب اور ان کے رفقاء پر جو سکھوں سے برسرپیکار تھے۔ حملہ آور ہوا۔ لیکن اللہ کے ان شیروں کے سامنے اس کا لشکر پامال ہوا۔ جب اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگا تو بعض خیموں سے مستورات برآمد ہوئیں جنہیں یہ حضرات عیش رانی کیلئے پکڑ لائے تھے۔ (تفصیلات دیکھنی ہوں تو عالم اسلام کے ممتاز محقق مولانا غلام رسول مہر کی سید احمد شہید نامی کتاب کا مطالعہ کیجئے) اشرفیہ کے طالب علمو! اپنے اس مولانا سے پوچھو کہ آخر انہیں اس قماش کے لوگوں سے ہمدردی کیوں ہے؟ کیا اس لئے کہ

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ہاں انکم اذاً مثلھم والی آیت پڑھ کر یہ بھی پوچھ لینا کہ ''رضا بالضلالۃ ضلالۃ ہے'' والا اصول صرف دوسروں کے لئے ہے یا خود ان کے لئے بھی؟ ویل للمطففین۔

(۱) جی ہاں! ہم بھی گستاخ رسول اور شاتم رسول کو جہنمی سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ افترا پردازوں کو بھی سمجھے مگر پہلے یہ تو تلاش کیجئے کہ گستاخ رسول ہے کون؟ بس قدر عافیت معلوم ہو جائے گی۔ آپ کی منہ زوری سے شاہ اسماعیل شہید کی پوزیشن بدل نہیں سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مر کر جس مٹی میں ملے وہ مٹی بھی ایسی مٹی میں ملی کہ اس کا بھی کہیں پتہ نہیں ہے۔ انگور نہ ملے تو کھٹے۔ ترکی بہ ترکی (۱)

آپ نے سوالات قائم کرنے سے قبل بڑی لمبی تمہید باندھی ہے کہ ہمارے سوالات موضوع مناظرہ سے متعلق اور اہل سنت کی طرح طلب تشریح مدعا کے ضمن میں آتے ہیں (۲) مگر مولانا! اس مناظرہ کی روداد بھی چھپے گی اور اہل علم کے سامنے بھی آئے گی اس وقت ظاہر ہوگا کہ آپ کے اس دعویٰ کی حقیقت کیا ہے۔ یہ مناظرہ اس بند کمرہ ہی میں گھٹ کر نہیں رہ جائے گا۔ (۳)

بتاؤ یارو بہ روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

ہم نے گن کر آپ کے ہر سوال کا جواب چکا دیا ہے۔ (۴)

۱۔ **السنة مطلق الطريقة و فى الشريعة الطريقة المرضية المسلوكة فى الدين من غير افتراض ولا وجوب۔** (شرح منار ابن ملک ص:۵۸۶)

۲۔ **فاشتغل هو ومن تبعه بابطال راى المعتزلة واثبات ما ورد به السنة و مضىٰ عليه الجماعة فسموا اهل السنة والجماعة ۔** (شرح عقائد:۱۶) ہم اس معنی میں اہلسنت ہیں۔ (۵)

---

(۱) ترکی بہ ترکی　　روٹی کا غازی　　ملا مزاری　　رنگ پیازی
　　اٹھا ہے کرنے　　جھوٹی ایازی

(۲)　الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے　دے آدمی کو موت، پر یہ بدادا نہ دے

(۳) جی ہاں! آپ کی سرتوڑ کوشش کے باوجود بند کمرے میں گھٹ کر نہ رہ سکا۔ الحمدللہ کہ ہم آپ کی ساری رکاوٹوں کے علی الرغم اسے نظر عام پر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب اہل علم دیکھ رہے ہوں گے کہ کس کی آستین سے لہو پکار رہا ہے۔ (۴) مگر اس گنتی پوری کرنے کے چکر میں آپ گنتی ہی رہ گئے۔ اور امتحان ہال کے اندر بیٹھے ہوئے بدحواس طالب علم کی طرح حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء کا شکار ہو گئے۔ (۵) مگر آپ اور آپ کی جماعت تو کتے شاہ۔ پتنگ شاہ کے مزاروں کی تعمیر، عرس و درگاہ کے اہتمام، چھوکروں اور عورتوں کی قوالی اور کجری کے انتظام، زنان عاشقان اولیاء کی ضیافت، ڈھولک، تاشے اور جھانجھ، مجیرے کی دھوم دھام اور طبلے کی تھاپ پر وجد کے پردے میں ناچنے اور کودنے میں مشغول ہے۔ آپ کو ان بزرگوں سے کیا واسطہ؟ یہ منہ اور مسور کی دال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ **لا مناقشة فی الاصطلاح** (۱)

۴۔ ہمارے اعمال وعقائد **انا علیه و اصحابی** حدیث نبوی کے موافق ہیں (۲) رہ گیا امتیاز **ما بین اھل السنة و غیر المقلدین فھو معروف وممتاز بین المسلمین**

۵۔ بڑے پیر رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چھٹی صدی ہجری ہے۔ اور مناظرہ جن غیر مقلدین سے ہے وہ اسماعیل دہلوی اور ان کے بعد ہیں ۔ اس طرح یہ تیرہوی صدی کے پیداوار ہوئے ۔ پس ان غیر مقلدین کا ان اصحاب حدیث سے کیا واسطہ (۳) مولانا! ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں سے کام نہیں چلے گا۔

۶۔ (الف) تقلید کے لغوی معنی قلادہ درگردن نہادن.

(ب) اصطلاحی **اتباع الانسان غیرہ فیما یقول او یفعل معتقد للحقیقة من غیر مطالبة الدلیل ملخصًا.** (۴) .(کشاف اصطلاحات الفنون ج: دوم ص: ۱۱۷۸)

(۷، ۸، ۹، مجتہد بھی تھے اور مقلد بھی۔ (۵)

۱۰۔ اس کا جواب جو ۷ تا ۹ سے واضح ہے۔

۱۱۔ چونکہ گمراہوں کو پیشوا اور مقتدا تسلیم کرتے ہیں **و ما انا علیه و اصحابی** سے کٹ کر الگ ہو گئے ہیں اس لئے **کلھم فی النار** کے تحت جہنمی ہیں (۶)

۱۲۔ **ھما مخلوقتان موجودتان واثباته من قصة آدم و حواء** (شرح عقائد ص: ۷۶)

---

(۱) سوال از آسماں جواب از ریسماں

(۲) ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنی تصویر تو دیکھ لیجئے مولانا! ''ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں''

(۳) کیا زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث بھی بدلتے رہتے ہیں۔؟

(۴) تلخیص کے ساتھ ہاتھ کی صفائی بھی۔

(۵) اس مضحکہ خیز جواب پر بھی یہ ناز کہ روداد منظر عام پر آئے گی ع ایاز قدر خود بشناس

(۶) اپنے ٹولے کی آپ بیتی بڑی خوبی سے لکھ رہے ہیں گویا ؎

حکایت از قد آں یار دلنواز کنیم ۔۔۔ باین فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


۱۳۔ آپ مطمئن رہیں۔آپ اکیلے ہی نہیں جائیں گے بلکہ اکہتر فرقے اور بھی ہوں گے۔(۱)

قیس تنہا ہے بیاباں میں مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جومل بیٹھیں گے دیوانے دو

۱۴تا۱۸۔ اللہ نے حکم دیا۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (پارہ۔ ۱۷۔رکوع۱) (۲)

۱۹۔۲۰ صاحب ہم بھیجنے والے کون ہوئے۔آپ اللہ کے حکم سے اور اپنے کرتوت کے سبب جائیں گے۔(۳)

۲۱۔ باخبار نبیه الصادق المصدق من شذ شذ فی النار

۲۲/۲۳۔ما انا علیه و اصحابی کا مصداق ہیں حدیث مبارک کلهم فی النار الا ملة واحدة۔(ترمذی شریف جلد ثانی ص:۸۹)

۲۴۔جی ہاں ! اسی بات کی دلیل کل سے شروع ہے اور ابھی آگے دیکھئے کیا

---

(۱) ماشاءاللہ آپ نے اپنے ساتھیوں کی تعداد اچھی طرح حفظ کر رکھی ہے۔شاید اس لئے کہ جب آپ زنان عاشقان اولیاء کے جلو میں ڈھولک، تاشے، جھانجھ، مجیرے بجاتے ہوئے جہنم کے شعلوں کی طرف بڑھیں تو آپ کا ساتھی چھوٹ نہ جائے۔ورنہ خوب نہیں گذر سکے گی۔

(۲) ناظرین ذرا ایک بار پلٹ کر ۱۴ سے ۱۸ نمبر تک کے سوالوں کو پڑھ لیجئے۔بریلوی مناظر صاحب کو گنتی یادرکھنے کے چکر میں ایسا چکر آیا کہ سب کچھ بھول گئے۔حفظت شینا وغابت عنک اشیاء .شاید منشی جی کا تصور آ گیا تھا۔

(۳) اللہ تعالیٰ تو اطیعوا الله واطیعوا الرسول کے قائلین وعاملین کو جنت میں بھیجنے کا فیصلہ کر چکا ہے اب جہنم میں بھیجنے کی کوشش آپ ہی کیجئے۔تنہا کام نہ چلے تو کتے شاہ اور پتنگ شاہ سے مدد حاصل کروالیجئے کیونکہ وہابی بڑے سخت جان ہوتے ہیں۔آپ جیسے جنتی لوگوں کوانہوں نے مکہ ومدینہ سے بھی نکال بھگایا ہے۔جاہلیت کے مشرکین کے خدا نے تو ہاتھی والوں سے مکہ کو بچالیا تھا مگر آپ کے خداؤں سے اتنا بھی نہ بن پڑا کہ ان جہنمی وہابیوں سے بیت اللہ کے ناموس کی حفاظت کر لیتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آتا ہے۔

ابتداءِ عشق ہے روتا ہے کیا　　آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا(۱)

۲۵۔فی البرزخ حسب اعماله و عقائده

ضیاء المصطفیٰ قادری

۲۳/ذوالقعدہ ۹۸ھ

(۱) ہم بھی صاد کرتے ہیں۔اگلی تحریر پڑھئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دوسری تحریر

# منجانب اہل حدیث مناظر

## مولانا صفی الرحمن الاعظمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد افضل المرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین ۔ اما بعد !

آپ بحیثیت مناظر یہ جانتے ہیں کہ دعویٰ مسلمات میں سے نہیں ہوتا اگر دعویٰ ہی مسلمات میں سے ہوتو پھر مناظرہ کس بات پر؟ پھر ایک طرف یہ اصول تسلیم بھی کرتے ہیں کہ کسی اہل حدیث عالم کے قول کو اہل حدیثوں کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کر سکتے اور دوسری طرف آپ پیش بھی کرتے جا رہے ہیں۔۔ سنئے !

ہمارے اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے درمیان جو مسئلہ متفق علیہ ہے وہ یہی ہے کہ کوئی شخص امت کے فرد واحد کی تقلید نہیں کرے گا یعنی کسی شخص کی بات کسی پر حجت نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی آپ کو ضد ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی باتیں ہمارے خلاف بطور حجت پیش کریں۔ گویا

واعظ دلیل لاتے جوے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سنئے! جو چیزیں مناظرہ سے متعلق ہمارے اور آپ کے مسلمات میں سے ہیں وہ صرف شرائط ہیں۔ لیکن آپ جس غلط راہ پر چلنے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں اس کے پیش نظر آپ نے ضروری سمجھا کہ شرائط کو مسلسل پامال کرتے رہیں۔ اور شہید مرحوم کی عبارتوں میں مسلسل خیانت اور بددیانتی کا ارتکاب کرتے رہیں۔ ہم نے جو پوری عبارت پیش کی ہے آپ اس کو بھی کسی شخص کے سامنے پیش کر کے دیکھ لیجئے، وہ آپ کی خیانت بے جا پر سر پیٹ کر رہ جائے گا۔

حضرت سن لیجئے! تقویۃ الایمان چھپ چکی ہے دوسروں کے ہاتھوں میں بھی ہے۔ اس پر آپ اور آپ کے علماء کرام کے بددیانتانہ قسم کے الزامات بھی سامنے آچکے ہیں اور اہل حدیث تصانیف میں ان کا ایسا معقول مدلل، منہ توڑ اور مسکت جواب دیا جا چکا ہے جس کی تردید سے پوری دنیائے بریلویت عاجز ہے۔ آپ ان عبارتوں کو کرید کرا اور اپنی بددیانتی کا مظاہرہ فرما کر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ نے صرف اسی عبارت میں بددیانتی نہیں کی ہے جس کا حوالہ پچھلی بار دے چکے ہیں، بلکہ دیگر عبارتوں میں بھی اسی طرح کی خیانت کوشی سے کام لیا ہے۔ جہاں پر مرکر مٹی میں ملنے کی عبارت ہے وہیں حاشیہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اس سے مراد دفن ہوتا ہے۔ کیا آپ حضور کو مدفون نہیں مانتے پھر اس سلسلے میں آپ کے درمیان اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے درمیان کیا فرق ہوا۔

آپ کے احمد رضا خاں صاحب حضور ﷺ کے سلسلے میں جس بات کے ناقل ہیں۔ اس کے مصدق بھی ہیں کیا، ایسے ہی حیا سوز مسائل بیان کرنا دین کی خدمت اور دخول جنت کا ذریعہ ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی قبر بالاکوٹ میں موجود ہے۔ بلکہ آپ کے پاکستانی بھائیوں نے ان کا مزار بنانے کی کوشش بھی کی تھی، تشریف لے جایئے آپ کے عقیدے کے مطابق آپ کا مناظرہ ان سے ہو جائے گا۔ ہاں یہ ضرور بتایئے کہ بالاکوٹ میں جن مسلمانوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حفاظت کرتے ہوئے وہ شہید ہوئے تھے کیا وہ سنی نہ تھے۔آپ کی مشین تکفیر اگر یوں ہی چلتی رہی تو ان شاء اللہ بہت جلد آپ پوری دنیا کو مسلمانوں سے خالی کر ڈالیں گے۔

اور اس کے بعد سنئے ! ہم تو حضور ﷺ کے مزار پر مرادیں مانگنے ، چادریں چڑھانے نہیں جانتے تو پھر شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا مزار تلاش کرنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے؟

آپ کی مجبوری بھی قابل داد ہے کہ آپ مناظرہ تو طے کرتے ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں کرنے کیلئے مگر او کلما عاھدوا عھدا نبذہ فریق منھم کے مطابق اپنی بات کے ثبوت میں ادھر ادھر کے حوالے پیش کر رہے ہیں۔آپ کے سارے جوابات قطعی غیر مدلل ہیں۔آپ ہمارے سوال ۷۔۸۔۹ کے جواب میں لکھتے ہیں کہ مقلد بھی تھے اور مجتہد بھی تھے۔اس قسم کے جواب سے گاڑی نہیں چل سکتی۔آپ اجتہاد اور تقلید کے صاف صاف حدود قائم کیجئے اور ان حدود پر متعینہ ادلۂ شرعیہ سے دلائل لائیے پھر ثابت کیجئے کہ ایک شخص بیک وقت مقلد بھی ہو سکتا ہے۔اور مجتہد بھی۔پھر اس کے بعد ان میں وہ اوصاف ثابت کیجئے ،کھوکھلے دعوے سے کام نہیں چلے گا۔

آپ نے پچھلے مقلدین اور موجودہ غیر مقلدین کے درمیان جو فرق بیان کرنے کی کوشش کی ہے،وہ آپ کی زبردستی کا نتیجہ ہے۔جسے آپ نے اپنی خیانتوں اور بددیانتوں کے بل بوتے پر قائم کیا ہے۔حضرت اس طرح کی منہ زوریوں سے کام نہیں چلے گا۔آپ کو دیانت داری کے ساتھ اگر کسی کے عقائد پیش کرنا نہیں آتا تو ہم سے سنئے اور ہمارے پیش کردہ ان عقائد پر اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو لائیے ،سامنے رکھئے ،ہاں آپ یاد رکھیں ہمیں اس بات کا پورا اطمینان ہے کہ اگر ہم کو جہنم میں جانا پڑا تو آپ کو ہماری پیشوائی کا شرف حاصل ہوگا ، ہاں اسمٰعیل شہید کے اعمال کی بنیاد پر کروڑوں مسلمانوں کو جہنم میں داخلے کا پروانہ دینا ان قرآنی آیتوں کے خلاف ہے۔ من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعليها . لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت وغیرہ متعدد آیتوں کے خلاف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ہمارے عقائد......

یہ اصولی بات ہے کہ عقائد کے متعلق صاحب عقیدہ کا بیان معتبر ہوگا۔ ایک شخص یا گروہ اعلان کرے کہ ہمارے عقائد یہ ہیں اور دوسری جماعت کہے کہ نہیں تمہارے عقائد یہ ہیں تو یہ طرز عمل غیر معتبر اور جھوٹا پروپیگنڈہ قرار پائے گا۔ اب ہم اپنے عقائد نمبروار لکھتے ہیں:

۱۔ ہم اہانت رسول کو کفر اور بزرگوں بلکہ عام مسلمانوں کی اہانت کو فسق سمجھتے ہیں۔

۲۔ درود شریف کا پڑھنا اور اس کے بعد ورد کو بڑے ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔

۳۔ ہم اس درود کو جو نماز میں ہر مسلمان پڑھتا ہے اس کو پڑھنا افضل سمجھتے ہیں اور خود حضور ﷺ کے بتانے کے باوجود خود درود گڑھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، کیونکہ اعلیٰ کے رہتے ہوئے ادنیٰ کی ضرورت نہیں ہے۔

۴۔ ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ تک درود پہونچانے کیلئے فرشتے مقرر ہیں، کیونکہ اس میں حضور ﷺ کا ادب ہے اور یہ عقیدہ ہمارے نزدیک غلط ہے کہ میلاد کی مجالس میں حضور ﷺ درود کا تحفہ قبول فرمانے کیلئے آتے ہیں۔ ہم اس کو خلاف ادب سمجھتے ہیں۔

۵۔ ہم اولیاء کرام کا مقام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ادب و احترام کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کو برا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی بوقت ضرورت مدد فرماتا ہے۔ اولیاء کرام پر عام مسلمانوں کے مقابلے میں ان گنت اللہ کی عنایتیں ہیں۔ ان عنایات الٰہی کو ہم کرامات سمجھتے ہیں۔ اولیاء کرام سے کرامت بلا قصد وارادہ صادر ہوتی ہے۔ جس طرح پھول میں جو خوشبو ہوتی ہے اس میں پھول کے اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہی حالات کرامات اولیاء اور معجزات انبیاء کا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور ضرورت سمجھتا ہے۔ اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو کرامات اور معجزات سے نوازتا ہے۔ ہم اولیاء کرام کی شان میں ہر اس احترام کو جائز سمجھتے ہیں جو شرعاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حرام نہ ہو۔ ہم اولیاء کرام کو سنت کا پابند اور شریعت کا داعی جانتے ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت ان کے دم قدم کی برکت ہے۔ آج ان کے مزاروں پر جو کچھ ہو رہا ہے ان باتوں کو ہم ان کے احترام کے خلاف جانتے ہیں۔ داعی کتاب وسنت کے مزار پر خلاف سنت کام کو ان کی شان میں ہم بے ادبی تصور کرتے ہیں۔

۶۔ ہم حضور ﷺ کے متعلق وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو آپ کی تعلیم کے مطابق ہے۔ از خود محبت و احترام واجلال کے نام پر حضور ﷺ کے متعلق کوئی عقیدہ رکھنا حضور کی شان میں گستاخی سمجھتے ہیں۔

۷۔ ہم ہر امام کی ان باتوں کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں۔ ہاں قرآن وحدیث میں اگر کوئی حکم موجود ہو اور امام کا قول اس کے خلاف ہو تو اس کا قول ماننا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی سمجھتے ہیں۔

سنی دوستو! ہم انبیاء اور اولیاء کی عزت واحترام سے کس طرح انکار کر سکتے ہو۔ جبکہ ہم استاد، ماں، باپ حتی کہ عمر میں اپنے سے بڑوں کا ادب واحترام اپنے اوپر واجب تصور کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ادب کرتے ہیں ان کی عبادت نہیں۔ عبادت خدا کے روکنے کی وجہ سے نہیں کرتے۔ اور ادب اس کے حکم کی وجہ سے کرتے ہیں۔ ادب واحترام کے حدود تو سبھی جانتے ہیں لیکن عبادت کیا ہے اس کی پوری وضاحت قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں ہم پیش کر چکے ہیں۔ ٹیپ لگایئے اور لطف اٹھایئے۔

انبیاء کے معجزات کو بھی ہم مانتے ہیں اور اولیاء کی کرامات کو بھی۔ معجزات کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی انبیاء کی نبوت کے ثبوت میں کچھ خارق عادت چیزوں کو اپنی ذاتی خدائی قوت سے ظاہر فرماتا ہے۔ یہ ہے معجزات کی حقیقت، نبی کو ان کے ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ یہی حال کرامات اولیاء کا ہے۔ اللہ اپنے جس بندے کی بندگی سے خوش ہوتا ہے اس پر اپنے لطف وکرم کی بارش کرتا ہے۔ یہی بارش کرامات ہیں ان کرامات میں اولیاء کی طاقت کو کوئی دخل نہیں ہوتا، اس کے کچھ دلائل تو ہم قرآن پاک کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیات سے پیش کر چکے ہیں۔آج بخاری شریف سے چند حدیثیں آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

بخاری شریف ج:۲ص:۹۳۲ میں ایک حدیث آئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ایک دعا ضرور سنیں گے ہر نبی اپنی دعا ختم کر چکا۔لیکن حضور رحمۃ للعالمین اپنی وہ دعا محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔معلوم یہ ہوا کہ انبیاء کو بھی جو کچھ ملتا ہے خدا سے ملتا ہے اور دعا سے ملتا ہے۔

ص:۹۳۵ بخاری شریف ج:۲ میں ایک لمبی حدیث ہے جس میں یہ لفظ آیا ہے۔ **اللھم لک اسلمت و بک خاصمت** ''اے اللہ تیرے جلال وقدرت کے سامنے میں نے گردن جھکا دی اور تیری توفیق وعنایات سے میں دشمنوں کا مقابلہ کرتا ہوں۔

(بخاری شریف ج:۲ص:۹۳۶) میں ایک حدیث ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ جب قضاء حاجت کے لئے جاتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ **اللھم انی اعوذبک من الخبث و الخبائث** ۔اے اللہ ارواح خبیثہ کے شر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔آپ جو دعا خود پڑھتے تھے اس کے پڑھنے کے ساتھ امت کو بھی پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔

اسی میں ص:۹۳۷ میں یہ دعا آتی ہے. **لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت** اس کا ماحصل ہوا کہ تو اگر کسی کو دے تو روکنے والا کون اور نہ دے تو دینے والا کون جب صورت حال یہ ہے تو اپنے گھروں میں آرام کے ساتھ رہنا چاہئے اور اپنی حاجات و ضروریات خدا سے مانگنا چاہئے ان شاء اللہ اگر صدق دل سے آپ مانگیں گے تو گھر بیٹھے ملے گا اور اگر مزاروں کا چکر لگائیں گے تو پیسہ بھی جائے گا اور ایمان بھی اور کبھی کبھی عزت بھی لٹ جائے گی۔

ص:۹۳۸ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے خاص خادم تھے۔ حضور ﷺ خوش ہوئے تو فرمایا اے اللہ! انس کے مال اور اولاد میں اضافہ کردے۔دعا قبول ہوئی اور وہ مالا مال ہو گئے اور اولاد کثیرہ اور بہت سے بال بچے بھی ان کو ملے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے وضو کے لئے از خود پانی رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے خوش ہوکر اللہ سے دعا کی **اللھم علمه الکتاب و الحکمة** اے اللہ ابن عباس کو کتاب کا علم اور سنت کی فہم عطا فرما۔ دعا قبول ہوئی اور رئیس المفسرین قرار پائے۔

ص:۹۴۱ میں ایک دعا جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ رنج وغم سے بچنے کے لئے بھی تیری پناہ ڈھونڈھتا ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پناہ اللہ کے یہاں ملتی ہے۔ اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کے مزارات مقدسہ سے وہ تقسیم نہیں ہوتی۔

ص:۹۴۲ میں الفاظ یہ ہیں (**اللھم انی اعوذبک من المآثم والمغرم**) اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ کے مقابلے میں اور قرض کے بوجھ کے مقابلے میں۔

ص:۹۴۳ حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہاں کی آب وہوا خراب ہے آپ نے اللہ سے دعا کی۔ اے اللہ! مدینہ کا روگ جحفہ کی طرف منتقل کردے

ص:۹۴۴ میں ہے آپ نے دعا کی (**اعوذبک من شر فتنة الفقر**) ماحصل یہ ہے کہ اے اللہ محتاجی کی مصیبت سے بچا، یہ تو سب کو معلوم ہے کہ آپ کی سب سے پیاری دعا یہ تھی (**ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاٰ خرة حسنة وقنا عذاب النار**) اے اللہ! دنیا میں بھی جو کچھ میرے لئے بھلا ہو دے اور آخرت میں بھی جو کچھ بھلا ہو دے۔

ہر عقل مند آدمی جب ان حدیثوں کو پڑھے گا تو وہ اس بات کو سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ جو کچھ مخلوق کو ملتا ہے وہ خالق سے ملتا ہے۔ انبیاء و اولیاء اپنے مراتب عالیہ کے باوجود خدا کی مخلوق ہیں، اس لئے ہر چھوٹی بڑی چیز خدا سے مانگتے ہیں اور خدا کے یہاں سے پاتے ہیں۔ ہم گنہگاروں کو بھی اللہ نے فراموش نہیں کیا بلکہ بڑے پیار سے فرماتا ہے۔ آؤ آؤ مجھے پکارو (**ادعونی استجب لکم**) مجھے پکارو تمہاری میں سنوں گا۔

اگر کسی آیت یا حدیث میں کوئی شخص دکھا دے کہ اللہ نے بندوں کو یہ کہا ہے کہ فلاں فلاں چیز مجھ سے مانگو میں دوں گا اور فلاں چیز اجمیر میں جا کے مانگو وہاں ملے گی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


فلاں پیر ر ں یں جاے ماننو حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار پر وہاں پاؤ گے۔تو ہم بڑے ہی عزت وادب کے ساتھ ان کا ہاتھ پیر چومیں گے،اوراپنا مرشد تسلیم کرلیں گے۔

سنی دوستو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی یہی روشن تعلیمات جب اہلحدیث بزرگوں کے منہ سے بریلوی عوام سنتے ہیں تو وہ اہلحدیث بن جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا بھی ملتا ہے، جنت بھی ملتی ہے اور جہنم سے نجات بھی ملتی ہے۔اور چہلم، تیجہ، گیارہویں، فلاں پیر کی دیگ، کھچڑا، حلوہ کے فضول مصارف سے وہ بچ جاتے ہیں، لیکن کچھ علماء کرام سب کچھ جاننے کے باوجود ان آیات واحادیث پر پردہ ڈالتے ہیں کیونکہ ان کو یہ یقین ہے کہ انہی ذریعوں سے ہم کو روزی ملتی ہے۔

بائبل دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جناب مسیح نے یہودی مولویوں کو ایسا کرنے سے روکا تو یہودی مولوی ان کے اسی طرح دشمن ہو گئے جس طرح بریلوی مولوی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے دشمن ہو گئے۔ جناب مسیح کو اللہ نے اپنے وسائل خاص سے یہودی مولویوں کے قتل سے بچایا اور علامہ شہید دہلوی کو شہادت دے کر ان کا رتبہ بڑھایا۔

سنی عالمو! اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرو۔اگر قرآن وحدیث کی پیروی کرو گے تو فائدے میں رہو گے۔اللہ ہم کو اور آپ کو سیدھی راہ دکھائے۔آمین۔

سنی دوستو! یہ مختصر عقائد بقدر ضرورت ہم نے پیش کر دیئے کیونکہ آپ ہم پر گمراہی اور گمراہ گری کا الزام لگانے بیٹھے ہیں۔لہذا ضروری تھا کہ آپ ہمارے نقطۂ نظر سے خود ہمارے اقرار وبیان کی روشنی میں واقف رہیں، اور رات کی تاریکی کے بجائے دن کی روشنی میں الزام لگا سکیں۔اور اس لئے بھی ہم نے پیش کر دیئے تاکہ آپ کو ہمارے خلاف الزام لگانے کے لئے کوئی ایسا راستہ نہ ڈھونڈھنا پڑے جس پر ہم چلنے کے قائل ہی نہ ہوں اور جو ہماری متعینہ شرائط کے بھی خلاف ہو۔

ہاں ہم ایمان میں زیادتی وکمی کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اگر ہم تسلیم نہ کریں تو ہمارا ایمان نہ صرف اولیاء کرام اور صحابہ عظام کے برابر ہو جائے گا۔ بلکہ نعوذ باللہ محمد رسول ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے برابر قرار پائے گا۔ لہذا یہ عقیدہ ان کی شان میں بدترین گستاخی و بے ادبی ہوگا۔ کیا ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ آپ کا ایمان اور ہمارا ایمان برابر ہے۔ کیا ہم ہمت کر سکتے ہیں کہ اپنی زبان سے یہ الفاظ نکالیں کہ ہمارا ایمان اور خواجہ معین الدین چشتی کا ایمان برابر ہے اور اگر ہم اس قسم کا احمقانہ دعویٰ کر بیٹھیں تو پھر ہم سے کرامت کا ظہور کیوں نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ اہل حدیث کا یہ عقیدہ کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس عقیدے کے کہ ایمان بسیط ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ انبیاء و اولیاء کرام کے احترام کے زیادہ قریب ہے۔

## اہل سنت سے، اہل حدیث، لوگ کیوں ہو جاتے ہیں؟

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت اہل سنت سے نکل کر اہل حدیث ہو چکی ہے اور ہوتی جارہی ہے اس کے اسباب حسب ذیل ہیں:

۱۔ ہر مسلمان اللہ اور رسول سے فطری محبت رکھتا ہے، سنی ہونے کی صورت میں اس کو حنفی فقہ کو مقدم رکھنا پڑے گا لیکن ایک مسلمان کے اندر حب رسول کی جو پوشیدہ چنگاری ہے وہ چنگاری اس کو اس حالت پر قائم نہیں رہنے دیتی۔ لہذا وہ حب رسول کے جذبے سے بے قرار فقہ حنفی کے لبادہ کو اتار کر آغوش کتاب و سنت میں آنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۲۔ فقہ حنفی میں ایسے فحش، خلاف عقل اور غلط مسائل ہیں جن کو قبول کر لینا سب کے بس کی بات نہیں ہے۔ مسائل تو سیکڑوں ہیں۔ چند نمبروار خدمت اقدس میں پیش کر رہا ہوں۔

## مسائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ فقہ حنفی کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے خلاف جھوٹی گواہی قائم کردے کہ اس سے شادی کر لی ہے اور قاضی اس کے حق میں ڈگری دے دے تو اس مرد کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فخر ہند جو ایک سنی گھرانے کے چشم و چراغ تھے جن کے باپ دادا چچا وغیرہ سب سنی تھے۔ سب کو چھوڑ کر اہل حدیث ہونے پر مجبور ہوئے۔ چونکہ ان مسائل نے ان میں غصہ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے جب ان کا شعلہ بار قلم اٹھا تو غصے میں بتقاضائے بشریت چند الفاظ ذرا سخت نکل گئے۔

---

=۳۔ ایک عورت نے کسی پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا تھا اور بینہ قائم کر دیا۔ قاضی نے ڈگری دیدی۔ حالانکہ حقیقت میں اس کی منکوحہ نہیں تب بھی اس کے ساتھ شب باشی کر سکتا ہے۔ (ہدایہ ج:۲ص:۲۹۲ مطبع یوسفی)

۴۔ کسی نے چار مجلسوں میں ایک عورت کے ساتھ زنا کا اقرار کیا لیکن عورت نے نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ عورت نے زنا کا اقرار کیا اور مرد نے نکاح کا دعویٰ کر دیا تو اب کوئی حد نہیں۔ (ایضاً ج:۲ص:۴۹۸)

۵۔ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے حد واجب نہیں ہوتی۔

۶۔ بلکہ انزال کے بغیر چوپایہ اور مردہ سے وطی کرنے میں نہ روزہ فاسد ہو نہ غسل لازم آوے نہ وضو جاوے۔ چوپایہ کی شرمگاہ میں داخل کرنا اور کوزہ میں بلکہ منہ میں برابر ہے۔ (قاضی خاں ص:۱۰۵ معراج الولایہ قلمی ورق ۳۰۵، عالمگیری ص:۱۳۶، خزانۃ الروایان ص:۸)

۷۔ خون، پیشاب، شراب، مرغی کا پاخانہ، گدھے کا پیشاب، ہتھیلی کے برابر لگا ہو تو نماز درست (ہدایہ مع فتح القدیر باب النجاسات وتطہیرہا)

۸۔ کتے کے بالوں کے ازار بند کے ساتھ بھی نماز درست (غرائب فتاویٰ) اور کتے کے چمڑے کا ڈول اور مصلیٰ بنانا بھی درست (فتح القدیر ج:۱ص:۳۹۔ درمختار ص:۲۵)

۹۔ آستین میں کتے کا پلہ رکھ کر نماز درست (شامی ج:۱ص:۲۱۴)

۱۰۔ ذبح کئے ہوئے کتے اور گدھے اور درندے کا گوشت بیچنا بھی درست (عالمگیری ج:۴ص:۶۸۔۲۷)

۱۱۔ الو اور چمگادڑ حلال۔ (شامی ج:۵ص:۲۹۹ وغیرہ)

۱۲۔ بدن میں لگی ہوئی ناپاکی چاٹنے سے بدن پاک ہو جائے گا۔ (مختار الفتاویٰ ورق:۱۴، عالمگیری قاضیخاں)

۱۳۔ اپنے جانور پر شراب لادنے کی مزدوری کرنا یا ذمی کی سور مزدوری پر چرانا حنفی مذہب میں درست ہے۔ (شامی ج:۵ص:۳۸۶، عینی علی الکنز ص:۳۵۳)

۱۴۔ حالت احرام میں چوپایہ کے ساتھ حرام کاری کرنے سے بریلوی مذہب میں حج فاسد نہیں ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ عورت حلال ہوگئی۔امام صاحب کے نزدیک اللہ کے یہاں بھی پکڑ نہ ہوگی۔

(دیکھئے شرح وقایہ بحاشیہ چلپی ص:۲۳۶، نول کشور)

۲۔ شرح وقایہ بحاشیہ چلپی ص:۲۹۴ حاشیہ نمبر ا میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک رنڈی کی اجرت حلال اور پاکیزہ ہے۔اگر چہ سبب حرام ہے۔ البتہ صاحبین کے نزدیک یہ اجرت بھی حرام ہے۔

۳۔ ردمختار ج:اص:۳۲ میں لکھا ہے کہ جاہل آدمی کو احتیاطاً ہر مہینے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دو گواہوں کے سامنے سرے سے نکاح کر لینا چاہئے۔(۱)

ہمارے خیال میں یہ مسئلہ دینی پہلو سے زیادہ دنیوی پہلو سے مفید ہے۔اگر کسی مقام کی آبادی ایک ہزار جوڑے ہو تو آپ سال بھر میں بارہ مرتبہ ایک شخص کا نکاح پڑھایئے اور چھ ہزار سالانہ تو کم از کم وصول کر ہی لیجئے۔بحساب پانچ روپے فی کس۔شیرینی اور دعوت الگ سے اڑایئے۔

۴۔ فتاوی قاضی خاں میں نکسیر کا دلچسپ علاج ذکر کیا گیا ہے۔ابو بکر اسکاف کا فتویٰ ہے کہ اپنے خون سے قرآن میں سے کچھ لکھنا چاہے تو لکھ سکتا ہے۔ایک قول یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اگر پیشاب سے لکھنے سے شفا ہو سکتی ہے تو اس سے بھی لکھ سکتا ہے۔(دیکھئے فتاویٰ قاضی خاں ج:۴ص:۳۶۵)

میں ان مسائل کو نقل کرنا نہیں چاہتا جنہیں سن کر جبین شرافت عرق آلود ہو جاتی ہے۔(۲) بہر حال یہی وہ مسائل تھے۔جن کی وجہ سے علامہ اسمٰعیل دہلوی، شہید ملت

---

(۱) یعنی خود اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ

(۲) ضیافت طبع کے طور پر مزید چند مسائل ملاحظہ فرمایئے۔

ا۔اگر کوئی شخص اپنی بیٹی، بہن، ماں، پھوپھی، خالہ سے شادی کرے اور اس کے ساتھ ہم بستری کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد شرعی نہیں اگر چہ وہ کہے کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے۔(فتاویٰ قاضی خاں ج:۴ص:۴۰۷)۔ ۲۔اگر کوئی عورت کسی کو زنا کیلئے مزدوری پر رکھے تو حد شرعی نہیں (ایضاً) =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔(شامی ج:۲ص:۳۴۳)
۱۵۔روزہ کی حالت میں چوپایہ کے ساتھ حرام کاری کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔(شامی ج:۲ص:۱۶۰۔۱۷۲،جوہرہ نیرہ ج:اص:۱۴۴وغیرہ)
۱۶۔اور۔بلکہ مرد کے ساتھ لواطت(بدفعلی)کرنے سے بھی روزہ کا کفارہ نہیں۔(فتح القدیر وغیرہ)
یہ سب مذہب حنفی کے مسائل ہیں اور اس مذہب کی ان معتبر اور مستند کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں جن پر مذہب حنفی کی چکی گھوم رہی ہے۔بہر حال یہ سب تو ان سنی حضرات کے پرانے اور فروعی مسائل تھے۔
آیئے!ذرا اس وقت کا بھی تھوڑا حال سن لیجئے۔جب شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی دعوت اصلاح وتجدید کے ساتھ منظر عام پر نمودار ہوئے تھے۔خصوصاً وہ حالات جن کا تعلق اللہ کی ہستی کے تصور سے ہے۔
۱۔اس وقت سنی حضرات کے سب سے بڑے اور اعلیٰ بزرگ مجذوب کہلاتے تھے۔آپ سوچیں گے کہ یہ مجذوب کیا ہوتے ہیں؟یہ لوگ بالکل ننگ،دھڑنگ رہتے تھے جسم پر ایک تار نہ ہوتا تھا۔اسی حالت میں لوگوں کے درمیان بے باکی سے گھومتے تھے۔سنی حضرات ان ننگوں کو فنافی اللہ کہتے تھے بلکہ کہیں کہیں آج بھی یہ صورت دیکھنے اور سننے میں آتی ہے۔اور ان کے اس ننگے پن کو فنافی اللہ ہونے کا اثر بتلاتے تھے۔گویا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تو فنافی اللہ کے اس رتبہ کو نہ پہنچ سکے،کیونکہ وہ لباس پہنتے تھے اور ان دیوانوں کو ننگے ہونے کی وجہ سے یہ شرف حاصل ہو گیا۔خود ان مجذوبوں کا بھی حال یہ تھا کہ بعض بعض اپنے کو رب العالمین کہتے تھے۔(دیکھئے ارواح ثلثہ ص:۴۲۰۔۴۲۲) ۲۔ان سنی حضرات کے صوفیا بھی مجذوبوں سے کم نہ تھے۔یہ صوفی حضرات،بادشاہ،شاہزادوں،شاہزادیوں اور عوام پر اپنا بڑا اثر رکھتے تھے اس اثر سے وہ کام لیتے رہے ہوں گے،اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ حضرات علماء کرام کے پاس آتے تھے اور پوری جرأت وگستاخی کے ساتھ کہتے تھے؟مسجد کے مینڈھے،کچھ دلوا،ہم رنڈی رکھیں گے،شراب پئیں گے،اور بھنگ پئیں گے،عوام وخواص پر ایسے بدقماش صوفیوں کے اثر کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ علماء مجبوراً انہیں کچھ نہ کچھ دے کر ہی رخصت کرتے تھے۔(ایضاً ص:۳۳۔۳۴)
۳۔اس سے بھی زیادہ بھیانک صورت حال سنئے!ایک بار شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ(جو مخالفین کے ظلم کے سبب جوانی ہی میں نابینا ہو چکے تھے)اپنے ایک شاگرد کے ساتھ چاندنی چوک گئے۔انہیں ایک شور سنائی دیا۔شاگرد سے کہا کیسا شور ہے؟انھوں نے واپس آکر کہا یونہی بیہودہ سا شور ہے لیکن شاہ صاحب مصر ہو گئے تو بالآخر شاگرد نے بتایا کہ ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے اور اپنے عضو تناسل کو تانے ہوئے ہے۔اور اس میں ڈورا(دھاگا)باندھے ہوئے ہے اور یہ کہہ رہا ہے(نعوذ باللہ)کہ یہ اللہ کا الف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اس کی کمر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہو او بے وحدت خود منڈے کیا بکتا ہے۔الف خالی ہوتا ہے اور اس کے نیچے دو نقطے ہیں۔شاگردے نے ایسا ہی کیا۔فقیر کے پیچھے تالی بج گئی اور وہ نہایت خفیف ہو کر چلا گیا۔(ارواح ثلثہ ص:۳۴۔۳۵)

ان بدقماش فقیروں اور صوفیوں کے بقایا اور خلفاء اب بھی ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔جو زمانہ کی ترقی کے سبب ننگے رہنے کی تو جرأت نہیں کر پاتے لیکن ننگے پن کا حق ادا کرنے کیلئے شریعت اسلامی میں حرام کئے ہوئے گروے رنگ کا لباس اور جوگیوں کے رنگ کا پگڑ باندھ کر مزاروں اور خانقاہوں میں بیٹھے بیٹھے کروڑوں مسلمانوں کا دین وایمان اور دولت وثروت لوٹتے ہیں۔اور سنی کہلانیوالے نہ معلوم کتنے گھرانوں کی عزت وناموس سے کھیلتے ہیں (الٰہ العالمین) تو تاریکیوں کے اندر بھٹکے مسلمانوں کو ان فریب کاروں کے پھندے سے نجات دے اور انہیں حق کی روشنی دکھا۔(آمین)

۴۔اور سنئے!ایک طرف تو یہ سنی حضرات اللہ رب العالمین کی یہ درگت بناتے تھے دوسری طرف انھوں نے بت فروشی وبت پرستی کے دروازے کھول رکھے تھے۔چنانچہ مولوی فضل رسول بدایونی جو بریلوی مکتب فکر کے بہت ہی معروف اور مایہ ناز پیشوا اور امام گذرے ہیں،وہ اپنے فتوی مطبوعہ مفید الخلائق ۱۲۸۸ھ شاہ جہاں آباد کے ص:۱۲ میں لکھتے ہیں:

''بہ بیند کہ ساختن بت کفر نیست ودر جواز بیع آں تفصیل علی الاختلاف ومزدوری ساختن بت خانہ وبرافروختن نار معبود مجوس جائز''

''یعنی بت بنانا کفر نہیں اور بت بیچنے کے جائز ہونے میں تفصیل اور اختلاف ہے،بت خانہ بنانے کی مزدوری اور جس آگ کو مجوسی پوجتے ہیں اس کو جلانے کی مزدوری جائز ہے۔خود بریلوی مناظر بھی لکھ چکے ہیں کہ بتوں کو پکارنا،ان سے مدد مانگنا حرام ہوگا،شرک نہ ہوگا۔

ان حالات اور خیالات کے پس منظر میں سوچئے کہ اگر شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اللہ رب العالمین کی عظمت وکبریائی،جلال وجبروت اور اس کی وحدت ویکتائی کے اظہار کیلئے واشگاف،ٹھیٹھ اور دوٹوک الفاظ استعمال نہ کرتے تو کیا ایسے لچر پوچ الفاظ استعمال کرتے جس کے پردہ میں مذکورہ بالا حماقتوں کے لئے گنجائش باقی رہتی۔شاہ اسمٰعیل شہید نے اللہ کی عظمت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔بریلوی علماء بھی اس سے اختلاف کی جرأت نہیں کر پاتے۔مگر صرف اپنے پیٹ کی سلامتی کیلئے ان کے استعمال کئے ہوئے الفاظ سے عوام کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ معلوم ہے کہ۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سنی دوستو! ان الفاظ کا ڈھنڈھورا تو آپ پیٹتے ہیں اور ان میں کتر بیونت کر کے الزامات کا ایک دفتر تیار کرتے ہیں مگر وہ الفاظ کن گندے مسائل کی وجہ سے نکلے اس کو ہضم کر جاتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ان کے چند سخت الفاظ کو آپ پیش کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ان گندے مسائل کو بھی پیش کیجئے۔ جس سے مجبور ہو کر بتقاضائے بشریت وہ سخت الفاظ ان کے قلم سے نکل گئے۔

اس کے بعد عدل وانصاف کا ایک اور تقاضا بھی میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو شخص یا جو لوگ کسی فرد یا گروہ کو اتنا بڑا مجرم گردانتے ہوں کہ دنیا بھر ان کے خلاف ڈھنڈھورے پیٹتے پھرتے ہوں ضروری ہے کہ ان کا دامن الزامات سے پاک ہو۔ اس لئے آج لوگ ہمارے سامنے گمراہی اور گمراہ گری کا الزام لگاتے ہیں اور ہمیں جہنم میں پہونچانے کیلئے بیٹھے ہیں، وہ خود ہی اپنی مسلمات کی روشنی میں اپنا دامن دیکھ لیں۔ اس کے بعد اگر وہ ہم پر الزام لگانے کے اہل ثابت ہوتے ہیں تو الزام لگائیں ورنہ اپنی صفائی پیش کریں۔

۱۔ سنئے! آپ کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ نعوذ باللہ آپ کا ایمان رسول اللہ ﷺ کے ایمان کے برابر ہے۔ آپ کا ایمان خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے ایمان کے برابر ہے۔ آپ کا ایمان ائمہ کرام کے ایمان کے برابر ہے۔ آپ کا ایمان اولیاء کرام کے ایمان کے برابر ہے یہ آپ کی نہایت ہی جارحانہ گستاخی ہے جس کے آپ مرتکب ہیں۔

۲۔ آپ حضرات غیر اللہ کے لئے نذر مانتے ہیں اور غیر اللہ میں تصرف ماننے کے قائل ہیں۔ اس لئے درمختار کے فتوے کی رو سے غیر اللہ کے پجاری اور کافر ہوئے

۳۔ آپ لوگ زندگی بھر میں صرف ایک بار رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا واجب سمجھتے ہیں

۴۔ فتاویٰ رضویہ ج:اص:۶۶۔۶۷ میں ہے کہ اگر عورت کو طلاق رجعی دی تھی، ہنوز عدت نہ گذری تھی۔ یہ نماز میں تھا کہ عورت کی فرج داخل پر نظر پڑ گئی اور شہوت پیدا ہوگئی، رجعت ہوگئی اور نماز میں فساد نہ آیا۔ اور اگر قصداً بھی ایسا کرے تو مکروہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضرور ہے۔ مگر نماز فاسد نہیں۔

۵۔ نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز و وضو میں خلل نہیں مگر عورت کی مائیں، بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی۔ جب کہ فرج داخل پر نظر بہ شہوت پڑی ہو، اگر قصداً ایسا کرے تو سخت گناہ ہے۔ مگر نماز و وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج:اص:۶۷ حاشیہ مسئلہ نمبر۲)

ایک طرف آپ یہ دونوں مسئلے سامنے رکھئے اور دوسری طرف الاشباہ والنظائر ص: ۱۳۳ دیکھئے اس میں لکھا ہوا ہے کہ اگر مصلی قرآن دیکھ کر پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

۶۔ دوستو! یہ ہے تمہارے نزدیک قرآن کا احترام، آخر کس منہ سے ہمیں الزام دینے بیٹھ گئے ہو۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

۶۔ مرد نماز میں تھا، عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی۔ اگر چہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور عورت نماز پڑھتی ہو مرد بوسہ لے عورت کو خواہش پیدا ہوئی عورت کی نماز نہ جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج:اص:۶۷ حاشیہ مسئلہ: نمبر۱)

جن صورتوں میں وضو ٹوٹتا نہیں۔ صرف مستحب ہوتا ہے ان کی فہرست میں خاں صاحب ۱۳ لے ۱۴ پر رقم طراز ہیں۔

۷۔ نامحرم عورت کے کسی حصۂ جلد سے اپنا کوئی حصۂ جلد بے حائل چھو جانا اگر چہ اپنی زوجہ ہو اگر چہ عورت مردہ یا بڑھیا ہو۔ اگر چہ نہ قصد ہو نہ شہوت۔ چاہے نہ لذت پائے جب کہ وہ عورت بہت صغیرہ چار پانچ برس کی ہو۔

۸۔ اگر اس کے چھو جانے سے لذت آئی تو نامحرم کی بھی قید نہیں نہ جلد کی خصوصیت، نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بے حائل کی ضرورت مثلاً رقیق یا متوسط حائل کے اوپر سے اپنی بہن یا بیٹی کے بالی سے مس ہو جانے پر اتفاقاً لذت کا آجانا جب کہ عورت قابل لذت ہو اور حائل بہت بھاری مثل رضائی وغیرہ کے نہ ہو۔

حالانکہ انہی خاں صاحب کے صاحبزادے اپنی ایک دوسری کتاب تحفہ رضویہ میں ص:۲۰ پر لکھتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں ہنسنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

خاں صاحب نے اس کتاب میں ایسے ایسے مسائل بیان کئے ہیں کہ ان کے نقل سے طبیعت میں سخت کبیدگی پیدا ہوتی ہے لیکن ''جب مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات'' تو بطور نمونہ ایک اور مسئلہ نقل کر دیا جاتا ہے، لکھتے ہیں:

۹۔ مردہ جانور یا بچہ کے مقام میں ذکر داخل کرنے سے وضو نہیں جاتا ہے۔ جبکہ کچھ نہ نکلے لیکن دھونا واجب ہے۔

۱۰۔ غیر مشتہی لڑکی کی فرج سے مرد کا ذکر ملنے سے وضو نہ جائے گا۔

۱۱۔ مردہ عورت یا مرد یا جانور یا زندہ جانور کے پائخانہ یا پیشاب کی جگہ ذکر داخل کرنے یا مرے ہوئے مردہ جانور یا زندہ جانور کا ذکر اپنے پیشاب یا پائخانے کی جگہ داخل کرنے سے غسل واجب نہ ہوگا جب تک کہ منی نہ نکلے۔

۱۲۔ خنثیٰ مشکل یا بچہ کا ذکر یا لکڑی یا چمڑے یا ربر کا بنا ہوا ذکر یا انگلی پائخانہ یا پیشاب کی جگہ داخل کرنے سے غسل واجب نہ ہوگا۔

۱۳۔ اپنے پائخانہ کی جگہ اپنا داخل کرنے سے غسل واجب نہ ہوگا جب تک کہ منی نہ نکلے۔

۱۴۔ ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی پائخانہ یا پیشاب کی جگہ وطی کرنے سے ایک ہو جائے وطی کرنے سے غسل واجب نہ ہوگا جب تک انزال نہ ہو اور جو اس کے پائخانہ اور پیشاب کی جگہ وطی کرنے سے ایک نہ ہو تو غسل واجب ہوگا۔

۱۵۔ عاقلہ بالغہ عورت نے غیر مشتہی لڑکے کا ذکر اپنے پیشاب کی جگہ داخل کیا تو اس پر غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


۱۶۔ باکرہ کنواری لڑکی سے کسی نے وطی کی مگر اس کی بکارت زائل نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں ہے جب تک کہ حمل ظاہر نہ ہو۔

۱۷۔ بوڑھی عورت سے جس کی شہوت بالکل جاتی رہی ہو وطی کرنے سے غسل واجب ہوگا۔

(بحوالہ تحفۂ رضویہ ۹ جو بیادگار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم فاضل بریلوی پیلی بھیت سے شائع ہوا ہے)

استغفر اللہ۔ یہ آپ کے شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے وضو اور طہارت کے شرعی مسائل بیان فرمائے ہیں یا کوک شاستر کا دروازہ کھولا ہے۔ اہلحدیثوں کو گمراہ، گمراہ گر کہنے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ قرآن وسنت کے پیروکار اہلحدیث گمراہ ہوئے یا شریعت کے عنوان سے کوک شاستر بیان کرنے والے نام نہاد مولوی حضرات۔

**اللھم انی استغفرک واتوب الیک**

اس سے کہیں زیادہ گندے، فحش اور ناقابل ذکر مسائل اس کتاب میں ذکر کئے گئے ہیں اور ایسے گندے مسائل پر مشتمل کتاب کو متبرک اور بافیض رسالہ کہا گیا ہے۔ غالباً اس کو بوسے بھی دئے جاتے ہوں گے۔

---

(۱) اعلیٰ حضرت کے ان نور چشم جناب مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے ورثہ میں جو زبان وادب پائی ہے اس کا اثر دوسری جگہوں پر بھی نمایاں ہے، احمد رضا خاں صاحب نے حسام الحرمین میں مولانا اشرف علی تھانوی پر کافرانہ عقیدہ کا بہتان لگایا۔ مولانا تھانوی نے ''وسط البنان'' لکھ کر اپنا دفاع کیا اس کے جواب میں مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے ''رقعات السنان'' نام کا ایک رسالہ لکھا اس میں مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے متعلق جو بازاری گالیاں استعمال کی ہیں چند ایک آپ بھی سن لیجئے ، لکھتے ہیں: (۱) یہ اپنی دوشتی میں وہ تیسرا بھی داخل کر کے (رقعات السنان) (۲) اس کی دوشتی میں تیسرے کا دخول ص: ۲۵، (۳) مساۃ یہ تیسرا بھی کیسے ہضم کر گئی ص: ۴۵، (۴) رسلیا والا بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی کرے سے پالا پڑا تھا ص: ۴۹ (۵) اب وہ کھولوں جس سے مخالف چوندھیا کر پٹ ہو جائے اور آنکھ کھولے تو چوپٹ ہو جائے۔ ص: ۴۹ رسلیا کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی میری ٹھہرائی پر اتر و دیکھوں تو اس میں میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولتے ہو۔ ص: ۵۳۔ (۷) رسلیا کی قلابازیاں ملاحظہ ہوں، =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہاں اسلامی شریعت کا ایک اور اصول ہے کہ انما المؤمنون اخوۃ۔ سارے مسلمان ومومنین بھائی بھائی ہیں، قبائل اور ذات برادریوں کی تقسیم محض تعارف کے لئے ہے جو زیادہ متقی ہو وہی اللہ کے نزدیک زیادہ بامرتبہ ہے۔

مگر آپ حضرات نے اس کے مقابل ایک نئی شریعت بنالی آپ کے پیر احمد رضا خاں صاحب نے جولاہے، کھال پکانیوالے موچی، نائی وغیرہ وغیرہ جو القاب وآداب لکھے ہیں اور آپ کے دوسرے بزرگوں نے بھی مختلف برادریوں اور ان کے پیشوں کو ذلیل لکھا ہے۔ اگر ہم ان کا آپ کی طرح غلط نہیں بلکہ صحیح پروپیگنڈہ شروع کردیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کا حشر کیا ہوگا۔ (۱)

---

= خصم کے کرے دار کی گھبراہٹ میں سب تو ان کہی بول گئی ص: ۶۶ (۸) لب نازک سے صدا آنے لگی بس بس کی ص: ۶۸ (۹) رسلیا کی چک پھیریاں تو گوہر کو بھی مات کر گئیں۔ اب مسلمانوں کے چھلنے کو پھر کاوے کاٹتی ہے۔ (۱۰) اف ری رسلیا، تیرا بھولا پن خون پوچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔ ص: ۶۰ یہ ہیں ان علمائے اہل سنت والجماعت کے شرافت گفتار کے نمونے جو اپنے آپ کو نائب رسول کہتے ہیں اور اہلحدیثوں کو گمراہ اور جہنمی قرار دینے کیلئے مناظرہ کی جرأت کرتے ہیں۔

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

(۱) آیئے لگے ہاتھوں دو ایک نمونے ملاحظہ ہی فرماتے چلئے! خانصاحب لکھتے ہیں: جولاہے اور کھال پکانیوالے اور موچی اور نائی ان کے مثل ذلیل پیشہ ور جو اپنے ذلیل پیشوں کے ساتھ مصروف ہیں اگر عالم بھی ہو جائیں جب بھی شرفاء کے کفو نہیں ہو سکتے۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ سوم ص: ۱۱۷، اب دیکھو نائیوں، اور منہاروں نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں۔ (الملفوظ ص: ۱۱۶)

خاں صاحب کے ایک خلیفۂ خاص مولوی حشمت علی صاحب گذرے ہیں جنہیں شیر بیشۂ اہل سنت کہا جاتا تھا۔ ان صاحب کی ایک نہایت فتنہ انگیز کتاب ہے۔ تجانب اہل السنۃ موصوف نے اس کتاب کے ص: ۹۱ میں تمام بنکروں، روئی دھنکنے والوں، کپڑا سینے والوں، قریشیوں، مومن کانفرنس والوں، کنجڑوں اور دیگر اکثر برادریوں کو نیچریوں اور مرتدوں کا دام افتادہ قرار دیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ سب مرتد اور اسلام سے خارج ہیں۔

یہ ہے علمائے اہل سنت کا دین اسلام کہ وہ نسلی تکبر میں مبتلا ہو کر دیگر برادریوں کے بارے =

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہر حال آپ حضرات نے ایمان کے مسئلہ سے لے کر برادریوں کی تقسیم تک قدم قدم پر شریعت اسلامی کی تقدس کو جس طرح پامال کیا ہے اس کی بنا پر ضروری ہو جاتا ہے کہ پہلے آپ اپنی صفائی پیش کریں۔ اسکے بعد کسی کی گمراہی و ہدایت کا مسئلہ زیر بحث لائیے اور یاد رکھئے۔

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ جوش رشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کئے ہوئے

اس کے بعد سنئے!

**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون** اس کے شروع میں فا ہے جس کا ترجمہ پس اور تب سے کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس سے پہلے کوئی کلام ہونا چاہئے کہ جب ایسا ہو تب ایسا ہو پھر **اهل الذكر** کے معنی ہیں یاد والے، کس چیز کی یاد والے، کس کتاب کی یاد والے، کس کلام کے یاد والے پھر اس کو ثابت کرنا تھا کہ فلاں امام اسکے یاد والے تھے۔ لفظ یاد والے سے پتہ چلتا ہے کہ کسی کتاب کو یاد رکھنے والے کسی بات کو یاد رکھنے والے نہ یہ کہ اپنی تجویز اپنی عقل اپنی طرف سے کوئی بات کہنے والا یاد والا نہیں کہلاتا۔ عقل مند لوگ اس کو ذہین فطین کہتے ہیں۔ لہذا اس آیت سے تقلید کے وجوب پر دلیل قائم کرنا بالکل **لا تقربوا الصلوٰة** سے روزہ، نماز، پر دلیل قائم کرنے کے مثل ہے۔ آپ پہلے اگلی پچھلی آیتوں کو لکھ کر ترجمہ کیجئے، فریب کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ اس میں اللہ نے مشرکوں سے کہا کہ محمد ﷺ سے پہلے ہم انسانوں کو رسول بنا کر بھیجتے رہے ہیں تو یہودی، نصرانی عالموں سے دلائل اور کتابوں کے حوالے سے پوچھ لو وہ یہ بات تم کو بتادیں گے اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ قرآن وحدیث میں جو باتیں موجود ہیں ان کو جاننے اور سمجھنے کیلئے خود نہ دیکھو اور نہ پڑھو۔

---

= میں ایسے جارحانہ جذبات کا مظاہرہ کرتے اور ان برادریوں کو ذلیل، رسوا اور گھٹیا قرار دیتے ہیں اور اپنی اس بالکل خلاف اسلام حرکت پر اسلامیت کا لیبل بھی چسپاں کرتے ہیں۔
وائے گردو پس امروز بود فردائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نوٹ: ان آیات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ نے دلائل کے ساتھ باتوں کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے اس سے تقلید کی نفی ہوتی ہے نہ کہ ثبوت۔ کیونکہ تقلید بلا دلیل کسی کے پٹکے کو گلے میں ڈال لینا ہے۔ ان آیات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مشرکین بھی رسول میں فوق الفطری چیزیں ڈھونڈھ رہے تھے اور چونکہ حضور میں مافوق الفطری قوت نظر نہیں آرہی تھی اس لئے ان کی نبوت کے منکر تھے۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ تم جاہل ہو علم والوں سے پوچھو وہ تم کو بتادیں گے۔ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک آئے۔ سب تمہارے ہی جیسے انسان تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرو اور ان میں فوق الفطری چیزیں نہ ڈھونڈو۔

اصولی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ جس کی تقلید واجب ہے اس کا نام قرآن یا حدیث میں واجب ہوگا۔ پس اگر کسی حدیث صحیح میں گھڑی ہوئی حدیث میں نہیں، کسی بھی اس امام کا نام ہو جس کی تقلید کی جاتی ہے اور اس کی تقلید کا حکم ہو تو دکھلا دیجئے۔ یہ مطالبہ ہم آپ سے ایک ہزار برس سے کر رہے ہیں۔ آپ چاہیں تو مزید کئی صدیوں کی مہلت لے لیجئے۔

آپ نے لکھا **من شذ شذ فی النار** آپ کے پاس اگر کوئی دلیل ہو تو آپ صاف صاف پیش کیجئے کہ امام ابوحنیفہ کی جماعت سے علیحدہ ہونے والے کو جہنمی کہا گیا ہے یا نبی ﷺ کی جماعت سے جدا ہونے والے کو جہنمی کہا گیا ہے۔ کیا اس قسم کی فریب کاریوں پر آپ کو شرم نہیں آتی۔

**ما انا علیہ و اصحابی** تو کیا اصحاب کرام آپ کی طرح قبروں پر بتاشے چڑھاتے تھے، کیا پکی قبریں بناتے تھے۔ یا چادریں چڑھاتے تھے۔ کیا عورتوں کے مجمع ہوتے تھے لوگ طبلے کی تھاپ پر ناچتے کودتے تھے۔

## آپ، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کے طریقہ سے دور ہیں!

بلاشبہ جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے طریقہ پر چلے گا صرف وہی ہدایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر ہوگا، اور اس کے خلاف کرنے والے گمراہ ہوں گے۔

۱۔ ارشاد نبوی ہے۔ **ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم مساجد فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذالک۔**

(صحیح مسلم وغیرہ)

یعنی تم سے پہلے بعض امتوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا تم ایسا نہ کرنا۔ دیکھو خبردار! میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

اور آپ نے آخری مرض میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی: **اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد** (موطا امام مالک)

یعنی اے اللہ! میری قبر کو توبت نہ بنا جس کی پوجا کی جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے کسی ملک میں دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے اکابر کو سجدہ کرتے ہیں تو انہوں نے آپ سے اجازت چاہی کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے پہلے ان سے پوچھا کہ بتاؤ کہ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو کیا تم میری قبر کو سجدہ کرو گے، ان صحابی کو چونکہ قبر کو سجدہ کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ اسلام کی توحید میں اس کی کوئی گنجائش ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے انہوں نے صاف فرمایا کہ میں حضور کی قبر کو تو سجدہ نہیں کروں تو آپ نے ان سے فرمایا **فلا تفعلوا** (ابوداؤد) یعنی جب تم جانتے ہو کہ میں ایک فانی ہستی ہوں اور ایک دن مر کر قبر میں جانیوالا ہوں اور تم بھی مجھے سجدہ کے قابل نہ سمجھو گے تو ایسے شخص کیلئے سجدہ کی کہاں گنجائش ہے۔

ایک دوسرے صحابی سلمان فارسیؓ رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو سجدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو ان سے بھی آپ نے ایسی بات کہی اور آخر میں فرمایا **فلا تسجدلی واسجد للحی الذی لا یموت** (کنز العمال) پس تم مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ سجدہ اسی اللہ کے لئے مخصوص رکھو جو ہمیشہ زندہ اور باقی رہنے والا ہے۔ اور جس کو کبھی فنا اور موت نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان احادیث نبویہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے لئے سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔مگر بریلوی فرقہ نے اس فرمان نبوی کے خلاف تمام پیروں فقیروں کی قبروں پر سجدہ کرنے کو اپنا دین وایمان بنالیا ہے اور اس فرمان نبوی کی پیروی کرنیوالوں کو گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی قرار دے لیا ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے سے روکا اور آپ اس کے بجائے قبریں پختہ کرتے پھرتے ہیں بلکہ ان پر قبے بھی بناتے ہیں اور غریب مسلمانوں کے لاکھوں روپے اس حکم رسول کے خلاف کارناموں پر وصول کرتے ہیں اور پھر وہ کیا ہوتا ہے اس کا علم صرف اللہ کو ہے اور آپ کو۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے پختہ قبروں کو ڈھانے کے لئے بھیجا لیکن آپ کا یہ طرز عمل ہے کہ حضور کے حکم کے مطابق جب یہ پختہ قبریں ڈھادی گئیں تو آپ ڈھانے والوں کو گالیاں دیتے ہیں، حالانکہ انہوں نے رسول کے حکم کے مطابق ڈھایا۔ یہ ڈھانے والوں کو گالیاں دینا نہیں ہے بلکہ جس نے حکم دیا ہے اس کو براہ راست گالیاں دینا ہے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبر پر عرس کرنے سے منع فرمایا تھا۔آپ ہر کہ ومہ کی قبر پر عرس مناتے پھرتے ہیں۔حضور کی ممانعت کے باوجود ایسا کرنا صرف شکم پروری کی بنیاد پر ہے۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ کا احترام صحابہ سے زیادہ آپ کے دل میں نہیں ہوسکتا۔رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد ان کا تیجا، چالیسواں، صحابہ نے کیوں نہیں کیا؟ پھول کیوں نہیں چڑھائے۔صحابہ کی عورتیں مزاروں کی طرح حضور کی قبر کے پاس ان مراسم کو ادا کرنے کیلئے کیوں نہیں گئیں۔جو آپ اپنے ذاتی فوائد کے لئے غریب مسلمانوں سے کرارہے ہیں۔

۶۔ صحابہ کرام اور ان کی عورتیں روزی، اولاد، شفاء وغیرہ مانگنے کیلئے حضور کی قبر پر کیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں جمع ہوتیں؟ معلوم ہوا کہ آپ رسول کے بھی طریقہ سے الگ اور صحابہ کرام کے طریقہ سے بھی دور ہیں یہی معنی ہے۔ من شذ شذ فی النار کے۔ آپ خود اپنی پیش کردہ حدیث سے جہنمی ہو گئے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

صفی الرحمٰن الاعظمی

۲۶/ اکتوبر ۱۹۷۸ء

♦ ♦
♦ ♦
♦ ♦

**ختم شد**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مناظرے کا حسن خاتمہ

''روداد مناظرہ کی کتابت مکمل ہو چکی تھی کہ ہمیں عنوان بالا کے تحت امت کے ایک نہایت خیر خواہ اور درویش صفت بزرگ کا پیغام ملا جو امت کیلئے سراپا رحمت و برکت کی دعوت ہے۔ یہ پیغام بعینہٖ نقل کیا جا رہا ہے۔''

مسلمہ فرائض و واجبات دینی کی دوسرے مسلمانوں کو دعوت دینا اور مسلمہ منکرات و سیئات سے دوسرے مسلمانوں کو روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یہ حق ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو ایک دوسرے کے مقابل اللہ کی طرف سے حاصل ہے۔ اور اس فرض کو ادا کرتے ہوئے صبر و تصبر، حلم و بردباری ایک لزوم ہے۔ اس فرض کو ادا کرتے ہوئے صرف ایک محرک کارفرما رہنا چاہئے۔ اور وہ ہے خیر اندیشی، یہی فرض امت مسلمہ کی بنیاد اتحاد ہے۔ یہی اعتصام بحبل اللہ ہے جو امت مسلمہ کا بنیادی واجتماعی فرض ہے۔

اس کے مقابل اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اپنے اپنے مزعومات و شخصی افکار کی دوسروں کو دعوت دینا تفرقۂ دین و امت ہے جو حرام مطلق ہے۔ اور امت کی ساری حلقہ بندیوں کی جڑ ہے اور ایسے حلقے پہلی فرصت میں توڑ دینے کے لائق ہیں۔

ان دو فرضوں پر عمل پیرا ہونے سے امت محمد یہ چند برسوں کے اندر ساری دنیا میں سب سے بڑی اخلاقی قوت بن جاتی ہے۔ اور ''**ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس**'' کی موجودہ عالمگیر گھٹا ٹوپ تاریکی ناپید ہو جاتی ہے۔

کیا علمائے امت تمام غیر متعلق فکری و عملی الجھاؤں سے آزادی حاصل کرتے ہوئے اسی بنیادی ذمہ داری کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔

**اللهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فی جمیع العالم و الف بین قلوبهم واصلح ذات بینهم واجعل فی قلوبهم الایمان والحکمة.**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# آیئے! مزاروں کی سیر کریں

مصنف: علامہ امیر حمزہ صاحب ہمدانی حفظہ اللہ

صفحات: 272 قیمت: =/90 (مجلد)

ہمارے معاشرہ میں ایک عرصہ سے پیروں، فقیروں اور ولیوں کی بہتات ہوگئی ہے۔ جعلی پیروں اور ملنگ نما باباؤں کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ بدعات و خرافات اور جہل و جہالت کا دور دورہ ہے۔ شرک و کفر کی گرم بازی ہے، قبہ و قبر کی پرستش جاری ہے، مساجد ویران ہیں، آستانے آباد ہیں۔ اللہ کا گھر نمازیوں سے محروم ہے۔ مزاروں پر عقیدت مندوں کا ہجوم ہے۔ شاخ حرم بوسیدہ وخستہ حال ہیں، ولیوں کے دربار آرائش حسن و جمال کا نمونہ بے مثال ہیں۔

کیا ہوتا ہے مزاروں پر؟ درباروں اور آستانوں کی دنیا میں کیا گل کھلائے جارہے ہیں۔ توحید خون کے آنسو بہا رہی ہے اور شرک قہقہے لگا رہا ہے۔ کبھی آپ نے سوچا! اللہ کی یہ مخلوق کائنات کے ساتھ کس طرح بغاوت پر آمادہ ہے، یہ چلتے پھرتے نظر آنیوالے مسلمان اسلام کے نام پر کیا کر رہے ہیں؟ آیئے اس کتاب کو پڑھئے اور دیکھئے کہ مسلمان کہلوانے والی اس بھیڑ کا کیا حال ہے، دس مزاروں کے سفر کی یہ روداد کیا ہماری آنکھ کھولنے کیلئے کافی نہیں ہے۔ پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

□□□□□□□
□□□□□

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



توحید کی تائید اور شرک کی تردید میں ایک فکر انگیز کتاب

# آسمانی جنت اور درباری جہنم

مصنف: علامہ امیر حمزہ صاحب ہمدانی حفظہ اللہ

صفحات: 264 قیمت: =/86 (مجلد)

آسمانی جنت اور درباری جہنم برصغیر کے نامور مصنف علامہ امیر حمزہ صاحب کی انتہائی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ اس کتاب کے پہلے مضمون میں آپ قرآنی آیات اور احادیث رسول کی روشنی میں اللہ کے مہمان خانے یعنی جنت کی سیر کریں گے۔ دوسرے مضمون میں زمین پر بنی جعلی جنت اور درباری بہشت کا آنکھوں دیکھا حال ملاحظہ کریں گے۔ تیسرے اور چوتھے مضامین میں مزید 2 / درباروں پر ہونے والے والے مشاہداتی مناظر ملاحظہ کریں گے اور قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں آپ محسوس کریں گے کہ موجودہ شرک و بدعت اس گرم بازاری کے دور میں اللہ کی مخلوق کو درباری جہنم سے نکال کر آسمانی جنت میں داخل کرنے کی کوشش کرنا کس قدر ضروری ہے۔

آخری مضمون ایک ایسا تاریخی اور علمی مضمون ہے جسے بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا گیا ہے، اسے پڑھ کر آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک حق و باطل کی داستان کشمکش ذہن میں اتر جاتی ہے اس مقالے کے اخیر میں قرآن و حدیث کے واضح دلائل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے حق کیا ہے اور کس کے پاس ہے۔

□□□□□□□□

□□□□□□

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


توحید کی تائید اور بدعات کی تردید میں ایک اہم اور قابل مطالعہ کتاب

# مزاروں پر بیٹھے مجاوروں کی کہانی

مؤلف: علامہ امیر حمزہ صاحب ہمدانی حفظہ اللہ

صفحات: 240 قیمت: =/78 (مجلد)

برصغیر ہندو پاک میں مزاروں سے عقیدت ایمان کی علامت سمجھی جاتی ہے اور مزاروں پر ہونے والے رسوم، اور شرکیہ اعمال کو شیطان نے اس قدر مزین اور خوبصورت بنا کر پیش کیا ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اسے دین سمجھ بیٹھا ہے۔

اس کتاب میں مزاروں کی حقیقت اور ان مزاروں پر بیٹھے بے دین اور مشرک، دین و ایمان اور جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے والے فریبیوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ان مزاروں پر کس قدر بے شرمی اور بے حیائی کے کام ہوتے ہیں، عورتوں کے ننگے بدن اور ان پر تعویذ لکھے جاتے ہیں اور سیدھے سادے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانسنے اور ان مزاروں اور ان کے مجاوروں اور پیروں سے عقیدت کو پختہ کرنے کیلئے کس کس طرح کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ قوالی کے نام پر اس قدر شرک و کفر بکے جاتے ہیں کہ اگر انہیں سمندروں میں پھینک دیا جائے تو سمندر کا پانی تیزاب ہو جائے۔

کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ ایک باب میں ہجویری دربار کی ایک زندہ جاوید کردار کی سچی داستان بھی کتاب کی زینت ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی نعتوں اور میلادی عیدوں کا موازنہ کر کے پورے ثبوت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ دونوں کے عقائد میں پوری مشابہت موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سنت کی تائید اور بدعات کی تردید میں ایک اہم کتاب

# بریلوی مسلک کی میٹھی میٹھی سنتیں یا......؟

مؤلف: ابن لعل دین حفظہ اللہ

صفحات: 328 قیمت: =/122 (مجلد)

بریلوی فرقہ اور اس کے عقائد سے پڑھا لکھا طبقہ واقف ہے لیکن بریلویت کی ایک ترقی یافتہ شکل جو چند سال پہلے معرض وجود میں آئی ہے اس کے خیالات و عقائد، من گھڑت اور انوکھے اذکار، پرفریب دعوت، معیار ولایت اور عجیب وغریب حالات سے واقفیت کم ہی لوگوں کو حاصل ہے۔

اس فرقہ کے معتقدین نے دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کی طرح بریلوی مسلک کی مؤثر انداز میں تشہیر وتبلیغ کیلئے ایک جماعت بنائی ہے۔اور اس فرقہ کے امیر نے تبلیغی نصاب کے طرز پر ایک کتاب ''فیضان سنت'' کے نام سے تصنیف کی ہے جو ضعیف وموضوع احادیث اور عجیب وغریب قصے کہانیوں سے بھری ہوئی ہے۔

کتاب ہذا میں بریلوی مسلک کی اس تبلیغی نصاب ''فیضان سنت'' میں بیان کردہ بدعتوں، مصنوعی نمازوں اور من گھڑت سنتوں کو حوالہ کے ساتھ بیان کرکے اس پر عمل کرنے کی صورت میں امت پر مرتب ہونے برے اثرات کو مدلل انداز میں واضح کیا گیا ہے اور نبی ﷺ کی اس سنت پر ''میٹھی میٹھی سنتوں'' کے نام سے جو گرد ڈالی گئی ہے اس کو صاف کیا گیا ہے۔

انداز بیان اس قدر دلچسپ ہے کہ پڑھنے والا پوری کتاب ایک ہی مجلس میں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حلالہ کے نام پر

مصنف: پروفیسر ابو شرحبیل

صفحات: 192 قیمت: =/56

## حلالہ کرنا اور کروانا باعث اجر وثواب ہے؟

صدیاں گزر جانے کے بعد علم و آگہی کے اس دور میں حلالہ کے اثبات اور جواز کے علمبردار آج بھی موجود ہیں بلکہ اس پر بھرپور طور پر عمل پیرا بھی ہیں۔ نتیجتاً وہ امت مسلمہ کی اخلاقی تباہی اور ذہنی انتشار کا باعث بنے ہوئے ہیں جب کہ اسلام کی عفت مآب بیٹیوں کی حرمت کی پاسداری کیلئے لاکھوں فرزندان توحید کی قربانیاں اور ان کی تڑپتی لاشوں کا تصور مسلمانوں کی شاندار تاریخ کا حصہ ہے مگر یہ بہنیں اور حلالہ کے نام پر اپنی لٹتی ہوئی عزتوں پر نوحہ کناں ہیں اور ہم سے پوچھ رہی ہیں کہ:

"تم نے اب تک فحاشی کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لئے کیا کردار ادا کیا ہے؟"

**آئیے ...... آگے بڑھئے ......**

**عزتوں کے تحفظ کے لئے مال، علم اور قلم سے اس جہاد میں شامل ہو کر اپنا حصہ ڈالیے۔**

آج بھی اللہ کے کچھ عاجز و حقیر بندے بچیوں پر صدیوں سے جاری ظلم کے خلاف علم و عمل کی تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ آیئے! ہم سب مل کر عزتوں کے تحفظ پر مبنی اس جہاد مین شامل ہو کر ملی و دینی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے حصے کا فرض ادا کریں، اس اندھیر نگری میں سنت رسول ﷺ کے دیپ روشن کریں۔

اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# مولانا عبداللطیف اثری (حافظ ابوسہیل انصاری) کی

## تحقیق اور مراجعہ سے شائع شدہ کتب

| کتاب | مؤلف |
| --- | --- |
| ۱- طریق محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھیؒ |
| ۲- شمع محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۳-سیف محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھیؒ |
| ۴-درایت محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۵-امام محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۶-نکاح محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۷- دلائل محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۸-ارشاد محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۹- ہدایت محمدی | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۱۰-اہل حدیث اور احناف کے درمیان اختلاف کیوں؟ | مؤلف: مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی |
| ۱۱-ایک ہاتھ سے مصافحہ | مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری |
| ۱۲-کتاب الجنائز | مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری |
| ۱۳-حقیقۃ الفقہ | مولانا محمد یوسف جے پوری |
| ۱۴-تقاریر | علامہ احسان الٰہی ظہیر |
| ۱۵-منبہات (اردو ترجمہ) | علامہ ابن حجر عسقلانی |
| ۱۶-تصوف کتاب وسنت کی روشنی میں | مولانا عبدالولی سلفیؒ |
| ۱۷-صوفی ازم اور اسلام | مولانا معراج ربانی |